إنّ من الشعر لحكمة وإنّ من البيان لسحرا
درین ایام دودمان شعر و سخن را چشم و چراغ تازه کنند دل و داغ
گلزار داغ
بکمال خوشخطی و تصحیح تمام باهتمام اقل الانام منشی تیج بهادر
در مطبع انوار محمدی رونق انطباع یافت

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

درین ایام دودمان شعر و سخن را چشم و چراغ تازه کنند دل و دماغ

گلزار داغ

بکمال خوشخطی و تصحیح تمام باہتمام اقل انام منشی شیخ بہادر

در مطبع انوار محمدی رونق انطباع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١ ردیف الف ١٢

عدوی سامری فن دیکھے اعجاز قلم میرا — عصا ہی موسوی ہی حمد خالق مین قلم

برنگ بوی گل ہی ہر نفس یاد الٰہی مین — قیامت تک بھری گی دم نسیم صبحدم

سلامت منزل مقصود تک اسد پوچہا دے — مجھے آنکھین دکھاتا ہی ہر اک نقش قدم

یہ دود شمع دل راتون کو لیتا ہی تعلی کی — مخجل کرتا ہی زلف حور کو بھی پیچ و خم

کہین سودائیان عشق کو تفریح ہوتی ہی — بہت چھانا ہوا ہی باغ فردوس ارم

الٰہی کعبۂ تسلیم مین یون باریابی ہو — بڑھے لبیک کہکر پیشتر سب سے قدم

مجھے آباد کرتا ہی مجھے برباد کرتا ہی — خدایا دین و دنیا مین کرم تیرا ستم

تری بندہ نوازی ہفت کشور بخشدیتی ہی — جو تو میرا جہان میرا عرب میرا عجم

فنا فی اللہ ہو کر پاؤن عمر جاودان یہی — مسیح و خضر کی ہستی سے بڑھکر ہو عدم

سنا جب سے یہ دولت آدمی کو تونے بخشی ہی — نہین بھولا سما تا خاطر غمگین مین غم

الٰہی نقش ہو کلمہ رسول اللہ کا دل پر — چلے کونین مین نام محمد سے درم

جلوہ نگا حشر تک ای داغ مین نہ بجھے
زندگی ساتھ تا روز جزا شمع حرم میرا

یہان بھی تو وہان بھی تو زمین تیری فلک تیرا
کہین ہمنے پتا پایا نہ ہرگز آج تک تیرا

صفات و ذات مین یکتا ہی تو ای احد مطلق
نکوئی تیرا ثانی ہی نکوئی مشترک تیرا

جمال احمد و یوسف کو رونق تونے بخشی ہی
ملاحت تجھسے شیرین حسن شیرین مین نمک تیرا

ترے فیض کرم سے نار و نور آپس مین یکدل مین
ثناگر یک زبان ہر ایک ہی جن و ملک تیرا

کسیکو کیا خبر کیون خیر و شر پیدا کیے تونے
کہ جو کچھ ہی خدائی مین وہ ہی بے شک تیرا

نہ جلتا طور کیونکر کسطرح موسی نہ غش کھاتے
کہان یہ تاب و طاقت جلوہ دیکھے مردمک تیرا

دعا یہ ہی کہ وقت مرگ اوسکی مشکل آسان ہو
زبان پر داغ کے نام آئے یارب بیشک تیرا

اللہ شوق دے مجھے نعت شریف کا
شہرہ ہو خوب میرے کلام لطیف کا

سرسبز کشت دل ہی محمد کے عشق مین
کیا اس زمین مین کام ربیع و خریف کا

اللہ رے اوسکے علم لدنی کا معجزہ
امی سبق پڑھائے کتاب شریف کا

حسرت جس آبرو کی سلیمان کو رہی
یثرب مین ہی وہ مرتبہ مور ضعیف کا

شیطان بھاگتا ہی محمد کے نام سے
کیا خوف اوس پلید خبیث و کثیف کا

مداح مصطفی سے کرے کوئی بحث کیا
سحبان ہی خوشہ چین مری طبع ظریف کا

ادنی شجاعت احمد مرسل کی دیکھنا
کیا حال جنگ بدر مین تھا ہر حریف کا

ہی ناتوان عشق محمد وہ پہلوان
رستم سے ہو مقابلہ کب اوس نحیف کا

صبر جمیل تھا کہ ستم پر ستم سہا
بوجہل و بولہب سے ذلیل و خفیف کا

۴ اے داغ شعر ڈھل گئے نعت شریف میں ۱۱
ہے فکر قافیہ نہ تردد ردیف کا

صبر لے زاہد نافہم نہ میخوارون کا
بخشنے والا ابھی دیکھا ہے گنہگارون کا

سر شوریدہ کو تسکین وہین ہوتی ہے
مجھ پہ احسان ہے اوس کوچے کی دیوارون کا

ڈر گئے نام شفا سنکے نہ ہے خواہش مرگ
منہ ذرا سا نکل آیا ترے بیمارون کا

دوش پر اپنے جو صیاد نے زلفین چھوڑین
اور جی چھوٹ گیا آج گرفتارون کا

لائیگا کعبے سے تو مفت ثواب اے زاہد
حصہ پہلے سے ٹھہر جائے یہین یارون کا

اشک خون آنکھ سے جاتے ہوئے اپنے ٹپکے
کہ جہان ہین ہم وہان فرش ہے انگارون کا

زندہ درگور زمانے مین نہ ہونگے ایسے
مرثیہ کہتے ہین شاعر ترے بیمارون کا

اہل الفت کے لیے چاہیے شہرت اے دل
نام بکتا ہے محبت سے خریدارون کا

خیر گذری کہ رہا تا بہ مژہ سیل سرشک
رہگیا پردہ ترے کوچے کی دیوارون کا

چوس لیتے ہین مرے زخم زبان پیکان
چھوڑ دیتے ہین یہ منہ چوم کے سوفارون کا

۵ صبر ایوب کی اے داغ نہ کرنا خواہش ۱۱
کہ محبت مین تو یہ کام ہے بیکارون کا

گر میرے بت ہوش ربا کو نہین دیکھا
اوس دیکھنے والے نے خدا کو نہین دیکھا

رہبر سے غرض کیا ہے جو منزل نظر آئے
کعبے مین کبھی قبلہ نما کو نہین دیکھا

سمجھا ہے شب ہجر عدو کو وہ قیامت
ظالم نے ابھی روز جزا کو نہین دیکھا

جنت ہے مگر خانہ دشمن بھی الٰہی
آتے ہوئے اس گھر مین قضا کو نہین دیکھا

جس شکل سے ہنستے ہین مرے حال پہ احباب
روتے ہوئے یون اہل عزا کو نہین دیکھا

اتنا تو بتا دے مجھے اے ناصح مشفق
دیکھا ہے کہ اوس بادہ لقا کو نہین دیکھا

ایسی نظر شوخ مین تمکین نہین دیکھی
اسطرح تغافل مین حیا کو نہین دیکھا

اغیار کے نالے تو بہت تمنے سنے ہین
مظلوم کی تاثیر دعا کو نہین دیکھا

یہ اوسکو رہی خاک نشینون سے کدورت
اپنے بھی نقش کف پا کو نہین دیکھا

افسوس کہ فرصت مین کبھی غور سے تمنے
افسانۂ ارباب وفا کو نہین دیکھا

جب داغ کو ڈھونڈھا کسی میخانے مین پایا
گھر مین کبھی اوس مرد خدا کو نہین دیکھا

ہو گئے پرخون دل عشاق ہو کر زیر پا
کیا لگا رکھا ہے ظالم تو نے خنجر زیر پا

مانع رفتار ہو گیا اوسکو پتھر زیر پا
جسنے لاکھون روندڈالے کاسۂ سر زیر پا

دامن دل کیا بچے اوسکے خرام ناز سے
چاک ہو جائے اگر دامان محشر زیر پا

تیرے ہاتھون سے ہوا ہے اک زمانہ پائمال
پیس ڈالون تجکو اے چرخ ستمگر زیر پا

آرزو کمبخت نے کی تھی خرام ناز کی
دیدیا اوسنے مجھے دلکو مسلکر زیر پا

شل پا ہی تیرا جاتا ہون اے شوق مزار
چشم گریان کی بدولت ہے سمندر زیر پا

پائمالی سے نشان قبر کے آیا نہ چین
رکھ لیا ظالم نے میرا نام لکھکر زیر پا

بزم دشمن مین لگی ایسی مرے تلوؤن سے آگ
فرش گل کو مینے سمجھا فرش اخگر زیر پا

مین وہ ہون آتش قدم جس سے پگھلتے ہین پہاڑ
موم ہو جاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا

عاشقونسے ہوتے ہین معشوق سرکش پائمال
رکھتی ہے قمری سر سرو صنوبر زیر پا

قوت رفتار جب اوس فتنہ گر کو مل گئی
آگیا روز ازل میرا مقدر زیر پا

توڑکر اے محتسب میخانے سے باہر پھینک
آنجا دین ریزۂ مینا و ساغر زیر پا

کیا تماشا ہی جب آیا ہی اوسے نرگس سے رشک — اوسنے بل ڈالے ہین میرے دیدۂ تر زیر پا
دو نو دشمن ہین بشر کے آسمان ہو یا زمین — فتنہ گر بالا سے سر ہی تو ستمگر زیر پا
خوف ہی اوسکو نہ دامنگیر ہو یہ قتل بھی — ہاتھ بسمل کا دبا لیتا ہی اکثر زیر پا

وہ حصار عشق پر ای داغ ہو ثابت قدم
مشق کی ہو جسنے رکھکر تیغ و خنجر زیر پا

آج راہی جہان سے داغ ہوا — خانۂ عشق بے چراغ ہوا
کیا نشان وفا بھی ای ظالم — دل گم گشتہ کا سراغ ہوا
ایسی کیا بو سما گئی تم کو — ہمسے جو آشفتہ دماغ ہوا
نہ مٹا نقش غیر جی سے ترے — یہ بھی میرے ہی دل کا داغ ہوا
دل پر خون نگر ہی جام طلسم — کبھی خالی نہ یہ ایاغ ہوا
کیا اثر ہی کہ غنچۂ تصویر — اوسکے ہنسنے سے باغ باغ ہوا
صبح وہ داغ دے گئے مجکو — دن کو روشن مرا چراغ ہوا
عمر جاوید تو خضر کو ملی — عیش جاوید سے فراغ ہوا
ہرزہ گردی مین ٹھوکرونسے مری — چاک داماں کوہ و راغ ہوا
آسمان گر گیا نظر سے مری — عرش پر جب ترا دماغ ہوا
حال فردوس سنکے لیا واعظ — وہ بھی کیا بے نظیر باغ ہوا

بعد اوستاد ذوق کے کیا کیا
شہرت افزا کلام داغ ہوا

ثبات بحر جہان مین اپنا فقط مثال حباب دیکھا — نہ جوش دیکھا نہ شور دیکھا نہ موج دیکھی نہ آب دیکھا

ہماری آنکھون نے بھی تماشا عجب عجب انتخاب دیکھا
برائی دیکھی بھلائی دیکھی عذاب دیکھا ثواب دیکھا

نہ دل ہی ٹھہرا نہ آنکھ جھپکی نہ چین پایا نہ خواب آیا
خدا دکھائے نہ دشمنونکو جو دوستی مین عذاب دیکھا

سرور مین جب سے جان مجنون اسیکو گردش ہی چشم خوبان
کہ چرخ زن مثل دور گردون ہم اجام شراب دیکھا

نظر مین ہی تیری کبریائی سما گئی تیری خود نمائی
اگرچہ دیکھی بہت خدائی مگر نہ تیرا جواب دیکھا

پڑے ہوئے تھے ہزار پردے کلیم دیکھو تو جب بھی غش تھے
ہم اوسکی آنکھون کے صدقے جسنے وہ جلوہ یون بے حجاب دیکھا

جو راہ مین ہے آگے بیٹھے وہ فکر دیر و حرم سے چھوٹے
ترے کوچے سا کسونے بہشت مین بھی عذاب دیکھا

یہ دل تو اے عشق گھر ہی تیرا کہ جسکو تونے بگاڑ ڈالا
مکان ہے تا لامکان جو دیکھا تجھی کو خانہ خراب دیکھا

سرور و عیش و نشاط کیسے بدل گئے رنگ ہی جہان کے
سنا نہ تھا کان نے جو ہمنے وہ آنکھ سے انقلاب دیکھا

جو تجکو پایا تو کچھ نہ پایا یہ خاکدان ہمنے خاک پایا
جو تجکو دیکھا تو کچھ نہ دیکھا تمام عالم خراب دیکھا
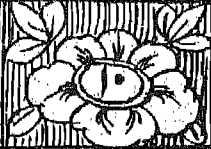
۹ شراب غفلت سے داغ غش تھے دکھا غفلت نے کیا تماشے ۱۲
کہ سوتے سوتے جو چونک اٹھے مگر کوئی تونے خواب دیکھا
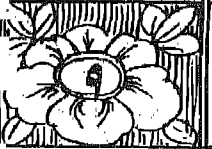
آخر کو عشق کفر سے ایمان ہو گیا
مین بت پرستیون سے مسلمان ہو گیا

کیون صرف نگاہ مہربان ہو گیا
اک تیر ادر مین ترے قربان ہو گیا

کیا جانے چپ ہون کیون تری صورت کو دیکھکر
آئینہ مین نہین ہون کہ حیران ہو گیا

قاتل نہ روک ہاتھ کہ رکتی ہی میری جان
خنجر ترا اور دم کا نگہبان ہو گیا

ہی تو حلال ہی جو پیے دھب سے بادہ نوش
مین توبہ کر کے اور پشیمان ہو گیا

رندان بے ریا کی ہی صحبت کسے نصیب
زاہد بھی ہم مین بیٹھکے انسان ہو گیا

اس غنچے مین سمائی ہی وحشت برنگ بو
دل کتنی تنگیون پہ بیابان ہو گیا

گر دل پھٹا ہی مجھسے ترا سہل ہی علاج
یا یہ بھی چاک جیب مری جان ہو گیا

حسرت کسی طرف ہی تمنا کسی طرف
مجموعہ اپنے دل کا پریشان ہوگیا

حاصل ہوئے مزے ترے خنجر کے غیر کو
سر پر ہمارے منت کا احسان ہوگیا

کیا حال دل کہین کہ دم عرض حا[ل]
تیرا عتاب حلق کا دربان ہوگیا

امید ہی کہ پھر عیادت وہ آئینگے
آزار میری جان کو ارمان ہوگیا

۱۰ لو اے بتو سنو کہ وہ داغ صنم پرست
مسجد مین جاکے آج مسلمان ہوگیا ۹

اوس بزم مین شریک تو جایا نجائیگا
مین جاؤنگا اگر مرا سایا نجائیگا

دل لیکے اوسکی بزم مین جایا نجائیگا
یہ مدعی بغل مین چھپایا نجائیگا

اے حشر اتیاز کہ ہم ہین شہید ناز
مردون کی طرح ہمکو اوٹھایا نجائیگا

دل کیا ملاؤگے کہ ہمین ہوگیا یقین
تمسے تو خاک مین بھی ملایا نجائیگا

جو دل دکھا رہا ہی مزہ ہر گھڑی مجھے
آنکھونسے سو برس بھی دکھایا نجائیگا

دشمن کے آگے سر نہ جھکیگا کسی طرح
یہ آسمان زمین سے ملایا نجائیگا

فتنہ نہین ہون جسکو اوٹھایا کرے فلک
مجھسے گرے ہوئے کو اوٹھایا نجائیگا

زلفین نہین کہ شانے سے آراستہ کیا
بگڑا ہوا مزاج بنایا نجائیگا

۱۱ اے داغ تجکو رزق کی خواہش ہی جسقدر
اتنا یہ غم کھلائیگا کھایا نجائیگا ۹

یون وہ پیغام سے تو آئیگا
غیر کے نام سے تو آئیگا

شب ہجران سے موت بہتر ہی
خواب آرام سے تو آئیگا

یون نہ آئیگا ہاتھ گر وہ صنم
ترک اسلام سے تو آئیگا

لے ہی تو آئینگے ایسے ہمدم / میرے ہی نام سے تو آئیگا

مرغ دل سے امید ہے یہ اسیر / چھٹ گیا دام سے تو آئیگا

ساقیا مجھ سے بادہ کش کو سرور / ایک ہی جام سے تو آئیگا

چیں پہ ہنگے حیا سے وہ کب تک / غصہ الزام سے تو آئیگا

دل کا آنا ہی کام سے جانا / جائے گا کام سے تو آئیگا

۱۲

کبھی اپنا بھی روز خوش اے داغ / دور ایام سے تو آئے گا

۱۳

کرے انصاف دنیا میں اگر آفت کے ماروں کا / بنے خود آسمان پھاہا تمہارے دلفگاروں کا

ستم وہ چشم کافر سے ترے چلنا اشاروں کا / غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا بیقراروں کا

خدا جانے ہوئی ہیں دفن کیا کیا حسرتیں دل میں / پھپھولوں نے مرے سینے پہ عالم ہے مزاروں کا

تمہیں چاہا اگر چاہا خطا الفت پرستوں کی / تمہیں دیکھا اگر دیکھا گنہ امیدواروں کا

تمہیں نے عفو جرم عشق بھی چاہیں تو کہتے ہیں / خدا تو ہم نہیں بخشیں گنہ تقصیرواروں کا

دکھاتا ہے فلک یہ خندۂ دندان نما اپنا / وگرنہ اس شب فرقت میں جلوہ ہے ستاروں کا

نگہ پھیکے ہی دیتی ہے تو دل چھینکے ہی لیتا ہے / تمہارے گھر ٹھکانا کونسا ہے ہم بے سہاروں کا

بڑی اہل یقیں ہے جو جفا کو جو وفا سمجھیں / بھلے ہیں گمان ہی دل ہے اور بے اعتباروں کا

ترا اک وعدۂ دیدار اور وہ بھی قیامت پر / پڑا ہے صبر اتنا ہائے دل امیدواروں کا

قسم ہے تجھکو زاہد کیا کرے گر آنکھ سے دیکھے / چھلکنا ساغروں کا چھلکنا بادہ خواروں کا

سنو افسانۂ فرہاد دیکھو قصۂ مجنون / غرض کیا تمکو پوچھو حال ہم حسرت کے ماروں کا

کبھی بیٹھے کبھی اٹھے کبھی لوٹے کبھی تڑپے / تماشا دیکھ کے قابل ہے تیرے بیقراروں کا

۱۳ ۹

نہ فرصت ہے نہ راحت ہے غم دل ای داغ کیونکر ہو
مگر کیا کیجیے مجبور ہے ارشاد یارون کا

ہاے مہمان کہان یہ غم جانان ہوگا
خانۂ دل تو کوئی روز مین ویران ہوگا

ہوکے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر بپا
حسرت اوس آن کہ جب دل مین پنہان ہوگا

منحصر دل ہی پہ تھا نہ محبت تیری
مین نہ سمجھا تھا یہ کمبخت پشیمان ہوگا

کوستا ہون جو نصیبونکو تو کہتا ہے وہ شوخ
پھر محبت نہ کرے گا اگر انسان ہوگا

جسقدر آج ستاتا ہے ستا لے ہمکو
روز محشر بھی تو کل ای شب ہجران ہوگا

دم مری آنکھون مین اٹکا ہے کہ دیکھون تو سہی
کیا مسیحا سے مرے درد کا درمان ہوگا

زندگی عشق مین مشکل ہے تو مرجاینگے
اب وہ کام کرینگے کہ جو آسان ہوگا

اب کہان لخت جگر سینے مین ای دیدۂ تر
اور ہوگا تو سر گوشۂ دامان ہوگا

۱۴ ۱۲

آپ کے سر کی قسم داغ کو پروا بھی نہیں
آپکے ملنے کا ہوگا جسے ارمان ہوگا

کیا الہی سخت جانکا عشق مین سم ہوگیا
چاٹتے ہی خنجر خونخوار بیدم ہوگیا

روتے روتے چشم تر کو دل کا ماتم ہوگیا
روز کا مہمان اپنے گھر محرم ہوگیا

دیکھ تو کیا تشنگی سے تیر اعدا گم گیا
قطرۂ مے ساقیا کیا جان آدم ہوگیا

جانکے جاتے ہی اچھے ہوگئے سب داغ و زخم
شعلہ پنبہ ہوگیا ناسور مرہم ہوگیا

حسن مین انداز کے آتے ہی نخوت آگئی
زلف مین پڑتے ہی بل ابرو بھی سرخم ہوگیا

ای نسیم صبح کیا کیا عطر افشان مشک بیز
رات کسکا طرۂ طرار برہم ہوگیا

بنگئی فرقت مین جو کچھ اپنے جی پر بنگئی
ہوگیا جو کچھ ہمارے دل کا عالم ہوگیا

عشق کیا شی ہی وہ یہ شی ہی کہ دلمین تا دل / خون ہو کر آ گیا غم بن گیا سم ہو گیا

بجھ گیا گل ہو کے آگ شمع گل کا جب چراغ / بلبلون مین شور برپا کون مین ماتم ہو گیا

کیون تغافل ہے یہ چشم عداوت ہی سہی / کیا نگاہ ناز مین اب قہر بھی کم ہو گیا

(۱۵) رات بھر کہتے رہے ہم داغ اونسے لگا جا / ایک شب مین اسقدر اخلاص باہم ہو گیا (۹)

کی ترک مے تو مائل پندار ہو گیا / مین توبہ کرکے اور گنہگار ہو گیا

اوسکی طرف سے دل نہ پھر لگا کہ ناصحو / اب ہو گیا یہ جسکا طرفدار ہو گیا

کس کسکی چاہ کیجیے کس کسکی آرزو / اک دل ہزار غم مین گرفتار ہو گیا

محشر مین کون ہوگا کرم کا ترے گواہ / گر غیر بھی ہمارا طرفدار ہو گیا

وہ فتنہ جسکا حشر اوٹھنا ہی منحصر / ہر بار تیری چال سے بیدار ہو گیا

اک حرف آرزو پہ وہ مجھسے خفا ہوگئے / اتنی سی بات کہکے گنہگار ہو گیا

اے دل مرے خیال مین تیرا ابھی تھا / تو اے رقیب کب سے مرا یار ہو گیا

جسکی بغل مین شب کو وہ ہو سکو دیکھیے / جسوقت آنکھ کھل گئی بیدار ہو گیا

(۱۶) اے داغ کیا بتائین محبت مین کیا ہوا / بیٹھے بٹھائے جان کو آزار ہو گیا (۱۱)

نالا ہر اک بشر کے جگر سے نکل گیا / جی ہی نکل گیا وہ جدھر سے نکل گیا

عالم مین ایک تو نظر آیا نظر فریب / عالم تمام اپنی نظر سے نکل گیا

اللہ رے اوسکا حسن ترقی بلا کی ہے / ہر موے زلف موے کمر سے نکل گیا

تاثیر سر زمین سے بنا فتنہ وہ غبار / جو ملکے تیری راہگذر سے نکل گیا

کچھ ہوگا مجکو نالۂ شبگیر سے حصول
کچھ مدعا دعاے سحر سے نکل گیا

کاہیدگی نے پھینک دیا دور اسقدر
کوسون مین آپ اپنی نظر سے نکل گیا

نکلا جدھر وہ شوخ ہوا شور دیکھنا
دل کو جھپٹ کے کوئی ادھر سے نکل گیا

دل بے گداز عشق کہ پیکان دلنشین
اک اشک بنکے دیدۂ تر سے نکل گیا

جس دل پہ وہ نگاہ پڑی دل کے پار تھی
یہ نیمچہ ہزار سپر سے نکل گیا

اللہ رے جوش گریہ کہ اس جذب ضبط پر
دریا ہمارے دیدۂ تر سے نکل گیا

۱۶ — ۹

وہ داغ بیوفا تو نہ ہو آج دھوم ہے
کوئی غلام آپکے گھر سے نکل گیا

سو حسرتین تو آئین گیا ایک دل گیا
ملنا تھا جو مجھے مری قسمت کا مل گیا

مین مر گیا جو وہ لب جان بخش ہل گیا
یا رب تم مسیح مین کیا زہر مل گیا

اوسنے لیا جو آئنہ مین بوسہ اپنا آپ
اللہ ری نازکی لب گلفام چھل گیا

اللہ رے جامہ زیب تری جامہ زیبیان
پہنا جو تونے رنگ وہی تنگ کھل گیا

جنت اسی کا نام اگر ہے تو بس سلام
محفل مین تیری جو کوئی آیا خجل گیا

ہوتے ہی صبح کاش نہ مرتا شب وصال
افسوس ہے کہ یار بہت منفعل گیا

مین نقشہ جان ہون اگر تو سیماب ہے وہ شوخ
اے دل بڑا غضب ہے جو تو متصل گیا

سینے تو اپنے واسطے کی تھی دعای وصل
اولٹا اثر ہوا وہ رقیبون سے مل گیا

۱۸ — ۱۱

ہستی مین ہین عدم کے مزے عاشقون کو داغ
قالب مین جان آئے ہی پہلو سے دل گیا

جو سر مین زلف کا سودا تھا سب نکال دیا
بلا ہون مین بھی کہ آئی بلا کو ٹال دیا

یقین ہے ٹھوکرین کھا کے کچھ سنبھل جائے
کہ اوسکی راہ مین ہمنے تو دل کو ڈال دیا

جہان مین آئے تھے کیا رنج ہی اوٹھانے کو
الٰہی تو نے ہمین کس بلا مین ڈال دیا

خدا کریم ہے یون تو مگر ہے آتنا رشک
کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا

تمھین کہو کہ کہان تھی یہ وضع ترکیب
ہمارے عشق نے سانچے مین تمکو ڈھال دیا

بتون کے دین مین ہے لوٹنا ثواب ایسا
کہ جیسے راہ خدا مفلسون کو مال دیا

پیام وصل ہے کیون اب رقیب کے ہاتھون
نکالنا تھا مجھے آپ نے نکال دیا

بتائین لفظ تمنا کے تمکو معنی کیا
تمھارے کان مین اک حرف ہمنے ڈال دیا

سر عدالت محشر جواب کیا دوگے
جو دادخواہون نے تمپر کوئی سوال دیا

نہین عدو تو خیال عدو ہے خلوت مین
کسی بہانے سے اسکو نہ تمنے ٹال دیا

ہمین خدا نے بہت رنج و غم دیا ہے داغ
بتون کے دل مین نہ تھوڑا سا رحم ڈال دیا

ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہ الفت کبھی نہ کرنا
تمھین قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق مین کمی نہ کرنا

ہماری میت پر تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا
ذرا رہے پاس آبرو بھی کہین ہماری ہنسی نہ کرنا

کہان کا آنا کہان کا جانا وہ جانتے ہی نہین یہ رسمین
وہان ہے وعدے کی بھی یہ صورت کبھی تو کرنا کبھی نہ کرنا

لیے تو چلتے ہین حضرت دل تمھین بھی اس انجمن مین لیکن
ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سے پہلو تہی نہ کرنا

نہیں ہے کچھ قتل انکا آسان یہ سخت جان ہیں بری بلا کے
قضا کو پہلے شریک کرنا یہ کام اپنی خوشی نہ کرنا

ہلاک انداز وصل کرنا کہ پردہ رہجائے کچھ ہمارا
غم جدائی میں خاک کر کے کہیں عدو کی خوشی نہ کرنا

مری تو ہے بات زہر انکو وہ اونکے مطلب ہی کی نہ کیوں ہو
کہا اونہے جو التجا سے کہنا غضب ہے انکو وہی نہ کرنا

ہوا اگر شوق آئینے سے تو رخ رہے راستی کے جانب
مثال عارض صفائی رکھنا برنگ کاکل کجی نہ کرنا

وہ ہے ہمارا طریق الفت کہ دشمنوں سے بھی ملکے چلنا
یہ ایک شیوہ ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نہ کرنا

ہم ایک رستہ گلی کا اوسکی دکھا کے دل کو ہوئے پشیماں
یہ حضرت خضر کو جتادو کسی کی تم رہبری نہ کرنا

بیان درد فراق کیسا کہ ہے وہاں اپنی یہ حقیقت
جو بات کرنی تو نالہ کرنا نہیں تو وہ بھی کبھی نہ کرنا

مدار ہے ناصحو تمہیں پر تمام اب اوسکی منصفی کا
ذرا تو کہنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری نہ کرنا

بری ہے اے داغ راہ الفت خدا نہ لیجائے ایسے رستے
جو اپنی تم خیر چاہتے ہو تو بھول کر دلگی نہ کرنا

نجانا جان کا ایسا کسی نے جلد کھو جانا | تمہارا دو قدم چلنا یہاں پامال ہو جانا

کریں کیا بات تجھ سے فتنہ گر اک کھیل ہے تجھکو
اودھر جھگڑا بگڑنا رنج کرنا غصہ ہو جانا

ہمیں آگاہ تھے اس آپکی دل کی کدورت سے
بظاہر صاف باطن آپکو عالم نے گو جانا

بلا سے جانتا بے رحم دل وہ خوش تو ہو جاتے
برا ہو دل کا کیا جانا کہ اونکو تند خو جانا

رہے ہو جسطرح دلمیں ہو نظروں میں یونہی تم بھی
کہاں کی ایسی گھبراہٹ ہے ٹھہرو دم تو لو جانا

بظاہر ہے دوئی پر اصل میں وحدت ہی وحدت ہے
نہ جانا ایک تمنے ہائے غافل دو کو دو جانا

عدو کی نیش زن کی آپ سنتے ہیں کہا اوسکا
کہیں آنا نہ اوسکے کا ہمارے حق میں ہو جانا

اوٹھائے غیر نے جو ناز بیجا اوسکو وہ جانے
مجھے بھی تمنے وہ سمجھا مجھے بھی تمنے دو جانا

۲۱

بہت باغ جہاں میں سیر کی ہے داغ کیا کہیے
نہ دیکھا ہمنے جو دیکھا نہ جانا ہمنے جو جانا

۱۹

ہوا ہے جب سے شہرہ اوس عدوے دین و ایماں کا
کوئی دل پھیر کر دیکھے عقیدہ ہر مسلمان کا

مزہ ہر ایک کو تازہ ملا ہے عشق جاناں کا
نگہ کو دید کا لب کو فغان کا دل کو ارمان کا

نہیں معلوم اک مدت سے قاصد حال کچھ انکا
مزاج اچھا تو ہے یا دشمن بخیر اوس آفت جان کا

مری تقدیر کی برگشتگی سب میں ہی یکتا ہے
حسینوں نے لیا اک حسن ہے برگشتہ مژگان کا

اوگا ہے سبزہ کیسا حوض پر کے گرد لب باقی
خضر آتے ہیں وان چشمہ سمجھکر آب حیوان کا

ہوا رونے سے دل خالی کہاں اب تک بھی باقی ہے
خزینہ شوق و ارمان کا دفینہ یاس و حرمان کا

اوڑایا جیسے تو نے چھپ نہیں سکتا ہے قاتل
یہ زخم دل نہیں ہنسکر منہ چڑھاتا ہے نمکدان کا

خوشامد اسقدر کی ہو گیا بدنام عالم میں
زمانہ جانتا ہے مجھکو یہ عاشق ہے زبان کا

جنوں میں خامہ فرسائی سے تو رکتا نہیں قلم
ہمارا گھر نہیں ہے اک نمونہ ہے نیستان کا

یہ کیا ہے آج غیروں نے مری تعریف کی کیا ہے
کیا ہے جو بیاں اتنا ہی اپنے منھ زبان کا

کوئی بستر راحت چھوڑ کر کیوں جائے اے قاتل
دل بیتاب گہوارہ بنا ہے تیر پیکاں کا

بناتا ہے وہ ظالم تودہ تیر ستم ہی سے
کہاں اوڑ جائے لیکر قبر کو مردہ مسلماں کا

تمہارا گھر نہیں مہماں ہو گویا
کہیں ہے دخل دشمن کا کہیں قبضہ ہے درباں کا

فلک تک وہ بنا اہل زمیں کی پردہ پوشی کو
مگر اس دشمن جاں نے کسیکا کب اٹھا داماں کا

سرشک تلخ کی تلخی گوارا ہے تو ہمکو ہے
زمیں میٹھی نہیں آنسو ہماری چشم گریاں کا

بنا کر اپنا دیوانہ الگ بچکر چلے جانا
تری دامن سے لینا ہے ہمیں بدلہ گریباں کا

کسیکی شرم آلودہ نگاہوں میں بھی شوخی ہے
اسے دیکھا ادھر سے دیکھا اودھر کا آنچل کا

غش آجاتا ہے اسکو آنکھ سے جب آنکھ ملتی ہے
نگہباں اور پیدا کیجیے اپنے نگہباں کا

تری آتش بیانی داغ روشن ہے زمانہ پر
پگھل جاتا ہے مثل شمع دل اہل سخنداں کا

بنا کسدن تن مجنوں میں رشتہ رگ جاں کا
جنوں میں تیرے ہی سر سہرا رہا تار گریباں کا

ترے کس دست قدرت میں نگیں کر دل ہو انساں کا
کہ ہر ناخن نگینہ بن گیا مہر سلیماں کا

بنا دے بخیہ گر پردہ قبا سے جسم عریاں کا
ٹھکانے سے لگا دے کوئی ٹکڑا اس گریباں کا

فلک نے خوب خدمت لی ہمارے دیدۂ تر سے
کہ ہر آنسو نے منہ دھویا شب مہتاب ہجراں کا

کیا ہے ایک دست آرزو نے وار دو جانب
زلیخا کے جگر تک چاک ہے یوسف کے داماں کا

وہ چشم آبلہ بھی دید کے قابل ہے اے وحشت
نظر میں جسکے پہلے چبھ گیا کانٹا بیاباں کا

مریض جاں بلب دیکھے ہیں ایسے پر نہیں دیکھے
خدا حافظ نہیں ہوتا ترے بیمار ہجراں کا

دل آشفتہ ذکر زلف سے کیا کیا الجھتا ہے
سنا جاتا نہیں قصہ پریشاں سے پریشاں کا

سر محفل مجھی سے تجھکو ظالم پردہ کرنا تھا
پھر اوس پر یہ قیامت غیر کے دامن سے منہ ڈھکنا

اثر دیکھو زبان بخیہ گر کے ہو گئے ٹکڑے
لیا تھا نام بھولے سے مرے چاک گریبان کا

فرشتوں کو بچانا یا الٰہی ایسے تیروں سے
کہ رخ ہی آسمان کی سمت ہے برگشتہ مژگان کا

وہ ناکام تمنا ہون جو اپنا قتل میں چاہوں
اثر ہو جائے آب تیغ میں بھی آب حیوان کا

بہت آنکھیں ہیں فرش راہ چلنا دیکھ کر ظالم
کف نازک میں کانٹا چبھ نہ جائے کوئی مژگان کا

رہی اونکے ہمارے دل ہی دلمیں گفتگو جب تک
مزا آتا رہا کیا کیا تشکا تمہارے پیمان کا

عدم میں لیگیا مجھکو فرشتہ میں یہ سمجھا تھا
بلانے کو مرے آیا ہی کوئی آدمی ان کا

نگین سے ہر مکان کی زیب ہی گو قید خانہ ہو
نصیبا کھل گیا تھا حضرت یوسف سے زندان کا

گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑے کس راہ میں فتنے
نظر آتا ہی خالی آج گوشہ تیرے دامان کا

ملی تھیں دیدۂ مشتاق سے گستاخیان کیا کیا
بھلے کو رخ نہ تھا میری طرف اونکے نگہبان کا

کہے دیتا ہون جو گذری ہی پرائے داد محشر
نہ آئے تذکرہ مجھسے کسی کے عشق پنہان کا

کھلا ہی جوہر آئینہ کیا کیا صورت غنچہ
لیا ہی جب سے بوسہ تونے اپنے روئے خندان کا

(۲۳) ہمارے داغ عصیان داغ کیا کیا رنگ لائینگے
گمان گذریگا دوزخ پر بھی جنت کے گلستان کا (۱۷)
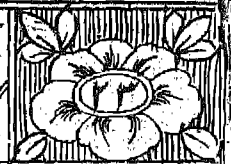
جو ہو سکتا ہی اس سے وہ کسی سے ہو نہیں سکتا
مگر دیکھو تو پھر کچھ آدمی سے ہو نہیں سکتا

محبت میں کرے کیا کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا
مرا مرنا بھی تو میری خوشی سے ہو نہیں سکتا

الگ کرنا رقیبون کا الٰہی تجھکو آسان ہی
مجھے مشکل کہ میری بیکسی سے ہو نہیں سکتا

کیا ہی وعدۂ فردا اونھون نے دیکھیے کیا ہو
یہان صبر و تحمل آج ہی سے ہو نہیں سکتا

یہ مشتاق شہادت کس جگہ جائیں کسے ڈھونڈھیں
کہ تیرا کام قاتل جب تجھی سے ہو نہیں سکتا

لگا کر تیغ قصہ پاک کیجے دادخواہو کا
کسی کا فیصلہ گر منصفی سے ہو نہیں سکتا

مرا دشمن بظاہر چار دن کو دوست ہی گر ہو
کسیکا ہو رہے یہ ہر کسی سے ہو نہیں سکتا

وہ ہم پرسش کو گھر آ گئے کیا وہان جب پاس صورت کی
ادا اک حرف وعدہ ناز کی سے ہو نہیں سکتا

نہ کہیے گو کہ حال دل مگر ننگ آشنا ہین ہم
یہ ظاہر آپکی کیا خامشی سے ہو نہیں سکتا

کیا جو ہمنے ظالم کیا کریگا غیر منہ کیا ہے
کرے تو صبر ایسا آدمی سے ہو نہیں سکتا

چمن مین ناز بلبل نے کیا جب اپنے نالے پر
چٹک کر غنچہ بولا کیا کسی سے ہو نہیں سکتا

نہین گر بجھپہ قابو دل ہی پر کچھ زور ہو اپنا
کرون کیا یہ بھی تو ناطاقتی سے ہو نہیں سکتا

نہ رونا ہے طریقے کا نہ ہنسنا ہے سلیقے کا
پریشانی مین کوئی کام جی سے ہو نہیں سکتا

ہوا ہون اسقدر محجوب عرض مدعا کر کے
کہ اب تو عذر بھی شرمندگی سے ہو نہیں سکتا

غضب مین جان ہے کیا کیجیے لبریز وقت کا
بدی کر نہین سکتے خوشی سے ہو نہیں سکتا

فراغ اضطراب شوق سے عاشق کو حاصل ہے
وہ تسلیم و رضا و بندگی سے ہو نہیں سکتا

۲۴　　خدا جب دوست ہے اے داغ کیا دشمن سے اندیشہ
ہمارا کچھ کسیکی دشمنی سے ہو نہیں سکتا　　۲۳

کب سے شب فراق ہون مشتاق دید کا
خورشید ہو گیا ہے مجھے چاند عید کا

ساقی عرق پلا مجھے انگلی کشید کا
سمجھا نہ صیام کو مین چاند عید کا

خالی ہے شیشہ تو نے مجھے دے ڈال محتسب
لیجائے کوئی جوڑ دل نا امید کا

واعظ کی بات کے تو ہزارون جواب ہیں
پر کیا کرین کہ منہ ہے کلام مجید کا

کیا قتل حسرتین ہوئین دل مین کہ بیکسی
لے لیکے نام روتی ہے اک اک شہید کا

روز الست ہمسے بڑی چال ہو گئی
پھر ایسا دن ملیگا نہ گفت و شنید کا

چھوٹا ہے قفل میکدہ اے میکشو نوید
رہنے دو محتسب کو محافظ کلید کا

دبت کرے خدائی کی باتین خدا کی شان — جو حرف پڑھ سکے نہ کلام مجید کا

اہ کمال پیر مغان تجھسے کیا کہون — مرشد وہان خطاب ہی ادنی مرید کا

س دل کا کوئی نقش وفا مین نہین جواب — بیٹھا ہوا ہی سکہ ترے زر خرید کا

پہنچی اونھون لئے لاش مری جب سمجھ لیا — حورون کو انتظار ہی تیرے شہید کا

ایا ہی میری قتل کا محضر پیامبر — یان انتظار تھا مجھے خط کی رسید کا

ل میرا آپکا نہین ملنے کا فرق ہی — یہ رنگ عقیق کا وہ نگینہ حدید کا

سہو ہو گئین تری وعدہ خلافیان — پھر اعتبار ہی مجھے عہد جدید کا

رنگ خون بھی کاٹ دیا تیغ یار نے — پانی ہوا ہی آج لہو ہر شہید کا

بل کی داستان سنی گوش گل نے کب — انسان ہی کو لطف ہی گفت و شنید کا

و شیخ فیض پیر خرابات دیکھنا — جو حال پیر کا ہی وہی ہی مرید کا

صد مرے سوال کا کوئی نہین جواب — کاغذ بدل گیا نہو خط کی رسید کا

ایک سکے سنتے ہین منہ ترے ہزار — لپکا پڑا ہوا ہے یہ گفت و شنید کا

ران خلد بولتے ہین پڑھکے بولیان — نیلام ہو رہا ہی تمھارے شہید کا

نا وہ روک روک کے لڑتی نگاہ کو — رہنا وہ تھام تھام کے دل محو دید کا

ہنا ہمارے ساتھ ذرا ای شب فراق — دوزخ مین قحط ہو نہ عذاب شدید کا

٢٥

ای داغ کیون نہ مجھکو شفاعت کی ہو امید
مین ہون محب حسین کا دشمن یزید کا

٩
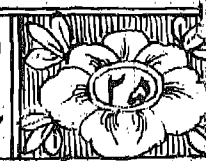
حلقہ زنجیر سے کم دور پیمانہ نہ تھا — قید خانہ تھا ہمین بے یار میخانہ نہ تھا

اسقدر خانہ خرابی ای دل خانہ خراب — خاک اڑانے کے لیے اپنا یہ کاشانہ نہ تھا

کچھ تو ہو آرام اوس کوچے مین جا کے ہم جا رہے
ورنہ کیا رہنے کو اپنے اپنا کاشانہ نہ تھا

پیش کش تھی حسن جانانکی کہ اوسکی بزم مین
شمع کے نزدیک شب کو کوئی پروانہ نہ تھا

اوسپہ تو کرتا عمل تو دیکھتا کیفیتین
قطرۂ مے زاہدا تسبیح کا دانہ نہ تھا

تمسے کیا شکوہ کہ دل بھی دشمن جان ہوگیا
یہ تو اپنا دوست ہی تھا کوئی بیگانہ نہ تھا

کیون نکرتے ہجر مین ہم دلسے باتین صبح تک
کان رکھکر کوئی سنتا یہ وہ افسانہ نہ تھا

تم اگر ہوتے تو لاتے شب کو ای ناصح اوٹھین
ہمنشین تمسا کوئی ہشیار و فرزانہ نہ تھا

۲۶ — تم تو اوسکو سمجھین سو سو طرح لاے مگر
مفت دیتا دل تمھین داغ ایسا دیوانہ نہ تھا — ۹

زندہ عیسے کا نام کرتا تھا
اسطرف بھی خرام کرتا تھا

واے غفلت کہ اب کیا سمجھے
جو ہمین پہلے کام کرتا تھا

نہ میسر ہوئی کہین خلوت
کچھ ہمین بھی کلام کرتا تھا

جا چکی دل کی اب شکیبائی
پیشتر انتظام کرتا تھا

کیون کسی کی نگاہ نے تیری
کام میرا تمام کرتا تھا

تھی نہ تاب ستم تو حضرت دل
عاشقی کو سلام کرتا تھا

دشمنون کو امان دینی تھی
گر تمھین قتل عام کرتا تھا

کیون کیا غیر پر ستم تو نے
یہ ہمین پر تمام کرتا تھا

۲۷ — داغ مہمان سرای دنیا مین
اور چندے قیام کرتا تھا — ۹

بلا سے اضطراب و درد ہی بنکر ٹھہر رہنا
کسی صورت سے تم رہنا مرے دل مین مگر رہنا

اوٹھانا ظلم عادت ہی مری الفت نہین جاتی
کبھی تو اوس بھلاوے مین نہ ای بیداد گر رہنا

برائی اور بھلائی جبکہ تیرے ہاتھ ہی ٹھہری
تو چھوڑا ہمنے راضی آج سے تقدیر پر رہنا

گذاری ہمنے ساری رات کہکر وائے بیتابی
ذرا ای چشم تر تھمنا ذرا ای دل ٹھہر رہنا

لگاؤ تو ذرا ای حضرت ناصح کہین دلکو
مزا ہے محبت سے نہ ڈرنا بیخطر رہنا

ہماری سخت جانی بس ٹھہری کھیل ہی ٹھہرا
قسم ہی تمکو گردن پر چھری تم پھیر کر رہنا

تجھے وہ جانکر بیخود کہینگے غیر سے لگ کی
خبردار ای دل اوسکی بزم مین تو بیخبر رہنا

گیا تھا کہکے آتا ہون قاصد تو موت آئی
دل بیتاب ان جاکر کہین تو بھی نہ مر رہنا

۲۸　　۹

ڈرو اللہ سے ای داغ دیکھو ہوش مین آؤ
بتونکی یاد مین غافل خدا سے بیقدر رہنا
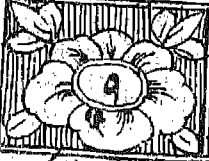
ترے خرام سے برپا ہی شور و شر کیسا
اوٹھا یہ فتنہ قیامت سے پیشتر کیسا

تری تو برش تیغ نظر کا کیا کہنا
ہمین تو دیکھ کہ رکھتے ہین ہم جگر کیسا

سنبھل سنبھل کے بگڑتا ہی کچھ دل بیتاب
الٰہی آج یہ صدمہ ہی جان پر کیسا

شفق کھلی ہی زمین پر بھی اشک خون نے مرے
یہ رنگ تونے دکھایا ہی چشم تر کیسا

یقین تھا کہ پس مرگ چین آئیگا
قرار اس دل بیتاب کو مگر کیسا

نکل سکی نہ مرے منہ سے آہ بھی پوری
اثر کی کسکو توقع ہی یان اثر کیسا

ہم اپنے دل کی حقیقت تمہین سے پوچھتے ہین
اب اسکا حال ہی کیا تھا یہ پیشتر کیسا

وہ پا شکستہ ہون گم کردہ راہ و خانہ خراب
کہ دشت بھی نہین مجکو نصیب گھر کیسا

۲۹　　۹

کمال عشق ہی ای داغ محو ہو جانا
مجھے خبر ہی نہین نفع کیا ضرر کیسا

غم کو مین عشق مین غمخوار دل و جان سمجھا
رنج کو راحت اور آزار کو درمان سمجھا

اور بھی آگ سوا عشق کی بھڑکی تہ خاک
مین صبا کو جو تری جنبش داماں سمجھا

منع مجکو ہی کیا رات کو مجھسے ہی کہا
مین گدا بنکے گیا در پہ وہ دربان سمجھا

چاہتا ہون کہ نکل جائے کہین سینے سے
دلکو مین ہجر مین تیرے کوئی ارمان سمجھا

کچھ تو تھی بات کہ ناصح کے نمانی کچھ بات
کچھ تو سمجھا جو کچھ یہ دل نادان سمجھا

سہل ہونا مری مشکل کا بہت مشکل ہے
کام دشوار وہ نکلا جسے آسان سمجھا

جانکر چاک کیے سینے وہ دیوانہ ہون
جیب کو جیب گریبان کو گریبان سمجھا

وصل کا وعدہ اشارے سے کہین ہوتا ہے
مین ترے سر کی قسم کچھ نہ مری جان سمجھا

۳۰ ۹

نہین جانیکا یہان سے کہین ہرگز اے داغ
کوچۂ یار کو مین روضۂ رضوان سمجھا

ہے مجکو خبر رات کو جو ترے قرین تھا
مین گرچہ نہ تھا پاس مرا دل تو وہین تھا

زاہد مری تقدیر مین وہ دشمن دین تھا
مجبور ہون اللہ کو منظور یونہین تھا

اللہ ری تری بیخبری بل بے تغافل
اب بھی تو نہ آیا کہ دم بازپسین تھا

سب خاک ہوئین آج مرے دلکی امیدین
کل تک تو تری ذات سے کیا کیا نہ یقین تھا

اب دلمین ہوا تیری جگہ درد کا مسکن
یہ وہ ہی مکان ہے کبھی تو جسمین مکین تھا

روپوش ہوا سنتے ہی پیغام ہمارا
ڈھونڈھے کوئی قاصد کو ابھی تک تو یہین تھا

یہ سیر عجب صید گہ عشق مین دیکھی
ہشیار وہی تھا جو ترے زیر کمین تھا

زندہ نہ مسیحا سے ہوا کشتۂ الفت
مردونکو جلانا تو کچھ اعجاز نہین تھا

دلمین نرکھے آدمی اتنی بھی کدورت

۳۱ انسان ہی تھا داغ بھی خاک نشین تھا ۹

نہ آیا نامہ بر ابتک گیا تھا کہکے اب آیا
الٰہی کیا ستم ٹوٹا خدایا کیا غضب آیا

رہا مقتل مین بھی محروم آب تیغ قاتل سے
یہ ناکامی کہ مین دریا پہ جاکر تشنہ لب آیا

غضب ہی جن پہ دل آئے کہین انجان بنکر وہ
کہان آیا کدھر آیا یہ کیون آیا یہ کب آیا

شروع عشق مین گستاخ تھے اب ہین خوشامد گو
سلیقہ بات کرنیکا نہ جب آیا نہ اب آیا

نوشتہ میرا بمعنی تو دل بے مدعا میرا
مگر اس عالم اسباب مین میرے سبب آیا

بسر کیونکر کرینگے خلد مین ہم واعظ ناداں
ہمارے جد امجد کو نہ وان رہنے کا ڈھب آیا

وہ ارمان حسرتین جسکی اگر نکلا تو کب نکلا
وہ جلوہ خواہشین جسکی نظر آیا تو کب آیا

ابھی اپنے جفا کو کھیل ہی سمجھا ہے تو ظالم
کہ جینے پر نہ آیا میرے مرنے پر عجب آیا

۳۲ گیا جب داغ مقتل مین کہا خوش ہوکے قاتل نے
مرا آفت نصیب آیا مرا ایذا طلب آیا ۹

جال زلف سیاہ نے مارا
تیر کافر نگاہ نے مارا

کھا گیا مغز ناصح نادان
مجکو اس خیرخواہ نے مارا

ضبط کر درد عشق کو اے دل
اس تری آہ آہ نے مارا

زیر خنجر بھی ضبط عشق رہا
دم نہ اس بےگناہ نے مارا

پھر گیا روز حشر دل مجھسے
مجکو ملک گواہ نے مارا

خوش ہی کافر بھی اوسکی رحمت پر
ہاے اس اشتباہ نے مارا

مر گئے ہم تو وضعداری مین
دوستی کی نباہ نے مارا

چرخ سے عمر خضر مانگی تھی
جان کے کینہ خواہ نے مارا

١١

دیکھ ای داغ اہل دنیا کو
ہوس عز و جاہ نے مارا

ای اہل بزم چشم مروت کو کیا ہوا — کیون دیکھتے نہین مری صورت کو کیا ہوا
تلوار بے تکان اوٹھاؤ نہ ہاتھ مین — خلقت کہیگی ناز و نزاکت کو کیا ہوا
یان فرط غم سے دل پہ بنی وان وہ تمکنت — پوچھا نہ چھوٹے منہ بھی طبیعت کو کیا ہوا
بسمل نہ رکھ ہلاک ہی کر ہمکو ای فلک — راحت اگر نہین تو جراحت کو کیا ہوا
بے جستجو ملیگا نہ ای دل سراغ دوست — تو کچھ تو قصد کر تری ہمت کو کیا ہوا
بیداد خواہ کیسے تماشے دکھائینگے — تم دیکھنا کہ روز قیامت کو کیا ہوا
منظور ذکر غیر سے تھا امتحان دل — دیکھین تو آپ اپنی طبیعت کو کیا ہوا
جاتا ہی کوے یار مین ای دل خلاف عقل — آتی ہوئی بلا و مصیبت کو کیا ہوا
معدوم کر دیے جو دہان میان دوست — کیا جانے وہم صانع قدرت کو کیا ہوا
افسوس خاک مین نہ ملی کوئی آرزو — کیا جانے اب وہ دلکی کدورت کو کیا ہوا

٩

ٹھنڈا پڑا ہی داغ دل اعذار عشق
اس آفتاب حشر کی حدت کو کیا ہوا

جو عاشقی مین خاک ہوا کیمیا ہوا — کہتا تھا آج خاک مین کوئی ملا ہوا
گر میکدے مین عید منائی تو کیا ہوا — ایسا ہی شیخ تیرا دوگانہ قضا ہوا
ای عشق رخصت ای ہوس آرزو سلام — اپنا مقام آج سے دار البقا ہوا
پوچھے ہین اوسکے ہم تو قیامت اوٹھائینگے — انصاف اپنا یا نہ ہوا آج یا ہوا
لپٹا ہی آسمان کو بلا کی طرح سے آج — یہ نالہ رسا تری زلف رسا ہوا

اتنا تو بتا دے مجھے ای ناصح مشفق
دیکھا ہے کہ اوس ماہ لقا کو نہین دیکھا

ایسی نظر شوخ مین تمکین نہین دیکھی
اس طرح تغافل مین حیا کو نہین دیکھا

اغیار کے نالے تو بہت تمنے سنے ہین
مظلوم کی تاثیر دعا کو نہین دیکھا

یہ اوسکو رہی خاک نشینون ہو کدورت
اپنے ہی تو نقش کف پا کو نہین دیکھا

وا افسوس کہ فرصت مین کبھی غور سے تمنے
افسانۂ ارباب وفا کو نہین دیکھا

جب داغ کو ڈھونڈھا کسی بتخانہ مین پایا
گھر مین کبھی اوس مرد خدا کو نہین دیکھا

ہو گئے پر خون دل عشاق ہو کر زیر پا
کیا لگا رکھا ہے ظالم تو نے خنجر زیر پا

مانع رفتار ہو کیا اوسکو پتھر زیر پا
جسنے لاکھون روند ڈالے کاسۂ سر زیر پا

دامن دل کیا بچے اوسکی خرام ناز سے
چاک ہو جائے اگر داماں محشر زیر پا

تیرے ہاتھون سے ہوا ہی اک زمانہ پائمال
پیس ڈالون تجکو اے چرخ ستمگر زیر پا

آرزو کمبخت نے کی تھی خرام نازکی
دیدیا اوس نے مجھے دل کو مسلکر زیر پا

مثل ماہی تیرتا جاتا ہون اہ شوق مین
چشم گریان کی بدولت ہی سمندر زیر پا

پائمالی سے نشان قبر کے آیا نہ چین
رکھ لیا ظالم نے میرا نام لکھکر زیر پا

بزم دشمن مین لگی ایسی مرے تلوونسے آگ
فرش گل کو مینے سمجھا فرش اخگر زیر پا

مین وہ ہون آتش قدم جس سے پگھلتے ہین پہاڑ
موم ہو جاتا ہی جو آتا ہی پتھر زیر پا

عاشقون سے ہوتے ہین معشوق سرکش پائمال
رکھتی ہے قمری سر سرو صنوبر زیر پا

قوت رفتار جب اوس فتنہ گر کو مل گئی
آگیا روز اجل میرا مقدر زیر پا

توڑ کر اے محتسب میخانہ سے باہر نہ پھینک
آنہ جاوین ریزۂ مینا و ساغر زیر پا

کیا تماشا ہے جب آیا ہے اوسے نرگس سے تنگ | اوس نے مل ڈالے ہیں سب دیدۂ تر زیر پا
دو دونوں دشمن ہیں بشر کے آسمان ہو یا زمین | فتنہ گر بالا ہے سر پہ تو ستمگر زیر پا
خوف ہے اسکو نہ دامن گیر ہو یہ وقت ذبح | ہاتھ بسمل کا دبا لیتا ہے اکثر زیر پا

وہ صراط عشق پہ اے داغ ہو ثابت قدم
مشق کی ہو جس نے رکھکر تیغ و خنجر زیر پا

آج راہی جہان سے داغ ہوا | خانۂ عشق بے چراغ ہوا
کیا نشان وفا بھی اے ظالم | دل گم گشتہ کا سراغ ہوا
ایسی کیا بو سما گئی تمکو | ہمسے جو اس قدر دماغ ہوا
نہ مٹا نقش غیر جی سے ترے | یہ بھی میرے ہی دلکا داغ ہوا
دل پر خون جگر ہے جام طلسم | کبھی خالی نہ یہ ایاغ ہوا
کیا اثر ہے کہ غنچۂ تصویر | اوسکے ہنسنے سے باغ باغ ہوا
صبح وہ داغ دے گئے مجکو | دل کو روشن مرا چراغ ہوا
عمر جاوید تو خضر کو ملے | عیش جاوید سے فراغ ہوا
سر زہ گردیں ٹھوکریں لینے مری | چاک دامان کوہ و راغ ہوا
آسمان گر گیا نظر سے مری | عرش پر جب ترا دماغ ہوا
حال فردوس سن لیا زاہد | وہ بھی کیا بے نظیر باغ ہوا

بعد استاد ذوق کے کیا کیا
شہرت افزا کلام داغ ہوا

ثبات بحر جہاں میں اپنا فقط مثال حباب دیکھا | نہ جوش دیکھا نہ شور دیکھا نہ موج دیکھی [illegible] دیکھا

لیتا ہون بوسہاے خط سبز کے مزے — ہی زہر اندنون مرے منہ کو لگا ہوا

کہدو سمجھکے جائین وہ کوے رقیب مین — اک رشک آشنا کا ہی مردہ پڑا ہوا

ہم ایسے لینگے بوسہ گل تیرے سامنے — کیا ایسا لعل ہی ترے لب مین لگا ہوا

۳۵ ای داغ بے قصور ہوے قتل عشق مین
کوئی برائی ہمنے نہین کی بھلا ہوا ۱۳

دلمین تو کفر تھے تجھے غضب خدا کا — ای داغ سوے کعبہ پھر مانگنا دعا کا

اب یہ غصہ ہی کہ ہمسے شکوہ کیا جفا کا — اب دل کہان ٹھکانے نام آگیا وفا کا

اب خاک مین ملا کر آتا ہی کون ہم تک — آئے نہ آئے کوئی جھونکا کبھی صبا کا

پھر ای کیون یہ غصہ تونے ہین اجل ہم — دشمن یہ ہو جو ہرگز قائل نہین قضا کا

گر ذوق سیر ہی کچھ تو دیکھ میرے دلکو — یہ بھی ہی اک نمونہ جام جہان نما کا

کہتے فلک پہ پھینکا گاہے زمین پہ پٹکا — مشت غبار اپنا بازیچہ ہی صبا کا

یہ تا در اجابت پہونچے تو خاک پہونچے — تاثیر نے گھٹایا رتبہ مری دعا کا

جس راہ سے وہ گذرے ڈالے بناے محشر — فتنہ بنا نگہبان ہر چشم نقش پا کا

ہی سرنوشت میری کیا مشق بے سروپا — تاحشر بھی نہ پایا اک حرف مدعا کا

اس پردے نے تمھارا نام اور بھی نکالا — یہ بھی کوئی چھپا ہی جو نام ہو حیا کا

ہاتھون کے بل چلے ہم کانٹون پہ سوے صحرا — ہر خار اک عصا تھا اپنے شکستہ پا کا

دست ہوس بڑھا کر کیون مرتبہ گھٹایا — سمجھی نہ یہ زلیخا دامن ہی پارسا کا
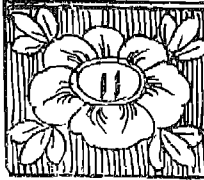
کم ہوگا داغ سا بھی مکار اب جہان مین
اوس بت پہ شیفتہ ہو اور نام لے خدا کا ۱۱
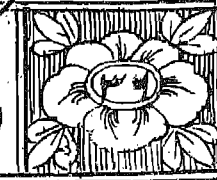
سرخی لب نے کیا ہی خون اس نخچیر کا
تیز ہی پیکان سے بھی سوفار اوسکے تیر کا

عقدہ کھلتا ہی نہین اس عاشق دلگیر کا
تنگئی دلکی گرہ جو پیچ تھا تقدیر کا

سہتے ہین معشوق کی غم آسمان پیر کا
لیگیا دنیا سے ہین جو تھا مری تقدیر کا

اونکی خاموشی مین تو عالم ہی اک تصویر کا
اور رجب کی بات چھپا بندھ گیا تقریر کا

تفرقہ پرداز تھی کیا آنکھ اوس صیاد کی
مجھ مین اور دلمین ہے پلہ ہی سو تیر کا

دیکھ تو قاتل کہ جوش گریہ بسمل نے کیا
ایک کر ڈالا لہو پانی تری شمشیر کا

آنکھ کے ملتے ہی باہم چھپا گئین حیرانیان
آئینے کی شکل یان عالم وہان تصویر کا

ہی تو یون زندان میں مہمان کے تو اضع ختم کر
حلقہ حلقہ پاؤن پڑتا ہی مری زنجیر کا

ہاے وہ دن ہو کہ تو دل تھام کر مجھسے کہے
آہ ظالم تیرا نالہ بھی ہی کس تاثیر کا

گہ شمار خار صحرا گہ وظیفہ نام قیس
سبحہ کا دانہ ہی ہر دانہ مری زنجیر کا

۲۹

عشق اوس کم عنا جوان کا داغ کرتا ہی تمام
نام ہی بدنام ناحق آسمان پیر کا

غضب کیا ترے وعدے پر اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

کسی طرح جو نہ اوس بت نے اعتبار کیا
مری وفا نے مجھے خوب شرمسار کیا

ہنسا ہنسا کے شب وصل اشکبار کیا
تسلیان مجھے دے دیکے بیقرار کیا

یہ کسنے جلوہ ہمارے سرمزار کیا
کہ دل سے شور اوٹھا ہاے بیقرار کیا

سنا ہی تیغ کو قاتل نے آبدار کیا
اگر یہ سچ ہی تو بے شبہ ہمپہ وار کیا

نہ آئے راہ پہ وہ عجز بے شمار کیا
شب وصال بھی مینے تو انتظار کیا

تجھے تو وعدہ دیدار ہمسے کرنا تھا
یہ کیا کیا کہ جہان کو امیدوار کیا

یہ دل کو تاب کہاں ہی کہ ہو مآل اندیش
اونھون نے وعدہ کیا اسنے اعتبار کیا

کہان کا صبر کہ دم پر ہی بنگئی ظالم
بتنگ آئے تو حال دل آشکار کیا

تڑپ پھر ای دل نالان کہ غیر کہتے ہیں
اخیر کچھ نہ بنی صبر اختیار کیا

ملی جو یار کی شوخی سے اسکی بیچینی
تمام رات دل مضطرب کو پیار کیا

بھلا بھلا کے جتایا ہی اونکو راز نہان
چھپا چھپا کے محبت جو آشکار کیا

نہ اوسکے دل سے مٹایا کہ صاف ہو جاتا
صبا نے خاک پریشان مرا غبار کیا

ہم ایسے محو نظارہ نہ تھے جو ہوش آتا
مگر تمھارے تغافل نے ہوشیار کیا

ہمارے سینے مین کچھ رہگئی تھی آتش ہجر
شب وصال بھی اوسکو نہ ہمکنار کیا

رقیب و شیوۂ الفت خدا کی قدرت ہی
وہ اور عشق بھلا تمنے اعتبار کیا

زبان خار سے نکلی صدائے بسم اللہ
جنون کو جب سر شوریدہ پر سوار کیا

تری نگہ کے تصور مین ہمنے ای قاتل
لگا لگا کے گلے سے چھری کو پیار کیا

غضب تھی کثرت محفل کہ مینے دھوکے مین
ہزار بار رقیبون کو ہمکنار کیا

ہوا ہی کوئی مگر اسکا چاہنے والا
کہ آسمان نے ترا شیوہ اختیار کیا

نہ پوچھ دل کی حقیقت مگر یہ کہتے ہین
وہ بیقرار رہے جسنے بیقرار کیا

جب اونکو طرز ستم آگئے تو ہوش آیا
برا ہو دل کا برے وقت ہوشیار کیا

فسانۂ شب غم اونکو اک کہانی تھی
کچھ اعتبار کیا کچھ نہ اعتبار کیا

اسیری دل آشفتہ رنگ لا کے رہی
تمام طرۂ طرار تار تار کیا

کچھ آگئے داور محشر سے ہی امید مجھے
کچھ آپنے مرے کہنے کا اعتبار کیا

کسیکے عشق نہانی مین یہ بدگمانی تھی
کہ ڈرتے ڈرتے خدا پر بھی آشکار کیا

فلک سے طور قیامت کے بن پڑتے تھے
اخیر اب سے تجھے آشوب روزگار کیا

وہ بات کر جو کبھی آسمان سے ہو نہ سکے
ستم کیا تو بڑا تو نے افتخار کیا

۳۸ ۱۳

بنے گا مہر قیامت بھی ایک خال سیاہ
جو چہرہ داغ سیہ رو نے آشکار کیا

باقی جہان میں قیس نہ فرہاد رہ گیا
افسانہ عاشقوں کا فقط یاد رہ گیا

یہ سخت جان تو قتل سے ناشاد رہ گیا
خنجر چلا تو بازوئے جلاد رہ گیا

پابندیوں نے عشق کی بیکس رکھا مجھے
میں سو اسیریوں میں بھی آزاد رہ گیا

چشم صنم نے یون تو بگاڑے ہزار گھر
اک کعبہ چند روز کو آباد رہ گیا

محشر میں جا کے شکوہ کیا شکر یار کا
جو بھولنا تھا مجھ کو وہی یاد رہ گیا

اونگلی تو بن پڑی کہ لگی جان مفت ہاتھ
تیری گرہ میں کیا دل ناشاد رہ گیا

پر نور ہو رہے گا یہ ظلمت کدہ اگر
دل میں بتوں کا شوق خداداد رہ گیا

یون آنکھ اوٹھا کے کرکے اشارہ پلٹ گئی
گویا کہ لب تک آکے کچھ ارشاد رہ گیا

ناصح کا جی چلا تھا ہماری طرح مگر
الفت کی دیکھ دیکھ کے افتاد رہ گیا

ہیں تیرے دل میں سب کے ٹھکانے برے بھلے
میں خانمان خراب ہی برباد رہ گیا

وہ دن گئے کہ تھی مرے سینے میں کچھ خراش
اب دل کہاں ہے دل کا نشان یاد رہ گیا

صورت کو تیری دیکھ کے کھنچتی ہے جان خلق
دل اپنا تھام تھام کے بہزاد رہ گیا

۳۹ ۹

اے داغ دل ہی دل میں گھلے ضبط عشق سے
افسوس شوق نالہ و فریاد رہ گیا

جوڑ کے شہباز نظر پر گرا
ٹوٹ کے ہر خستہ جگر پر گرا

کیا غضب ہے کہ اٹھا نگاہ خانمان برباد نے | خانۂ دل کیا گرا گویا حسد کا گھر گرا
کم نصیبی اسکو کہتے ہین کہ میرے وار پر | دست ساقی سے ادھر شیشہ ادھر ساغر گرا

۴۱ | پہلے کیون ای داغ اٹھی پی گئے فریاد پر | ۱۵
سر پٹک کر اب جو کی فریاد میرا سر گرا

ملے اوس سوختہ قسمت کو کیا جلوہ شرارے کا | کہ خورشید قیامت عکس ہے جس کے ستارے کا
یقین ای دل نکر تو اوسکے مژگان کے شمارے کا | بھروسا کیا ارے نادان اوسکے سہارے کا
پتا پایا کوئی بحر عشق مین رستہ گذارے کا | نہ پہونچا اوس کنارے تک شناور اس کنارے کا
ارے بیباک کیا کہنا ہے تیرے اس اشارے کا | ٹھکانا ہے ٹھکانے کا سہارا اسکے سہارے کا
تجھے کیون ڈھونڈ اوسے تیغ نظر کو ڈھونڈنے والے | کہ اے مژگان یہ ٹکڑا ہے بڑھے تلوارے کا
لیے ای خضر تمنے خوب نقد عمر کے گھرے | خیال آیا نہ ای حضرت مگر آخر خسارے کا
الہی دیکھیے کافر نگاہین کیا دکھاتی ہین | برا لپکا پڑا ہے اوسکی آنکھوں کو نظارے کا
جگر لوٹے ہی جاتا ہے تو دل تڑپے ہی جاتا ہے | یہ سینہ ہے الہی یا کوئی معدن ہے پارے کا
تری شمشیر پر خم نے ہزارون سر اوتارے ہین | یہی تو گھاٹ ہے بحر محبت کے اوتارے کا
کرون مین دانۂ زنجیر کو تسبیح ای وحشت | نہین زندان مین ممکن راہ دینا استخارے کا
ترے اشکون مین ہے یا تیرے دندان مسی آلود | گہر کی آب ہیرے کی تجلی نور تارے کا
ہمیشہ فیض ہے دریا دلون سے خاکساروں کو | کہ موج بحر تر کرتی ہے کیا کیا لب کنارے کا
محبت عاشق بیتاب کو اکسیر کرتی ہے | سنے مجھے مارا دل بیتاب نے کشتہ ہون پارے کا
کرے کیا سالک گوہر دکھشی اوس سلک دندان کی | کہ ہر دندان روشن مین ہے عالم قطب تارے کا

گذر جائیگی ہر صورت کرون کیون داغ اندیشہ

۴۳ مرے مولا کو ہر دم فکر ہی میرے گذارے کا ۱۷

ڈوب کر سینے مین اس ناوک سے پیکان نکلا
دل سے بیساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا

دشت وحشت کو ہر اک لے کے سر و سامان نکلا
تن عریان کا مرے سایہ بھی عریان نکلا

کب وہان مجھسے زبون حال کا ارمان نکلا
داور حشر بھی اچھون ہی کا خواہان نکلا

کیا مرے ہاتھ سے کھنچکر ترا دامان نکلا
تو بھی آغوش سے یون تشنہ مرجان نکلا

دل سوزان نے کہین آگ نہ چھوڑی شب ہجر
صبح خورشید کے بدلے مہ تابان نکلا

مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو وہ کہتے ہین
دم تو نکلا مرے کشتے کا پر آسان نکلا

لحد تنگ مین کس کسکی سمائی ہوگی
خاک نکلا جو پس از مرگ کچھ ارمان نکلا

قول پورا تھا پر اوس عہد شکن کے منہ سے
ٹکڑے ہو کر سخن وعدہ و پیمان نکلا

ہم بھی دیکھین تو کہانتک ہی تری ہمراہی
قدم اپنا بھی اب اے گردش دوران نکلا

شر نگہین چشم مین اوس برق نظر کا جادو
ایک شعلہ سا تہ دامن مژگان نکلا

آدمی رہزن آدم ہی کہان راہ نما
وائے تقدیر مرے خضر بھی انسان نکلا

ناتوانونکی گلوگیر قضا ہو سب جھوٹ
ہمنے جب تار نکالا تو گریبان نکلا

سمجھتے دل کا مزا تجکو چکھاتا کافر
پر کرون کیا کہ خدا تیرا نگہبان نکلا

رونے والون کو بھی اب مجھپہ ہنسی آتی ہے
دیدہ تر سے مرے اشک بھی خندان نکلا

خضر کیونکر نہ رہ عشق مین کترا کے چلین
طائر سدرہ بھی اس رہ سے پرفشان نکلا

پاس خدام قیامت کے نہین جز انصاف
دینگے کیا گر کوئی بیداد کا خواہان نکلا

۴۳ داغ دل چھپ کے اوس بت کو دکھانا ہی تھا
آرزو نکلے تو نکلے مگر ایمان نکلا ۱۷

جو آفت کی دل جلوں نے تیرے تیر جفا کا ان پھونکا
زمین کیا آسمان پھونکا مکان کیا لامکان پھونکا

غضب ہی مثل سیفار اک اک استخوان پھونکا
ہوئے خود خاک تو کیا خاک ای سوز فغان پھونکا

تری الفت کی چنگاری نے ظالم اک جہان پھونکا
ادھر چمکی ادھر سلگی یہان پھونکا وہان پھونکا

مجھے کیونکر یقین ہو آگ ظالم کو جلا سکی
کسی دن آتش رنگ شفق نے آسمان پھونکا

بجھے کب غنچۂ لب سے دل کی لگی تجھ سے
چراغ گل کو کیا پھونکا جو ای باد خزان پھونکا

پڑے دوزخ مین بھی عاشق تفتیدہ دل تیرا
جہنم بھی کہے تو نے مجھے ای تفتہ جان پھونکا

مرے حال زبون پر ائے کس کسکو نہ رحم آیا
اجل نے بھی تو کچھ پڑھ پڑھ کے بہر حفظ جان پھونکا

کہان صیاد کیسا باغبان کس پر گری بجلی
چمن مین آتش گل نے ہمارا آشیان پھونکا

تری دزد حنا نے مایۂ صبر و خرد لوٹے
تری برق نگہ نے خرمن تاب و توان پھونکا

مزاج عاشق پرسوز کو جو آگ کرنا تھا
تو اس مٹی کے پتلے مین دم آتش فشان پھونکا

ہمارے دل کے ہوتے طور سینا کو جلانا تھا
تری برق تجلی نے کسے پھونکا کہان پھونکا

پڑھا جو میرے وقت ذبح تو نے منہ ہی مین کچھ
پڑھی تکبیر یا کچھ پڑھ کے افسون دلستان پھونکا

رہا تھا کون سا ارمان جیتے جی جلا پھونکا
کہ تو نے لاش کو میری بھی اب ای بدگمان پھونکا

بنی ہر گل کی چنگاری چلی بلبل کباب آسا
ہماری داغ سودا کی تپش نے گلستان پھونکا

ہون منہ سے نہ گو مین پر نہان پر دم پر شمشیر
اشارے کرتی ہین دل کی طرف آنکھین نہان پھونکا

جلاتے ہین جو دلکو ای جرس وہ میر نالے ہین
فغان گرم نے تیرے رخت کاروان پھونکا

۴۴
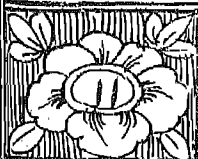
سنا جاتا نہین ای داغ تیرا سوز دل ہمسے
تری آتش زبانی نے تو ای آتش زبان پھونکا

۱۱

وہ زمانہ نظر نہین آتا
کچھ ٹھکانا نظر نہین آتا
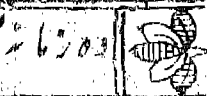
جان جاتے دکھائی دیتی ہے
اونکا آنا نظر نہیں آتا

عشق درپردہ پھونکتا ہے آگ
یہ جلانا نظر نہیں آتا

اک زمانہ مری نظر مین رہا
اک زمانا نظر نہیں آتا

دل نے اوس بزم مین بٹھا تو دیا
اوٹھکے جانا نظر نہیں آتا

رہے مشتاق جلوۂ دیدار
ہمنے مانا نظر نہیں آتا

لیچلو مجکو رہروان عدم
یان ٹھکانا نظر نہیں آتا

دلپہ بیٹھا کہان سے تیر نگاہ
یہ نشانا نظر نہیں آتا

تم ملاؤگے خاک مین ہمکو
دل ملانا نظر نہیں آتا

آپ ہی دیکھتے ہین ہمکو تو
دل کا آنا نظر نہیں آتا

دل پر آرزو لٹا ای داغ
وہ خزانا نظر نہیں آتا

۸۵　　۱۱

جلوہ اوسکا نظر نہیں آتا
نہیں آتا نظر نہیں آتا

آنکھ کھلتے ہی خواب غفلت سے
ہائے کیا کیا نظر نہیں آتا

غیر کے ساتھ دلمین بھی دیکھا
کبھی تنہا نظر نہیں آتا

ہم تو کہنے کو حال دل کہدین
سننے والا نظر نہیں آتا

ڈھونڈھتی ہین جسے مری آنکھین
وہ تماشا نظر نہیں آتا

تو نے جسدن سے کی مسیحائی
کوئی اچھا نظر نہیں آتا

کوئی دل تیرے عہد مین ظالم
بے تمنا نظر نہیں آتا

کاش ارمان ہی رہے دلمین
وہ بھی پورا نظر نہیں آتا

دل کا آئینہ دیکھنے کو بنا / پر جو چاہا نظر نہین آتا
کسکو رکھون نظر مین مین اپنی / کوئی اتنا نظر نہین آتا
ہمین اے داغ کور باطن ہین / ورنہ وہ کیا نظر نہین آتا

۲۴ ۲۵
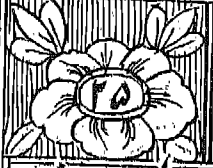
وہ کچھ سنائین کہ صیاد دردمند ہوا / قفس مین بند ہوئے پر بھی مین نہ بند ہوا
شب فراق جو دست دعا بلند ہوا / ندائین آئین کہ باب قبول بند ہوا
یہ دل تو وہ ہی کہ مین اس سے دردمند ہوا / یہ کیا پسند کیا تمکو کیا پسند ہوا
مجھے تو شیوۂ آزادگی کمند ہوا / کہ دام قطع تعلق مین آپ سے بند ہوا
سپہر صرف مرے درپئے گزند ہوا / غضب ہوا کہ زمانے کا کام بند ہوا
چمن چمن کو تو کاٹا سا ناپسند ہوا / قفس قفس بھی تو گھٹ گھٹ کے مجھسے بند ہوا
مزہ تو یہ ہی کہ آزاد ہو کے سیر کرے / خضر کو رشتۂ عمر ابد کمند ہوا
کسیکی نوک مژہ کی بھی یہ خلش تو نہ تھی / یقین ہی کوئی ارمان دلمین بند ہوا
تمھاری لطف و عنایت کا داد کیا کہنا / کہ جسکا درد کیا وہ ہی دردمند ہوا
جواب روز جزا یہ ہی سن لے حضرت دل / کہ بے نیاز کو ناز بتان پسند ہوا
وہ دل ہی جو ترے تلوون تلے ہوا پامال / وہ سر ہی جو ترے نیزے پہ سر بلند ہوا
وفور عجز پہ سو سو غرور مجھکو ہوئے / بڑا ہی ناز ہوا جب نیاز مند ہوا
ہزار شکر کہ دنیا نے قدر دانی کی / ہزار شکر کہ مردہ مرا پسند ہوا
فلک نے کینہ لیا تو نے ظلم سینے دغا / وہی ازل مین ملا جسکو جو پسند ہوا
کھلا یہ عقدہ تجھے دیکھکر عدو پہ فدا / کہ جسنے ناز کیا وہ نیاز مند ہوا

رفیق کہتے ہین اسکو کہ قید خانے مین
چھٹا نہ مجھسے جنون تیرے ساتھ بند ہوا

الٰہی اوس بت مغرور سے یہ سنواوے
نیاز مند ہوا مین نیاز مند ہوا

تم اور مجمع اغیار و ذکر ناز و نیاز
خبر نہین کوئی بیٹھا ہی درد مند ہوا

وفا نہین نہ سہی شیوۂ جفا ہی سہی
پسند آپکی جو آپ کو پسند ہوا

ہوا جو درد کو آرام مین ہوا بیتاب
ملی جو عشق مین راحت مجھے گزند ہوا

مری زبان نہ تھکی رات کٹ گئی ساری
کھلا جو شکوون کا دفتر تو پھر نہ بند ہوا

نشان ہی یہ مرے صیاد خشم آگین کا
در قفس نہ اسیرون کا جسکے بند ہوا

لگی وہ آتش الفت کہ تاب ہی نرہی
جگر شرارہ ہوا اور دل سپند ہوا

نشان مٹا تو مٹا بلبے پستی قسمت
کہ نام بھی نہ ہمارا کبھی بلند ہوا
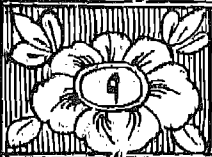
علاج نشۂ الفت کا داغ ہو نہ سکا
گھڑی گھڑی مین دوبالا ہوا دو چند ہوا

٤٧ ٩

سینے مین اب کہان وہ جوش وہ بھی تھا اک ابال سا
بیٹھ گیا کچھ اوٹھتی ہی چھوڑ گیا خیال سا

عرض وفا پہ دیکھنا اوسکی ادائے دلفریب
دلمین کچھ اعتبار سا آنکھ مین کچھ ملال سا

تارے لگے کاٹنے رات فراق کے مگر
نکلا ستارہ بھی کہین کوئی تو خال خال سا

اوسکی پلک پہ دم فدا اوسکی ادا پہ دل نثار
لے وہ شاخ سی کمر لے وہ قد نہال سا

فتنۂ حشر کیا وہ تھا اوسکے خرام ناز کا
وہ بھی پڑا ہی میری طرح راہ مین پائمال سا

باندھ دیا تھا جسنے خود زلف مین اوسکی اپنا دل
رکھ نسکے وہ اوسکو بھی ٹال دیا وبال سا

جان لیا ہی ماہ عید اوسکو مہ صیام مین
ابروی یار بھی اگر دیکھ لیا ہلال سا

ہی دل گمشدہ مرا گیسوے تابدار مین
ورنہ بتا دو وجہ کیا یہ جو پڑا ہی جال سا

پوچھتے کیا ہو کون تھا وہ تو وہی داغ
در پہ تمھارے تھا اگر کوئی شکستہ حال سا

نہ کبھی جیب خجالت سے یہاں سر نکلا
قیس دیوانہ تھا جامے سے جو باہر نکلا

دادخواہوں کا بھر ارمان مقرر نکلا
گر طرفدار ترا داور محشر نکلا

شانہ جب زلف معنبر سے الجھکر نکلا
ہم یہ سمجھے کہ ہمارا دل مضطر نکلا

زلف برہم عرق آلودہ جبین اوس چالاک
کسکے آغوش سے تو جان چھڑا کر نکلا

جذب دل کا ہو برا کھینچ بلایا اوسکو
جو نہ در تک کبھی آیا تھا وہ باہر نکلا

وادی عشق کی سیرین کوئی ہمسے پوچھے
خضر کیا جانے کبھی گھر سے نہ باہر نکلا

عشق نے خوب کیا ظاہر و باطن یکسان
داغ جو سینے پہ دیکھا وہی دل پر نکلا

زلف ہو دام بلا گیسو پیچان زنجیر
یہی پھندے ہین تو کہیے کوئی کیونکر نکلا

کند ہوتی ہی تو چل جیلے مری گردن پر
پہ نیا آپ کی تلوار کا جوہر نکلا

خاک سینے مین محبت نے اوڑائی کیا کیا
اشک بھی آنکھ سے نکلا تو مکدر نکلا

ہم تو بے نام و نشان آپکی الفت مین ہوئے
آپکا نام نکلنا تھا ستمگر نکلا

نام اوسکا تو مری دل مین نہان تھا ناصح
اے کمبخت ترے منہ سے یہ کیونکر نکلا

آفرین داغ تجھے خوب بنا ہی تو نے
مرحبا کوچۂ دلدار سے مر کر نکلا

کس بیکسو نکا پردہ یہ چرخ کہن ہوا
جیتو نکا پیرہن نہ مردونکا کفن ہوا

دلگیر ہو کے غنچہ بہار چمن ہوا
دل تنگ بھی ہوا تو نہ اوسکا دہن ہوا

دل کو سنبھالیے کہ میں ناوک فگن ہوا
نالہ مرا رقیب کے منہ کا سخن ہوا

جوش جنون نے ساتھ دیا جوش حسن کا
ٹکڑے ادھر نقاب ادھر پیرہن ہوا

زخم کہن نے آج رلایا بہت لہو
اودی ہوئی بہار سے تازہ چمن ہوا

انکار وصل منہ سے نہ نکلا کسی طرح
اپنے دہن سے تنگ وہ غنچہ دہن ہوا

ای عشق سن سنبھلے کہین فرہاد یہ صدا
تیشہ پکارتا ہی کہ مین کوہ کن ہوا

تن تنکے دیکھتے ہین مجھے غیر بار بار
مین انجمن مین آئینہ انجمن ہوا

آئینہ دیکھ دیکھکے وہ مجکو گالیان
تمکو بھی تو یقین ہو کہ پیدا دہن ہوا

کوسون تک اوسکے پاؤن چلانے آہ مین عجب
جبتک مری نظر سے نہ پنہان وطن ہوا

ای عندلیب تجھسے تو یہ بھی نہو سکا
دل داغ کھاکے کچھ نہوا تو چمن ہوا

آتی ہی بخیہ گر کو یہ قطع و برید کب
دست جنون سے ٹھیک مرا پیرہن ہوا

جب وہ کلام کرتی ہین منہ دیکھتی ہی خلق
اوٹھتی ہین انگلیان کہ وہ پیدا دہن ہوا

جس لب کو حرف وعدہ نزاکت سے بار تھا
سنتا ہون آج مین کہ وہ پیمان شکن ہوا

ہاتھون سے جو بچے تری باتون سے مرگئے
چٹکی مین تھا جو تیر وہ لب پر سخن ہوا

وہ اور ہین جو پیتے ہین موسم کو دیکھکر
آتی رہی بہار مین توبہ شکن ہوا

ایمان کچھ وضو تو نہین ہی کہ ٹوٹ جائے
ای شیخ کیا ہوا جو مین توبہ شکن ہوا

مجنون دل رمیدہ کی تاثیر دیکھ لے
وحشت سے تیری ناقہ لیلے ہرن ہوا

مسجد قریب بتکدہ کیا بے چراغ تھی
شب کو امام شیخ کا اک برہمن ہوا

تہمت نرکھ خدا کے لیے مجپہ زاہدا
کب مینے توبہ کی تھی جو توبہ شکن ہوا

چھیڑا جو ای جنون اسے تو نے تو جان لے
تیری گلے کا ہار مرا پیرہن ہوا

کیا غم سے پھولتا نہین انسان چارہ گر
جو استخوان گھلا وہین جزو بدن ہوا

لکھا ہوا ہی پیر مغان کی کتاب مین
لاکھون مین داغ ایک ہی توبہ شکن ہوا

ہتو لسے ابھی نہ وہ حور شمائل آیا
کس جگہ آنکھ لڑی ہے کہان دل آیا

ہم نہ کہتے تھے نہ کر عشق پشیمان ہوگا
جو کیا تو نے وہ آگے ترے اے دل آیا

تھمتے قاتل ہنسانے لگائے کیا کیا
مجکو مستی مین چہرونا سر محفل آیا

قتل کی سنکے خبر عید منائی مینے
آج جس سے مجھے ملنا تھا گلے مل آیا

سا دم مرگ نہو وہ مرے دشمن کو نصیب
جو مزا مجکو الٰہی دم بسمل آیا

مرقد قیس پہ اب تک بھی تھی خار صحرا
انگلیون سے یہ بتاتے ہین وہ محمل آیا

گنج قارون کسے ابھی ہی عدم مین سبھی
لے دنیا مین نہ اس ملک کا حاصل آیا

جسنے کچھ ہوش سنبھالا وہ جوان قتل ہوا
عہد پیری نہ ترے عہد مین قاتل آیا

دین و دنیا سے گیا تو یہ سمجھ لے ای داغ
غضب آیا اگر اوس بت پہ ترا دل آیا

طور کیون خاک ہوا نور ترا نار نہ تھا
ناز تھا حضرت موسیٰ سے وہ دیدار نہ تھا

ہمین چپ کے غم دل قابل اظہار نہ تھا
بات مین یار یہ بگڑا کہ کبھی یار نہ تھا

آسمان پاؤن پڑا ہی کہ قیامت ظالم
یون تو چلتا ہوا ہر فتنۂ رفتار نہ تھا

دل ہوا خاک تو اکسیر کسی نے جانا
تھا یہ جب مال تو کوئی بھی خریدار نہ تھا

ذکر مجنون سے مجھے آگ لگی جاتی ہی
گرچہ ظاہر ہی تمہارا وہ طلبگار نہ تھا

یا نہ آتے تھے حسینون کو یہ انداز جفا
یا کوئی اگلے زمانے مین خطاوار نہ تھا

شب کو کیونکر خلش دل نہ دکھاتی لذت
تیر ارمان تھا پیکان نہ تھا خار نہ تھا

غم جاوید کی لذت مرے دل سے پوچھو ملگیا وہ مجھے مین جسکے سزاوار نہ تھا

بات کیا چاہیے جب مفت کی حجت ٹھہری اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

کیون مرے بعد اوٹھایا ستم عشق رقیب کیا مرے داغ سے ظالم یہ انبار نہ تھا

سحر تھی چشم فسون ساز کہ ملتے ہی نظر مین نے پہلو مین جو دیکھا تو دل زار نہ تھا

ایک ہٹنے سے رقیبون کے ہوا کیا کیا کچھ غم نہ تھا رشک نہ تھا داغ نہ تھا خار نہ تھا

ایک ہی جلوہ دکھا کر مجھے دھوکے مین ڈال دل کہے یار ہی تھا مین کہون یار نہ تھا

جال اوس زلف پریشان نے بچھایا ای دل لے سنبھل پھر یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ تھا

۵۲ ۹

دل کا سودا اور اس اغماض سے اوس نے کی
داغ وہ انجمن ناز تھی بازار نہ تھا

تیر اوسکا چلتے چلتے جب پریشان ہو گیا چھپ کے بیٹھا میرے دلمین اور پنہان ہو گیا

آپ کی برہم مزاجی کا ٹھکانا ہی نہیں یہ تو مجھ کمبخت کا حال پریشان ہو گیا

لے لیا ہاتھون مین مجکو دیکھکر بے اختیار آج اونکا پاسبان میرا نگہبان ہو گیا

کسکا طرہ کسکا گیسو کسکی کاکل کسکی زلف سب بلائین ہو گئین جب دل پریشان ہو گیا

سوزن عیسی مریم خار صحرا ہو گئی زخم دامندار کس وحشی کا دامان ہو گیا

سینۂ صد چاک سے لپٹا ہی رہتا ہی مدام تو بھی ای دست جنون میرا گریبان ہو گیا

اس سے بہتر کوئی صورت خودنمائی کی نہیں جانتا ہون جس لیے پردہ مین انسان ہو گیا

دلمین لے دے کے رہا تھا ایک قطرہ خون کا کچھ نیاز غم ہوا کچھ صرف مژگان ہو گیا

۵۳ ۲۳

بوسہ لیکر دل دیا ہی اور پھر نالان ہین داغ
کوئی جانے مفت مین حضرت کا نقصان ہو گیا

وہ رات کونسی گذری جو اضطراب نہ تھا
جب آنکھ دی تھی خدا نے مجھے تو خواب نہ تھا

یہ داغ رند کب آلودہ شراب نہ تھا
خراب آج ہوا آج تک خراب نہ تھا

مرے سوال کے معنی وہ مجھسے کہہ دیتے
مگر سوال کا میرے کوئی جواب نہ تھا

نگاہ شوق پر الزام بیقراری کا
تمہاری برق تجلی کو اضطراب نہ تھا

نہ پوچھیے مرے روز سیاہ کی ظلمت
چراغ لیکے بھی ڈھونڈا تو آفتاب نہ تھا

وہ جب چلے تو قیامت بپا تھی چار طرف
ٹھہر گئے تو زمانے کو انقلاب نہ تھا

کہا اونھوں نے شب غم کا ماجرا سنکر
ترے مزاج کی شوخی تھی اضطراب نہ تھا

لگی نہ آنکھ مری چشم پاسبان کی قسم
شب فراق کہین دیکھنے کو خواب نہ تھا

وہ پہنچے غیر کے گھر جاکر شب وعدہ
ہمارے روز سیہ مین جو آفتاب نہ تھا

پیامبر کی زبان بات بات پر جو رکے
شریک حال مرے دل کا اضطراب نہ تھا

ہمارے حال کو جسنے سنا کہا سب جھوٹ
کوئی زبان نہ تھی جسپہ یہ جواب نہ تھا

ملا ہمین دل پر داغ کا نشان ایسا
جلے کباب کی بو تھی مگر کباب نہ تھا

جوان ہوئے تو قیامت ہوئی خدا کی پناہ
وہ جب ہی فتنہ تھے جب عالم شباب نہ تھا

ہزار پردون مین مشتاق دیکھ لیتے ہین
اوسے حجاب تھا موسی کو تو حجاب نہ تھا

پیامبر تجھے لاکھون سوال کرنے تھے
نہ تھا ہزار مین اک بات کا جواب نہ تھا

کھل اوس نگاہ مین شوخی تھی کس قیامت کی
لڑا ہوا تو مرے دل کا اضطراب نہ تھا

نہ پوچھ مجھسے مرے جرم داور محشر
مرے گناہون کا دنیا مین بھی حساب نہ تھا

اگرچہ بادہ کشی تھی گناہ ای زاہد
جو تجھسے چھین کے پیتا تو کچھ عذاب نہ تھا

ازل مین عشق کے بدلے ملا کیون دوزخ
اگر عذاب ہی دینا تھا داغ عذاب نہ تھا

ہزار شکر مرا چشم تر نے ساتھ دیا
رہ عدم مین کہین ایک قطرہ آب نہ تھا

سنا کلام جو رندون کا شیخ چلا اٹھا
وہان تو بات کا چھینٹا بھی شراب نہ تھا

مرے سوا تری محفل مین رات کو ظالم
وہ کون تھا کس و ناکس جو باریاب نہ تھا

۵۴ — ۹

بغیر داغ کے جنت تمھاری بزم رہی
ہزار شکر کہ وہ خانمان خراب نہ تھا

کیونکر اب اوس نگہ ناز سے جینا ہوگا
زہر دے اور یہ تاکید کہ پینا ہوگا

تیری مژگان کی نہ تھی دست درازی مشہور
دل جھپٹ کر کسی رہگیر کا چھینا ہوگا

چاک دل تیغ تغافل سے کیا ہے تمنے
رشتۂ تار نظر سے تمھین سینا ہوگا

حشر مین سر سے گذر جائیگا طوفان جسکا
وہ ہماری ہی خجالت کا پسینا ہوگا

خلد مین پھر کسی کافر ہی کا دل بہلیگا
گر نہ معشوق و مے و ساغر و مینا ہوگا

خاک کر دیگی تری برق تجلی اکدن
طور سینا ترے مشتاق کا سینا ہوگا

امتحان کر کے ترا صاف پشیمان ہوئے
ہمنے جانا تھا رقیبون سے بھی کینا ہوگا

تیرا دو روز کا وعدہ بھی نہین حشر سے کم
ایک اکدن مجھے ایک ایک مہینا ہوگا

۵۵ — ۹

چین دیتے نہین وہ داغ کسیطرح مجھے
مین جو مرتا ہون تو کہتے ہین کہ جینا ہوگا

بے عشق تو جینا مجھے دم بھر بھی نہوتا
سودا جو نہوتا تو مرا سر بھی نہوتا

کیون رنج دیے دلکو جو فریاد کا ڈر ہی
تھی آپکی مرضی کہ یہ مضطر بھی نہوتا

عاشق نہ اگر اپنی جبین رکھتے تو کافر
کعبہ تری دہلیز کا پتھر بھی نہوتا

ہم کس سے لگاتے شب فرقت مین الٰہی
بہلانے کو دل گر غم دلبر بھی نہوتا

ہوتا نہ اگر قتل کا عالم کے ارادہ
سفاک ترے ہاتھ مین خنجر بھی نہوتا

ہر واسطے ہر کام کے اک روز مقرر
ہوتا جو نہ انصاف تو محشر بھی نہوتا

آتا جو یہان روز جزا ای شب ہجران
بڑھکر تو کہان تیرے برابر بھی نہوتا

ظالم جو کہا اوسکو یہ ہی حسن کی خوبی
بہتر تو یہی تھا کہ وہ بہتر بھی نہوتا

۵۶ — ۹
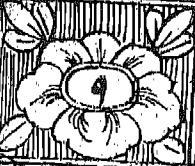
عار تگرایان تو ہی ای داغ یہ کافر
گر عشق نہوتا کوئی کافر بھی نہوتا

مجھے بہتر مرا ملال رہا
کہ ترے دلمین مہ جمال رہا

لاگ نے دلکی کھو دیا سب سے
اسی کمبخت کا خیال رہا

دل چلے بس ملینگے خاک مین ہم
ہو چکا وصل تو وصال رہا

عشق کے زور شور تو دیکھو
جو بھلایا وہی خیال رہا

ذکر روز جزا پہ کہتے ہین
اور جو ہمسر ہی انفصال رہا

تو نے آرام کچھ دیا ای مرگ
زندگی کیا رہی وبال رہا

شب غم بھی گذر ہی جائیگی
نہ رہیگا نہ ایک حال رہا

دل ہمارا وہ چیز ہی جسکا
لب معشوق پر سوال رہا

۵۷ — ۱۱

داغ نے حال دل کہا اوس سے
کچھ بھی کمبخت کو خیال رہا

جبتک کہ مرے گریہ سے طوفان نہ اٹھا تھا
الفت مین کوئی کار نمایان نہوا تھا

دل مینے دیا تھا اوسے کچھ سوچ کے پنہا
سودا تو نے مجھے ناصح نادان نہوا تھا

شامت مری جو مینے مسیحا اوسے جانا
آئی تھی اجل درد کا درمان نہوا تھا

فرہاد کے مرجانیکا مذکور نہ کیجے
کچھ آپ کی تلوار کا احسان نہوا تھا

تیزی نگہ اتنی رگ گردن پہ کہا ہے
کچھ تیرا گنہ خنجر براں نہوا تھا

محشر مین بھی عشاق کا سر اوٹھنے نہ پایا
دنیا مین بھلے کو ترا احسان نہوا تھا

لخت دل صد چاک نے یہ رنگ دکھایا
یون صورت گل غنچہ پیکان نہوا تھا

کیسا ہی زمانہ ہو مگر دست دل اپنا
ہوگا نہوا ہی کسی عنوان نہوا تھا

بیخود جو ہوا مین تو غضب ٹوٹ پڑا ہی
آئینہ تمھین دیکھکے حیران نہوا تھا

اوس وعدہ فراموش کا اللہ رے تغافل
گویا نکیا تھا کبھی پیمان نہوا تھا

۵۸
دل داغ نے کیون خاک کیا صبر ہی کرنا
اتنی نہوا تھا کوئی خواہان نہوا تھا
۱۵

بشر نے خاک پایا لعل پایا یا گہر پایا
مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اوسنے بھر پایا

ملا تو کیا ملا پایا تو کیا جب ڈھونڈھکر پایا
مزہ ہی دل کے کھونیکا ادھر کھویا ادھر پایا

مری فریاد دیری کا نہین ایکا شرح کہائے
نہ کیجے جستجو لیجے مبارک ہو اثر پایا

نفس کے آنے جانے پر بشر کی زندگی ٹھہری
یہ پوچھو تو مسافر تونے کیا لطف سفر پایا

جراحت کا مزہ ہی چارہ گر ناسور ہو جائے
بند تھا جس زخم کا انگور اوسنے کیا ثمر پایا

کیا تھا دفن کشتی کو تمھاری قبلہ رو لیکن
خدا جانے کہ منہ اوسکا فرشتون نے کدھر پایا

جو تمسے رنج بھی پہنچے کسیکو تو نہ قسمت
ہمین دیکھو کہ اپنے حوصلے سے بیشتر پایا

دل گم گشتہ کے مذکور پر تم کھوئے جاتے ہو
بڑی چوری نکلیگی زلف پر خم مین اگر پایا

ہمارا میکدہ بھی ایکدن بنجائیگا کعبہ
دکھا دینگے تجھے ای شیخ وہ جنت مین گھر پایا

وہ میرا چھیڑنا آغاز الفت مین شکایت سے
وہ رکھکر ہاتھ کا نوں پر ترا کہنا کہ بھر پایا

کھایا تھا کبھی خون جگر ہمنے مگر کھایا
پنایا تھا کبھی آزار الفت مین مگر پایا

تمھاری رہگذر مین لوگ دیوانہ بتاتے ہین
کہا مجھسے ترا دل ہم کسی نے کچھ اگر پایا

صبا آتی ہے اوس گم گشتہ کی بو آج کچھ مجھ تک
ہمارا نامہ بر پایا کہان پایا کدھر پایا

رہے ہر رات بھر تھم تھم کے رہ رہ کر چپک دلمین
جگایا لیکے چٹکی درد نے جب بیخبر پایا

رئیس مصطفےٰ آباد کے نوکر ہوئے جبسے
کہین کیا داغ ہم آرام ہمنے کسقدر پایا

۵۹ — ۲۱

روکش اوس چین جبین سے خم گیسو نہوا
نہوا مد مقابل بجز ابرو نہوا
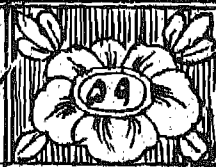
عاشق چہرہ ہوا بندۂ گیسو نہوا
دل تو کافر بھی کتابی ہوا ہندو نہوا

کسی دشمن کو مرے صدمہ سر مو نہوا
رنج کا دل نہوا درد کا پہلو نہوا

شوق بوسہ اسے کہتے ہین کہ سیکے دلمین
لب معشوق ہوا تیر ترازو نہوا

جب خیال اوسکو ہوا اسکے ہم آنسو پوچھین
وائے تقدیر مری آنکھ مین آنسو نہوا

کرلیے جمع حسینون نے ہزارون فتنے
عرصۂ حشر ہوا گوشۂ ابرو نہوا

شمع پر پھینک کے تکیے بھی بغل مین ڈالے
گرم جب بھی تو شب ہجر مین پہلو نہوا

لڑتی ہین کچھ عجب انداز سے نیچی نظرین
کوئی آئینہ ہوا آپ کا زانو نہوا

ہڈیان گھل گئین سینے کی گداز غم سے
گھل کے پیکان ترے تیر کا آنسو نہوا

نام رکھتے ہین مسیحا کو وہ یہ کہکر
لب مین اعجاز ہوا آنکھ مین جادو نہوا

درد بھی سینے سے اوٹھکر نہ بغل تک پہونچا
شب فرقت مین نصیب اوسکو بھی پہلو نہوا

کسی حلقے سے کمان کے نہوا صید یہ دل
کھنچکے جبتک وہ کماندار کا ابرو نہوا

بزم اغیار کا مذکور رہی میرے آگے
وہ بھی اسطرح کہ افسوس وہان تو نہوا

جلوہ موسی کو غش آیا تھا یہ چھیڑا دیتا
شعلہ برق تجلی مگر آنسو نہوا

جب عمل اونکے تلین گے تو کہینگے بیکش
آج کو رطل گران سنگ ترازو نہوا

ایک دن غیر کے پہلو مین اونھین لپٹا تھا
جب سے وہ بات نکی جسمین کہ پہلو نہوا

پند گو لطف ملاقات اسے کہتے ہین
خوش کبھی مین نہوا شاد کبھی تو نہوا

دل کا جویا ہی یہانتک تو وہ دلبر نہ ملا
مول تصویر نہ لے جسمین کہ پہلو نہوا

بدگمانی نے ہمین رات کو آوارہ کیا
کہ جہان ہم گئے ای شوخ وہان تو نہوا

ای حنا تیرے تلون سے مجھے نفرت ہی
سبز سے سرخ ہوا رنگ ترا بو نہوا
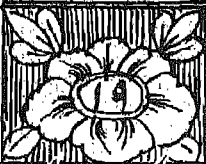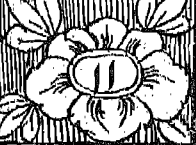
(۶۰) مرثیہ ہم دل مقتول کا پڑھتے ای داغ
اونکی مجلس مین مگر کوئی بھی بازو نہوا (۶۱)

آئنہ تصویر کا تیرے نہ لیکر رکھدیا
بوسے لینے کے لیے کعبے مین پتھر رکھدیا
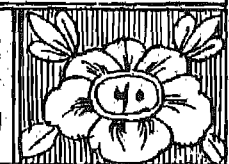
ہمنے اونکے سامنے اول تو خنجر رکھدیا
پھر کلیجا رکھدیا دل رکھدیا سر رکھدیا

قطرۂ خون جگر سے کی تواضع عشق کی
سامنے مہمان کے جو تھا میسر رکھدیا

منصفی ہو تو غضب نامنصفی ہو تو ستم
اوسنے میرا فیصلہ موقوف محشر رکھدیا

نامہ بر کہتا ہی مجھسے کیا کرامت ہی تمھین
جو وہ لکھتے وہ بھی تمنے خط مین لکھکر رکھدیا

سن لیا ہی پاس حورونکے پہونچتے ہین شہید
اسلیے لاشے پہ میرے اوسنے پتھر رکھدیا

شوق بھی ہی وہم بھی ہی کیا کرون ای نامہ بر
کل جو لکھا کاٹ کر وہ آج دفتر رکھدیا

کہتے ہین لوٹے وفا آئی ہی ان چھلون مین آج
دل جو ہمنے لالہ و گل مین ملا کر رکھدیا

قتل کو میری مری حسرت ادا تیری نہ تھی
نام اک لوہے کے ٹکڑے کا جو خنجر رکھدیا

کل چھڑا لینگے یہ زاہد آج تو ساقی کے ہاتھ
رہن اک چلو پہ ہمنے حوض کوثر رکھدیا

آتش دوزخ پہ ہوگا آتش تر کا گمان
گر کسی میکش نے اپنا دامن تر رکھدیا

ذبح کرتے ہی مجھے قاتل نے دھو لیے ہاتھ
اور خون آلودہ خنجر غیر کے گھر رکھدیا

زندگی مین پاس سے دم بھر نہ ہوتے تھے جدا
قبر مین تنہا مجھے یارون نے کیونکر رکھدیا

دیکھیے اب ٹھوکرین کھاتی ہے کس کسکی نگاہ
روزن دیوار مین ظالم نے پتھر رکھدیا

شام ہی سے لوٹتا ہے مجکو انگارون پر آج
اسلیے مینے الگ تر کرکے بستر رکھدیا

تیری مژگان کے تصور نے دل بیتاب مین
ایک ترکش رکھدیا اک گنج نشتر رکھدیا

کعبہ کیسا خلد مین لیجائین تیرا سنگ در
اتنی محنت ہے کہ یانسے وان اوٹھا کر رکھدیا

زلف خالی ہاتھ خالی کسجگہ ڈھونڈھین اوسے
تمنے دل لیکر کہان اے بندہ پرور رکھدیا

٩١

داغ کی شامت جو آئی اضطراب شوق مین
حال دل کمبخت نے سب اونکے منہ پر رکھدیا

١١

یار کے غم مین پریشان یہی یار رہا
صبر مرحوم کا اک دل ہی عزادار رہا

تھی شب قدر سے بھی قدر شب وعدہ سوا
کیا بتاؤن کہ کس امید پہ بیدار رہا

یان بھی مشتاق کی قسمت مین کوئی جلوہ ہے
یا فقط حشر ہی پر وعدۂ دیدار رہا

سچ تو یہ ہے کہ مزا شوق کا انکار سے ہے
شوق سا شوق رہا جب وہ نہین انکار رہا

کیجیے عشق بتان مین بھی خدا کو شامل
کیا رہا خوف جب اللہ مددگار رہا

لطف فرما جو وہ رہتا تو ٹھکانا ہی نہ تھا
عین حکمت تھی وہ کافر جو دل آزار رہا

خاک مین دل کی صفائی نے ملایا مجکو
کہ مرا ایک جہان واقف اسرار رہا

ہوا اگرمی وحشت سے مین ٹھنڈا ہوا
دور ہی دور ترا سایۂ دیوار رہا

اسی سینے مین چھپایا اسی پہلو مین رکھا
اور اسپر دل بیتاب نہ زنہار رہا

چشم پر شوق میں مژگاں ہیں بانکے کانٹے | میں جو از بسکہ ترا تشنۂ دیدار رہا

۶۲ داغ دل کا نہ چھپا داغ بہت ڈالی خاک
شمع بنکے مرے مرقد پہ نمودار رہا ۹

کب ہوا اے بت بیگانہ منش تو اپنا | دل جو اپنا ہی نہیں اسپہ بھی قابو اپنا

تمکو آشفتہ مزاجوں کی خبر سے کیا کام | تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئے گیسو اپنا

ابتدائے رمضاں میں ہے یہ عید کی دھوم | کسی کافر نے دکھایا نہو ابرو اپنا

بعد میرے نہ رہا دیکھنے والا کوئی | تم زمانے کو دکھاؤ رخ نیکو اپنا

نہ بنا ہو یہ کہیں غیر کے سر کا تکیہ | مسکراتے ہیں وہ کیوں دیکھکے زانو اپنا

آتش دل ہی غنیمت ہے شب فرقت میں | گرم رہتا ہے اسی آگ سے پہلو اپنا

حق میں عاشق کے بھلا ہو کہ برا ہو کچھ ہو | فائدہ دیکھ لیا کرتے ہیں خوشرو اپنا

وہی ہم تھے کہ جو روتے تو انکو ہنسا دیتے تھے | اب یہ ہے حال کہ تھمتا نہیں آنسو اپنا

۶۳ لگ گئی چپ تجھے اے داغ حزیں کیوں ایسی
مجھکو کچھ حال تو کمبخت بتا تو اپنا ۹

دیکھنا حشر میں جب تم پہ مچل جاؤنگا | میں بھی کیا وعدہ تمہارا ہوں کہ ٹل جاؤنگا

آؤ ملجاؤ کہ یہ وقت نپاؤ گے کبھی | میں بھی ہمراہ زمانے کے بدل جاؤنگا

اسقدر خوف ہے مجکو ستم پنہاں کا | یک بیک لطف بھی کیجے تو دہل جاؤنگا

ناوک یار سے یہ دل نے کہا مجکو نچھوڑ | سانے کے ساتھ ترے میں بھی نکل جاؤنگا

اسنے پوچھینگا کسے پرسیں احوال رقیب | زہر کے گھونٹ نگلتے ہی نگل جاؤنگا

دل لگاتا نہ کبھی دار فنا میں ہرگز | کیا خبر تھی مجھے آج آؤنگا کل جاؤنگا

اپنے سر کوئی بھی لیتا ہے پرائی آفت
طور آگاہ نہ تھا اس سے کہ جل جاؤنگا

جلوہ یار ہے گو ہوش ربا اے ناصح
مین تجھے لیکے گرونگا تو سنبھل جاؤنگا

۶۴

قبر مین حسرت و ارمان ہین غنیمت اے داغ
رفتہ رفتہ انھین یارونمین بہل جاؤنگا

۱۵

جہانمین کیا ڈھونڈھا کیا نپایا
مزاج اونکا دماغ اونکا نپایا

مزا کچھ تمنے اے موسی نپایا
وہ پایا اسطرح گویا نپایا

تری جانب ہی پھر جاتی خدائی
مگر کافر تجھے اتنا نپایا

چھپایا تھا تمھاری زلف نے دل
کہو ایمان سے پایا نپایا

خوشی ملتی تو کیا ملتی ازل مین
غنیمت ہے کہ غم تھوڑا نپایا

ملا مصر محبت مین جو ہمکو
زلیخا نے بھی وہ سودا نپایا

ترے دست حنائی مین بھی ہے چور
کسیکو ہاتھ کا سچا نپایا

گہر کی آبرو ہے جوہری سے
پڑا پایا تو مول اچھا نپایا

خزان ہی خوب تھی بہر نشیمن
چمن مین ایک بھی تنکا نپایا

تصور مین مرے تیری کمر ہے
اسے دنیا سے کچھ عنقا نپایا

ہم اوسکی بزم مین کھوئے گئے تھے
رقیبون نے ہمین پایا نپایا

اگرچہ قیس نے عشق و جنونکا
مزا پایا مگر ایسا نپایا

ہوئے جب سے تم رشک مسیحا
زمانے مین کوئی اچھا نپایا

قیامت کا کیا ہے اوسنے وعدہ
قیامت ہے اگر تنہا نپایا

سفارش ہم تری کرتے پر اے داغ

کچھ ادنکا نہ تجھسے رخ اچھا پایا

۱۱

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا
کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا

کوئی فتنہ تا قیامت نہ پھر آشکار ہوتا
ترے دل پہ کاش ظالم مجھے اختیار ہوتا

جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹے وعدے کرتا
تمہیں منصفی سے کہدو تمہیں اعتبار ہوتا

غم عشق مین مزہ تھا جو اسے سمجھکے کھاتے
یہ وہ زہر ہے کہ آخر مے خوشگوار ہوتا

یہ مزہ تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی
نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا

نہ مزہ ہے دشمنی مین نہ ہے لطف دوستی مین
کوئی غیر غیر ہوتا کوئی یار یار ہوتا

ترے وعدے پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے
اگر اپنی زندگی کا ہمین اعتبار ہوتا

یہ وہ درد دل نہین ہے کہ ہو چارہ ساز کوئی
اگر ایک بار مٹتا تو ہزار بار ہوتا

گئے ہوش تیرے زاہد جو وہ چشم مست دیکھی
مجھے کیا الٹ نہ دیتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

مجھے مانتے سب ایسا کہ عدو بھی سجدے کرتے
در یار کعبہ بنتا جو مرا مزار ہوتا

۱۲ ۱۳

تمہیں ناز ہو نہ کیونکر کہ لیا ہے داغ کا دل
یہ رقم نہ ہاتھ لگتی نہ یہ افتخار ہوتا

جلوہ دیکھا تری رعنائی کا
کیا کلیجا ہے تماشائی کا

رہ گیا عرش سے آگے جا کر
ہائے عالم مری تنہائی کا

یون نہ ہو برق تجلی بیتاب
دل گیا رنگ تماشائی کا

یاد آتا ہے وہ رسوا کر کے
رنج کرنا مری رسوائی کا

آئی شوخی مین کہان سے تمکین
پڑ گیا صبر تمنائی کا

ای لب یار جلادے دلکو
واسطہ اپنی مسیحائی کا

روز دیدار خدا خیر کرے — معرکہ ہے تری زیبائی کا
اب تصور سے بھی گھبراتا ہون — کیا مزہ ہے مجھے تنہائی کا
منہ سے بولے تو کہا آئینہ — کھیل کھیلے تو خود آرائی کا
ضعف نے دلکو تڑپنے نہ دیا — ہو گیا نام شکیبائی کا
اوسکی شہرت بھی لٹی جاتی ہے — کیا ٹھکانا مری رسوائی کا
کیا تصور بھی نہ آنے دیگی — منہ تو دیکھو شب تنہائی کا

۶۷
داغ کی قبر مٹا کر بولے
یہ نشان تھا اوسی سودائی کا
۹

خاطر سے یا لحاظ سے مین مان تو گیا — جھوٹی قسم سے آپکا ایمان تو گیا
دل لیکے مفت کہتے ہین کچھ کام کا نہین — اولٹی شکایتین ہوئین احسان تو گیا
ڈرتا ہون دیکھکر دل بے آرزو کو مین — سنسان گھر یہ کیون نہو مہمان تو گیا
کیا آئے راحت آئی جو کنج مزار مین — وہ ولولہ وہ شوق وہ ارمان تو گیا
دیکھا ہے بتکدے مین جو اے شیخ کچھ نپوچھ — ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا
افشائے راز عشق مین گو ذلتین ہوئین — لیکن اوسے جتا تو دیا جان تو گیا
گو نامہ بر سے خوش نہوا پر ہزار شکر — مجکو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا
بزم عدو مین صورت پروانہ دل مرا — گو رشک سے جلا ترے قربان تو گیا

۶۸
ہوش و حواس و تاب و توان داغ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہین سامان تو گیا
۲۱

شکر کرتا ہون کہ شکوہ نہین لب پر آیا — دیکھ تو کون وہ اے داور محشر آیا

خواب میں بھی نہ کبھی شب وہ ستمگر آیا
وعدہ ایسا کوئی جانے کہ مقرر آیا

مجھسے میکش کو کہاں صبر کہاں کی توبہ
لے لیا دوڑ کے جب سامنے ساغر آیا

ناوک یار کی واجب ہی تواضع اے دل
پھر نجانے کہیں مہمان مرا گھر آیا

غیر کے روپ میں بھیجا ہی جلانیکو مجھے
نامہ بر اونکا نیا بھیس بدلکر آیا

سخت جانی سے مری جان بچیگی کبتک
ایک جب کند ہوا دوسرا خنجر آیا

وہ سنایا ہی کیے ایک کی سو سو مجکو
حرف مطلب مرے لب پر نہ مکرر آیا

میں ہوں وہ تیز رو راہ محبت اے خضر
سایہ تیرا نہ کبھی میرے برابر آیا

میرے افسانے کو پورا نہوا روز جزا
ڈھل گیا دن تو یہ جانا کہ گھڑی بھر آیا

داغ تھا درد تھا غم تھا کہ الم تھا کچھ تھا
لے لیا عشق میں جو ہمکو میسر آیا

عشق تاثیر ہی کرتا ہی کہ اوس کافر نے
جب مرا حال سنا سنتے ہی جی بھر آیا

رشک کہتا ہی کہ قاصد کے بلا اوسنے عطر
کہ مرے نام کا خط ابکی معطر آیا

شب وعدہ نہوا ایک جگہ مجکو قرار
صبح تک میں کبھی گھر میں کبھی باہر آیا

اسقدر شاد ہو گویا کہ ملی ہفت اقلیم
آئینہ ہاتھ میں آیا کہ سکندر آیا

اسکے لکھنے کو مٹا کر ہمیں کچھ کہدیتے
کیا کریں سامنے اپنا نہ مقدر آیا

غیر نے آج کیا مہر و وفا کا دعوے
تمھیں انصاف سے کہدو تمھیں باور آیا

رنج اتنا نہیں میرا جسے لکھے کوئی
یہ مرے نامۂ اعمال میں کیونکر آیا

وصل میں لے وہ اترکے مرا بول اوٹھنا
ای فلک دیکھ تو یہ کون مرے گھر آیا

نالہ وہ نالہ مرا جس سے فلک کانپ گیا
خوف آیا نہیں کیا اونکو مقرر آیا

راہ میں وعدہ کریں جاؤں جو گھر پر تو کہیں
کون ہی کسنے بلایا اسے کیونکر آیا

۶۹ ۷۰

داغ کے نام سے نفرت ہے وہ جلجاتے ہیں
ذکر کمبخت کا آنے کو تو اکثر آیا

ہجر مین عیش گذشتہ جو مجھے یاد آیا
داد بیداد کو ہنگامۂ فریاد آیا

کبھی مسجد مین جو وہ شوخ پری زاد آیا
پھر نہ اللہ کے بندونکو خدا یاد آیا

تھم ذرا ورنہ گرا ٹوٹ کے یہ خانہ خراب
گنبد چرخ اب اے شورش فریاد آیا

کسکے آنے کا تصور ہے کہ ہر دم ہر وقت
ہے ترا تکیہ کلام اے دل ناشاد آیا

جلوہ گر کعبۂ دل مین ہے وہ بت اے زاہد
کہکے لبیک یہان عشق خداداد آیا
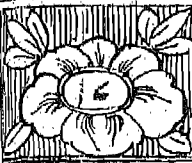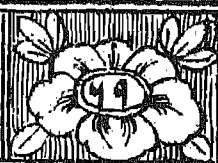
اپنے سر کی مرے لاشے نے بلائین لے لین
دست قاتل کا جو انداز مجھے یاد آیا

چھوٹکر کنج قفس سے بھی یہ کھٹکا نہ گیا
جب صبا آئی تو جانا وہی صیاد آیا

یہ وہ گھر ہے کہ خوشی کا تو یہان کیا مذکور
غم بھی آیا مری دلمین تو بہت شاد آیا

سخت جان کوئی نہ تھا اہل ہوس مین یا رب
ٹوٹ کر بھی نہ ادھر خنجر جلاد آیا

آتش غم نے جلایا ہے سراپا ایسا
میرے سائے مین نہ میرا کبھی ہمزاد آیا

غیر جب ذبح ہوا تجھکو مرے سر کی قسم
کچھ مزہ بھی تجھے اے خنجر فولاد آیا

حشر کیا شے ہے فقط چار پہر کا جھگڑا
دیکھنا پھر مین سو عالم ایجاد آیا

رات بھر شور رہا ہے ترے ہمسائے مین
کسکے ارمان بھرے دلکو خدا یاد آیا

پہلے ہی میرے رگ جان مین لگایا نشتر
پٹی آنکھون پہ مگر باندھکے فصاد آیا

دھجیان اوسکے فرشتون نے اڑائین کیا کیا
ہاتھ اوسکے جو مرا دامن فریاد آیا

عارض آئینہ جبین آئینہ رخ آئینہ
اپنا منہ دیکھنے آگے ترے بہزاد آیا

داغ کو تمنے بھلایا ہے کچھ ایسا دل سے

۷ وہ تو کیا شعر بھی اوسکا نہ کبھی یاد آیا ۱۹

کونسا طائر گم گشتہ اسے یاد آیا
دیکھتا بھالتا ہر شاخ کو صیاد آیا

میرے قابو مین نہ پہرون دل ناشاد آیا
وہ مرا بھولنے والا جو مجھے یاد آیا

کوئی بھولا ہوا انداز ستم یاد آیا
کہ تبسم تجھے ظالم دم بیداد آیا

لائے ہین لوگ جنازے کی طرح محشر مین
کس مصیبت سے ترا کشتۂ بیداد آیا

اوسکے جاویکو غرض کون و مکان سے کیا تھی
داد لینے کے لیے حسن خدا داد آیا

بیستون سے بھی آواز چلی آتی ہے
جو کیا تونے وہ آگے ترے فرہاد آیا

دل ویران سے رقیبون نے مرادین پائین
کام کس کسکے مرا خرمن برباد آیا

عشق کے آتے ہی منہ پر مرے پھولی ہے بسنت
ہوگیا زرد یہ شاگرد جب استاد آیا

ہوگیا فرض مجھے شوق کا دفتر لکھنا
جب مرے ہاتھ کوئی خامۂ فولاد آیا

عید ہے قتل مرا اہل تماشا کے لیے
سب گلے ملنے لگے جبکہ وہ جلاد آیا

چین کرتے ہین وہان رنج اوٹھانے والے
کام عقبے مین ہمارا دل ناشاد آیا

دی موذن نے شب وصل اذان پچھلی رات
ہائے کمبخت کو کسوقت خدا یاد آیا

میرے نالے نے سنائی ہے کھری کس کسکو
منہ فرشتون پہ یہ گستاخ یہ آزاد آیا

غم جاوید نے دی مجکو مبارکبادی
جب سنا یہ کہ اونھین شیوۂ بیداد آیا

ہین تمنائے شہادت کا مزا بھول گیا
آج اس شوق سے ارمان بھرے جلاد آیا

جذب وحشت ترے قربان ترا کیا کہنا
کھنچکے رگ رگ مین مرے نشتر فصاد آیا

شادیانہ جو دیا نالۂ و شیون نے دیا
جب ملاقات کو ناشاد کی ناشاد آیا

لیجیے سنیے اب افسانۂ فرقت مجھسے
آپ نے یاد دلایا تو مجھے یاد آیا

آپکی بزم مین سب کچھ ہی مگر داغ نہین
ہمکو وہ خانہ خراب آج بہت یاد آیا

اسقدر ناز ہی کیون آپکو یکتائی کا
دوسرا نام ہی وہ بھی مری تنہائی کا

کیا چھپے راز الٰہی دل شیدائی کا
عرصۂ حشر تو بازار ہی رسوائی کا

جان لیجائیگا آنا شب تنہائی کا
کون اب دکھنے والا ہی مری آئی کا

خوگر رنج و بلا حشر کے دن کیا خوش ہون
کہ وصال آج ہوا ہی شب تنہائی کا

زندہ ہی نام شہادت کا اوسیکے دم سے
تیرے کشتے نے کیا کام مسیحائی کا

ہر گلی کوچے مین پامال اسے ہو جانا
دل ہی یا نقش قدم ہی کسی ہرجائی کا

اس ادب سے تہ شمشیر تڑپتا ہی دل
کہ گمان تیری تپش پر ہو شکیبائی کا

فتنے بھی قاعدے سے اوٹھتے ہین جب اوٹھتے ہین
کیا سلیقہ ہی تمھین انجمن آرائی کا

وہ یہ کہتے ہین مرا صبر پڑے کا تجپر
اب تو مجھے رنج نہین اپنی شکیبائی کا

کیا غرض ہی مری تقدیر کو مجسے پوچھے
آبرو کا ہی طلبگار کہ رسوائی کا

وان شب وعدہ ملی پانو مین مہندی اوسنے
یان کلیجا کوئی ملتا ہی تمنائی کا

رات بھر شمع رہی ہجر مین وہ بھی خاموش
ملتجی تھا تری تصویر سے گویائی کا

سر مرا کاٹ کے دہلیز پر اپنی رکھدو
شوق باقی ہی ابھی ناصیہ فرسائی کا

یون نہ مقبول ہوا ہوگا کسیکا سجدہ
بت کو ارمان رہا میری جبین سائی کا

ہو گیا پرتو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ
آئینے منہ چوم لیا اوسکے تماشائی کا

تھم گئے جم گئے آنکھون مین لہو کے قطرے
خون ظاہر ہی مرے صبر و شکیبائی کا

نبکیا داغ جگر پھر قیامت ای داغ

۷۲ پرابھی رنگ وہی ہی شب تنہائی کا ۹

ذرا وصل پر ہو اشارا تمہارا
ابھی فیصلہ ہی ہمارا تمہارا

بتو دین و دنیا مین کافی ہی مجکو
خدا کا بھروسہ سہارا تمہارا

اون آنکھونکی آنکھین نلیوین بلایین
میسر ہی جنکو نظارا تمہارا

محبت کے دعوے ملے خاک مین سب
وہ کہتے ہین کیا ہی اجارا تمہارا

رکاوٹ نہوتی تو دل ایکہوتا
تمہارا ہمارا ہمارا تمہارا

برائی جو کی تمنے غیرونکی ہمسے
ہوا حال سب آشکارا تمہارا

نکل کر مرے گھر سے یہ جان لو تم
نہوگا کسی گھر گذارا تمہارا

سنا ہی کسی اور کو چاہتا ہی
وہ دشمن ہمارا وہ پیارا تمہارا

کرینگے سفارش ہم ای داغ اونسے
اگر ذکر آیا دوبارا تمہارا

کیا کہون تیرے تغافل نے حیا نے کیا کیا
اس ادا نے کیا کیا اور اوس ادا نے کیا کیا

بوسہ لیکر جان ڈالی غیر کی تصویر مین
یہ اثر تیرے لب معجز نما نے کیا کیا

یان جگر پر چل گئین چھریان کسی مشتاق کے
وان خبر یہ بھی نہین ناز و ادا نے کیا کیا

میرے ہاتھ سے مرے قاتل کو ناخوش کردیا
کیا کیا افسوس ای اہل عزا نے کیا کیا

حشر مین پھرتے ہین خوش خوش کیا وہ اترائی ہوئی
اور کہتے ہین مرا روز جزا نے کیا کیا

چاہ کر ہم تو حسینون کو مزے لوٹا کیے
پند گو تیرے دل بے مدعا نے کیا کیا

رائگان جاتی نہین محنت کسیکی ہمنشین
ہم دکھا دینگے ہماری التجا نے کیا کیا

مار ڈالا آپ اپنے رنج فرقت مین مجھے
اور پھر کہتا ہی ظالم یہ خدا نے کیا کیا

سنتے ہین ای داغ ہم دوست سے بڑا ہی قریب
غیب سے سامان دیکھو تو خدا نے کیا کیا

چاہتا ہی کب مرنا کوئی سخت جان اپنا | تجکو چاہیے قاتل اول امتحان اپنا
جب یقین عشق آیا پھر وہ بت کہان اپنا | آ گئے غضب مین ہم دیکے امتحان اپنا
لاکھ آفتین آئین لاکھ حسرتین چھائین | اک ترے نہ ہونے سے پھر گیا مکان اپنا
غیر خوش ہی ہم ناخوش کاش مدعی ہوتا | ایک آسمان اوسکا ایک آسمان اپنا
بچ رہیگا کوئی تو برق و باد و باران سے | ہر درخت پر باندھا ہمنے آشیان اپنا
وہم ہی سے ہمکو ہو گئی خطا ہمسے | بس نہ کھائیے قسمین تھا غلط گمان اپنا
دلمین جسقدر ہی درد اوسکو کیا یقین آئے | داغ بے نمود اپنا زخم بے نشان اپنا
دوست اور ایسا دوست ایکدم مین بجائے | دل غریق رحمت ہو تھا مزاجدان اپنا
کر دیا مجھے بیخود شوق سجدہ نے کیسا | یہ نہین خبر یہ ہی سنگ آستان اپنا
دوستی کے پردے مین کون دشمنی کرتا | اوسکی مہربانی ہی جو ہی مہربان اپنا
لوگ ماجرائے غم پوچھنے کو آتے ہین | بھیجدو مرے در پر کوئی پاسبان اپنا
وان برائی سے بھی اب تذکرہ نہین آتا | ذکر خیر رہتا تھا رات دن جہان اپنا
ہائے میرے قاتل کو مفت کی ہی بدنامی | کام کر گئی ہوتی مرگ ناگہان اپنا
ہم ستم رسیدون کو زندگی مصیبت ہی | خضر پر دھرے احسان عمر جاودان اپنا

دھوم صبح محشر کی داغ سنتے آئے ہین
پر نہین کچھ اندیشہ خواب ہی گران اپنا

دوست دشمن کو ترے نازنے اکثر مارا | ایک ہی وار مین دونون کو برابر مارا

پاس آنے نہ دیا آہ شرر افشان نے
دور سے پھینک کے جلاد نے خنجر مارا

طائر نامہ بر اپنا تو ہوا سے تقدیر
آج سنتا ہون کوئی اوسنے کبوتر مارا

ای محبت دل آشفتہ کا سودا دیکھا
اوسکی زلفون سے لیا اور مرے سر مارا

قلزم عشق مین ہی گوہر مقصود ای دل
تونے غوطہ نہ کبھی اسمین شناور مارا

یہ ستم طرفہ ستم ہی کہ تڑپتا ہی رکھا
جان سے تونے کیسکو یہ ستمگر مارا

چشم کافر کی رہی بحث لب جانان سے
کہ مرے مردے کو سو بار جلا کر مارا

ستم چرخ نے مارا ہی یہ ظاہر ہو جائے
اسلیے اوڑکے مری خاک نے چکر مارا

آسمان سے ترے کوچے مین بہت رتبے ہوئے
نہ ہٹے ایک قدم ہمنے جو لنگر مارا

مارنا دل کا سمجھتا ہون جہاد اکبر
وہی غازی ہی بڑا جسنے یہ کافر مارا

سخت جانی سے یقین تھا نہ مرے مرنیکا
مدت سے پوچھتے ہین وہ اسے کیونکر مارا

رنگ بھی قتل گہ عام مین عزت میری
آج قاتل نے مجھے لاکھ مین چنکر مارا

مدعی کوئی بھی میدان سخن مین نہ رہا
تونے کیا معرکہ ای داغ سخنور مارا

راز دل کوئی لے لاکھ مین کیونکر اپنا
داور حشر جدا چاہیے محشر اپنا

خط مین لکھا ہی جو حال دل مضطر اپنا
وان بھٹکتا ہی پھر اڑے کبوتر اپنا

توبہ کے بعد بھی خالی نہین دیکھا جاتا
دور رہتا ہی بھرا شیشہ و ساغر اپنا

ہم تو برباد ہوئے عشق مین اپنے ہاتھون
کوئی بدخواہ نہین اپنے سے بڑھکر اپنا

عشق کا لطف تو جب ہی کہ مجھے ڈھونڈ لئے
زندگی اپنی خضر بخت سکندر اپنا

گو مری شکل سے نفرت ہی مگر بہر خبر
آدمی بھیجتے رہتے ہین وہ اکثر اپنا

وہ ہمین تھے کہ ترے جور سے گھبراتے تھے
وہ ہمین ہین کہ تقاضا ہی برابر اپنا

دھوم ہی کوچۂ قاتل مین قیامت آئی
فیصلہ ہم بھی کیے لیتے ہین چلکر اپنا

روز جاتا ہون نئے روپ سے اوسکے در پہ
روز رکھتا ہون نیا نام بدلکر اپنا

ہم کسی کام مین تقدیر کے قائل ہی نتھے
کچھ نہ بن آئی تو کہتے ہین مقدر اپنا

قتل پر میری فرشتے بھی گواہی کردین
دیدیا کاتب اعمال کو محضر اپنا

ہم فقیرونکو کہان چین کہ وہ کہتے ہین
میرے در پر سے اوٹھا لیجیے بستر اپنا

داغ اوسکا الم اوسکا غم ہجران اوسکا
سینہ اپنا جگر اپنا دل مضطر اپنا

کم نہ تھی شوخی رفتار سے بیتابی شوق
راہ مین پاؤن پڑا اونکے برابر اپنا

موسے کاکل سے تو کمزور ہے ہاتھ نہین
چھین لیتا ہون ابھی مین دل مضطر اپنا

سخت جانون کا تو مشکل سے گلا کٹتا ہی
پہلے پتھر پر لگا لیجیے خنجر اپنا

(٥٥)

وہ زمانہ بھی تمھین یاد ہی ہم کہتے تھے
دوست دنیا مین نہین داغ سے بہتر اپنا

(١٥)

کچھ سعی سے اقبال میسر نہین ہوتا
ہر آئینہ گر داغ سکندر نہین ہوتا

دنیا مین مرا عشق سے بہتر نہین ہوتا
یہ واقعہ وہ ہی کہ میسر نہین ہوتا

کیا کوئی زمانے مین ستمگر نہین ہوتا
ہوتا ہی مگر تیرے برابر نہین ہوتا

ہی حوصلہ عشق جفا دیکھ کے آہی
پر کوئی گنہگار مقرر نہین ہوتا

پیدا ہو تری دیکھکے یہ حال ہوا ہی
عاشق کوئی دنیا مین کسی پر نہین ہوتا

رہتا ہی شب و روز بغل ہی مین دل اپنا
تم ہوتے ہو جب پاس تو اکثر نہین ہوتا

ہم چھیڑ سے کہدیتے ہین کٹتے ہوئے اونکو
ٹلتے ہین بہت ہاتھ سے خنجر نہین ہوتا

مین صبر کرتا کر مرے حق مین الٰہی
بہتر یہی ہوتا ہے کہ بہتر نہین ہوتا

کیا مر نہین جاتا قلق ہجر سے کوئی
باور نہین آتا تمہین باور نہین ہوتا

رہزن ہی سے ہم پوچھتے ہین راہ محبت
جب ہمکو میسر کوئی رہبر نہین ہوتا

شکوۂ بیداد کہین بھول نجاہین
دنیا مین بپا فتنۂ محشر نہین ہوتا

تم کہتے ہو معشوق اطاعت نہین کرتے
عاشق بھی تو معشوق کا نوکر نہین ہوتا

ہم جانتے ہین آئے ہین ماتم کو فرشتے
جس بزم مین شغل مے و ساغر نہین ہوتا

عادت ہے عجب چیز بری ہو کہ بھلی ہو
مرتا ہون جو بیچین گھڑی بھر نہین ہوتا

ای داغ مرے جان محبت مین گنوا دن
پھر زندہ جہان مین کوئی مر کر نہین ہوتا

راہ بر بنکر رہ الفت مین رہزن نکلا
دل لگی کی ہے دوستی ہمسے کہ دشمن نکلا

کے نازان اپنی صورت پہ ہوئی دیر پرست
وہ بت کافر صنم بنکر برہمن نکلا
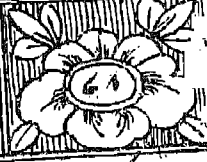
نا ہو جلتا چھوڑ آئے تھے دل اوسکے چمن ہم
وہ بھی قسمت سے چراغ راہ دشمن نکلا

ہر دوان معرفت کا وان سیا جاتا ہے منہ
جادۂ راہ حقیقت تار سوزن نکلا

فروغ حسن ہے وہ شبکو ہمسایے مین تھے
خانۂ تاریک میرا دشت ایمن نکلا

نزاکت مانع جنبش لب جان بخش کو
کام تیرا خوب چشم سامری فن نکلا

سکی ثابت جوش حسن سے اوسکی نقاب
چاک چاک اپنا ہوا پردہ کہ چلمن نکلا

ت دلمین دیکھ تخم عشق کی بالیدگی
ہم تو قائل اوسکے ہین جو دانہ خرمن نکلا

سے مرنے سے کیا ظالم نے گو سامان
چرخ اب مطرب پہ آکر نغمۂ شیون نکلا

ر اپنا چارہ گر اسکو لگا سکتا نہین
دامن زخم جگر مرہم کا دامن نکلا

ہاتھ ڈالے تھے گلے مین اونکے پینے جو کبھی
کیا نزاکت ہی نشان طوق گردن ہوگیا

ناتوان ایسا کیا ہی خوف نے صیاد کے
واسطے میرے رگ گل کا نشیمن ہوگیا

گل کھلاتا ہی خزان مین بھی مرا دست جنون
جیب سے چھلکے زخم کہن اک تازہ گلشن ہوگیا

۷۹
مست تھی کل تک تو میخانے مین تھا اور آج وضع
داغ ہی دامن سے دھو کر پاک دامن ہوگیا
۸
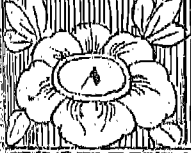
مزہ عشق کا ہی پرافسوس رہنا
ہماری تمنا ہی مایوس رہنا

یہ قید محبت اک آزادگی ہی
مگر کوئی چاہتی بھی محبوس رہنا

یہ سیکھا ہی تو اشک غماز کس سے
مری آنکھ مین بیچ جاسوس رہنا

کیا ہی رقیبون نے سامان عشرت
خبردار اے چرخ منحوس رہنا

خوشا وہ زمانہ کہ تھا دل کا شیوہ
نہ مانوس رہنا نہ مایوس رہنا

اولٹ دو ذرا اے وہ روشن سے پردہ
یہ کیا شمع سان زیر فانوس رہنا

وہ محشر خرام آئیگا سوے گلشن
الگ اوس سے اے کبک و طاؤس رہنا

۸۰
محبت مین یون داغ عزت رہیگی
کہ تم دشمن ننگ و ناموس رہنا
۱۳
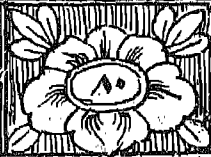
کیا ہو سکے مقابلہ مژگان یار کا
دل ایک ہاتھ کا ہی جگر ایک وا

انداز کچھ ملانے لگا جور یار کا
اب لطف دیکھنا ستم روزگا

پوچھے کوئی مزاج تو ایسے غرور
کہتے نہین وہ شکر ہی پروردگا

ہوگا نشان مہر و محبت یہین کہین
ڈھونڈو چراغ لیکے ہمارے مزا

رہتی تھی اوسکی یاد وہ راتین گذر گئین
اب مجھکو انتظار ہی اوس انتظا

تو بہ جو مٹنے کی نکل آیا ذرا سامنہ
وہ رنگ روپ ہی نہین صبح بہار کا

مین بدگمان اوس سے زیادہ خدا کی شان
ہی اعتبار اوسکو مرے اعتبار کا

اوٹھنا ہی تیری بزم سے دشوار تھا مجھے
اوسپر سنبھالنا دل بے اختیار کا

فرقت مین مینے اپنی تسلی کے واسطے
رکھا ہی نام شوخ دل بیقرار کا

ٹکڑے کرون زبان شکایت کے تو سہی
کیا حال ہی کسی نگہ شرمسار کا

اے چشم یار دیکھ تغافل سے باز آ
دل ٹوٹ جائیگا کسی امیدوار کا

عاشق کی مشت خاک پریشان نہو کبھی
اوسمین جو میل ہوتے دل کے غبار کا

۸۱
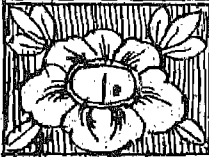
غش کھاکے داغ یار کے قدمون پہ گر پڑا
بیہوش نے بھی کام کیا ہوشیار کا

۱۰
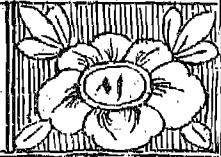
لطف آرام کا نہین ملتا
آدمی کام کا نہین ملتا

کیسے حاضر جواب ہو کہ جواب
میرے پیغام کا نہین ملتا

اوسنے جب شام کا کیا وعدہ
پھر پتا شام کا نہین ملتا

جستجو مین بہت ہی وہ کافر
بھید اسلام کا نہین ملتا

بک گیا مین تمھین وگرنہ غلام
کوئی بیدام کا نہین ملتا

چرخ پر جاکے عرض حال کرون
رستہ اس بام کا نہین ملتا

نہ ملے رنگ مین جہانتک
دل مرا شام کا نہین ملتا

ظرف ہمشکل ہی دل پرخون
جوڑ اس جام کا نہین ملتا

تلخی رشک کیا گوارا ہو
زہر بھی کام کا نہین ملتا

داغ کی ضد سے ہی تلاش اونھین

۶۲ کوئی اس نام کا نہین ملتا ۱۵

جبتک کسیکی چاہ نہ تھی کیا سرور تھا
سینا ہی دل بغل مین مری رشک حور تھا

یان امتحان برق تجلی ضرور تھا
کیا مین نہ تھا اس آگ مین جلنے کو طور تھا

واعظ تسے لحاظ سے ہم سنکے پی گئے
کیا ذکر ناگوار شراب طہور تھا

کیون نا امید عفو ہون کیا یہ سنا کہ وہ
اسکا نہ بخشنا تری رحمت سے دور تھا

ہو خوشنما خراش دل ای پنجۂ جنون
مرجاؤن مین تو یہ نہ کہین بے شعور تھا

ہم بوسے لیکے اوس سے عجب چال کر گئے
یون بخشوا لیا کہ یہ پہلا قصور تھا

رکھا جو تشنہ لب مجھے ساقی نے سیر تھی
جسکو نظر لگی وہی پیمانہ چور تھا

کیون تو نے چشم لطف سے دیکھا غضب کیا
قربان اوس نگاہ کے جسمین غرور تھا

پاس ادب سے رہگئی فریاد کچھ ادھر
مین کیا کہون کہ عرش یہین کتنی دور تھا

شبکو جو تم نہ آئے تو پہونچے کہان کہان
کیا طبع بدگمان کو ہماری عبور تھا

کرنی پڑین فراق مین بیمارداریان
ہاتھون مین ساری رات دل ناصبور تھا

دیکھا سلف سے آجتک انصاف عشق کا
تقصیروار تھا وہی جو بے قصور تھا

جو مر گیا ترا رخ پر نور دیکھکر
دیکھا تو آنکھ مین اوسی مردیکے نور تھا

احمد کے غم مین دیدہ و دل کیون نہون تباہ
دل کا سرور تھا مری آنکھونکا نور تھا

۶۳ ای داغ صدمۂ غم ہجران بجا درست
یہ سب سہی مگر تمھین جینا ضرور تھا ۱۱

نہوا پر نہوا شوق کا دفتر پورا
ایک ہی دن مین ہوا قصۂ مختصر پورا
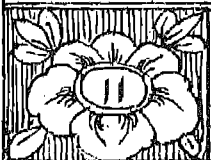
مجکو دم بھرکی بھی فرصت نملی نالونسے
ورنہ گھڑیال ٹھہرتا ہی گھڑی بھر پورا

تھک گئے ہاتھ مگر کثرت مطلب ہی رہی
فکر ہی مجکو خدا شوق ہو کیونکر پورا

اپنے حصے کی بہا لیتے ہیں دینے والے
نہ بھرا ساقی کم ظرف نے ساغر پورا

ایک ہی آن میں قاتل نے کیا قتل جہان
حلق آیا نہ کسیکا تہِ خنجر پورا

نہ یہ دل ہی نہ یہ جرات نہ یہ انداز بیان
نامہ بر حال کہے یار سے کیونکر پورا

گو تری زلف پریشان سے پریشان تھا
ابھی آشفتہ ہوا کب دل مضطر پورا

نہ کیا ہم اشاریسے مرا کام تمام
قرۂ یار لگا ہی نہیں خنجر پورا

اوسکی رفتار نے کی اور قیامت برپا
اوٹھنے پایا بھی نہ تھا فتنۂ محشر پورا

قصد بتخانہ کیا ہی جو خدا پہونچا دے
جو کیا کام ہوا خیر سے اکثر پورا

۱۱

ختم ہی شوخی الفاظ و تلاش مضمون
ہی تو یوں داغ سخنور ہی سخنور پورا

اوس بت کو جب خیال ستم ہو کے رہگیا
ہیں مضطرب خدا کی قسم ہو کے رہگیا

نکلی پیامبر کی زباں سے نہ کوئی بات
کمبخت اوسکے سامنے سم ہو کے رہگیا

بدلے جو تیور اوسکے شب وصل کیا کہوں
اظہار شکوۂ شب غم ہو کے رہگیا

اے چارہ گر جگر کی کسک کسطرح مٹے
گو درد کم ہوا بھی تو کم ہو کے رہگیا

ضرب المثل جہاں میں وہ دل ہی مٹا ہوا
جو پائمال زیر قدم ہو کے رہگیا

جانا اوسکو سینے پہ پورا ہی آشنا
جو تیر تیرے دل سے بہم ہو کے رہگیا

اعدا سے ہمسے بحث رہی کوی یار میں
ذکر بہشت و خلد و ارم ہو کے رہگیا

ہوا نہ ایک بھی اس دل کا مسودہ
فرسودہ لاکھ بار قلم ہو کے رہگیا

ہوئی جو شوق پہ تاثیر جذب دل
قاصد روانہ چار قدم ہو کے رہگیا

دل لئے تیری گلی سے نہ اوٹھنے دیا مجھے — سو بار قصد دیر و حرم ہو کے رہ گیا

(۸۵)
ای داغ ہم نہ دیکھ سکے روز حشر کچھ
سر خجالت گناہ سے خم ہو کے رہ گیا

کوئی کلمہ بھی مرے منہ سے نکلنے نہ دیا — وہ لگایا مجھے قاتل نے سنبھلنے نہ دیا

نفس سرد کی تاثیر شب غم دیکھو — شمع کو تا بسحر بجھنے پگھلنے نہ دیا

بدگمان تھا کہ تپ ہجر نہ کم ہو جائے — اوسنے کافور مری لاش پہ ملنے نہ دیا

اس جفا پر یہ وفا ہی کہ تمھارا شکوہ — دلمین رہنے نہ دیا منہ سے نکلنے نہ دیا

شوق نے راہ محبت مین ابھارا لیکن — ضعف نے ایک بھی گرتے کو سنبھلنے نہ دیا

عقل کہتی تھی نہ لکھ دفتر مطلب اوسکو — شوق نے ایک بھی مضمون بدلنے نہ دیا

ای شب ہجر ترا خلق پر احسان ہوگا — حشر کے دن کو اگر تو نے نکلنے نہ دیا

بدگمانی نے نہ چھوڑا اوسے تنہا چھوڑون — مینے قاصد کو الگ راہ مین چلنے نہ دیا

کسی صورت نہ بچا عشق کی رسوائی سے — کہ مجھے نام بھی غیرت نے بدلنے نہ دیا

چھین لیتا اوسے مین حشر کے دن ضد کرکے — کیا کرون مجھکو فرشتون نے مچلنے نہ دیا

(۸۶)
بزم اغیار مین اوس شوخ نے عیاری سے
کیا ہی اعجاز کیا داغ کو جلنے نہ دیا

دم عشق مین گیا دل مجبور رہ گیا — صدمہ کسی سے اوٹھ نسکا کوئی سہہ گیا

شکوہ جو گھر مین غیر کے وہ رشک سہہ گیا — مین کیا بتاؤن کون مرے دل سے کہہ گیا

مجھ سخت جان کو ناز کہ یہ جور سہہ گیا — قاتل کو یہ گلا کہ مرا ہاتھ رہ گیا

ہم اوسکی بزم ناز مین اس حال سے گئے — گویا فقیر دیکھنے دربار شاہ گیا

اوٹھتی نہین ہی ضرب محبت پہاڑ سے
رستم وہی ہی مرد جو یہ درد سہہ گیا

قاتل کے آتے آتے سب آپسمین کٹ مرے
دریا لہو کا خنجر غیرت سے بہہ گیا

غم نے ترے نچوڑ لیا قطرہ قطرہ خون
تھوڑا سا درد دل مین کھٹکنے کو رہ گیا

بوسہ نہ دو اوٹھاؤ تو عارض سے اپنے زلف
کیا چاندنی کا لطف ہی جب چاند گہنگیا

ہنگام ضبط سینے مین سو گردشین رہین
اچھا رہا وہ اشک جو آنکھون سے بہگیا

کیا حشر مین وہ دولت دیدار سے ہو شاد
دنیا مین جو وصال سے محروم رہگیا

جی جائے موت آئے جو محبت داغ کو
سچ تو یہ ہی کہ ایسے کوئی جھوٹ کہہ گیا

کھینچا غم فرقت کا دل لوٹنے عذاب ایسا
ہم تجکو نہ سمجھے تھے اے خانہ خراب ایسا

نیند آتی نظر آتی تا حشر نہین ہمکو
دیکھا ہی پریشان سا کچھ راتکو خواب ایسا

جو عرض تمنا پر ظالم نے کہا مجھسے
اب تک نہ ملا ہوگا سائل کو جواب ایسا

تن تنکے جو چلتا ہی وہ شوخ کمان ابرو
ایک ایک سے کہتا ہی ہوتا ہی شباب ایسا

نومید کرم ہوکر ہم توبہ کرین مے سے
دوزخ مین پڑے زاہد لے لطف ثواب ایسا

پوچھا تھا محبت مین ہوتا ہی قلق کیسا
قسمت نے کہا دیکھ اے خانہ خراب ایسا

قسمت نے مری پایا جو رنج محبت مین
دوزخ کے بھی حصے مین آیا نہ عذاب ایسا

مرنے بھی نہین دیتے جینے بھی نہین دیتے
احسان ترحم وہ انداز عتاب ایسا

مین شوق مین بیخود ہون وہ غیر سے کہتے ہین
کردیتی ہی انسان کو بدمست شراب ایسا

جب خواب مین آتے ہو منہ مجھسے چھپاتے ہو
مشتاق سے شرم ایسی عاشق سے حجاب ایسا

ای حضرت داغ اوسکو غیرون نے غرض لیا ہی

۸۸ وہ اور یہ رسوائی سمجھین جناب السیا ۱۰

ہمین زمانے مین بدنام تیری خو نے کیا — دل فریفتہ جو کچھ کیا سو تو نے
ستم کیا تو مرے دل کی آرزو نے کیا — مجال ہی یہ کہون تجھسے جو تو نے
خجل کو رنگ نے مشہور گل کو بو نے کیا — جہان مین شہرہ تمہارا رخ نکو نے
شب اوسکی بزم مین دلوائی غیر سے تعظیم — برا سلوک مرے ساتھ آبرو نے
رقیب اسکے بھی قابل نہین خدا کی قسم — اگر ستم بھی کیا تو بھی لطف تو نے
وہ عرض وصل سے رکھتے ہین ہاتھ کانو پر — اثر یہ خوب مری طرز گفتگو نے
گیا رقیب کے گھر بار ہا شب وعدہ — بہت ذلیل مجھے تیری جستجو نے
غرور کیون نہو جب دلسی چیز ہاتھ لگے — بڑا دماغ تری زلف مشکبو نے
اوٹھیگی گردن قاتل ہزار خون سے کبھی — ستم شعار کو نازک مرے لہو نے
سوال وصل پہ اقرار کیا کیا ظالم — دماغ ہمسے کیا یا مزاج تو نے
جگر کے ٹکڑے ملا دے تو بخیہ گر جانون — اگرچہ جیب کو ثابت کیے رفو نے
وہ آج ناز سے لائے تھے خنجر فولاد — اوسے بھی موم مری سختی گلو نے
اوسیکو گردش دوران سمجھ گئے میکش — جو دور شیشہ و پیمانہ و سبو نے
فرشتہ بنکے نہ اوڑ جائے عرش پر زاہد — اوسے جو خاک سے پاک اسقدر وضو نے
جفاکشی کا مزہ مجکو ہان اب آئیگا — کہ آسمان کو اپنا شریک تو نے
ہمارے دوست کی ہمپر یہ مہربانی ہے — ہمارے واسطے جو کچھ ہر اک عدو نے

۸۹ کھلا مین اونسے تو وہ اور داغ مجھسے کھلے
خفا تو اونکو مری شرح آرزو نے کیا ۱۱

کعبے کی سمت جاکے مرا دھیان پھر گیا
اوس بت کو دیکھتے ہی بس ایمان پھر گیا

تو وعدہ کرکے مجھسے مری جان پھر گیا
حق سے پھرا جو قول سے انسان پھر گیا

اولٹا ہوا نے پھیر دیا تیر یار کو
افسوس ہی کہ راہ سے مہمان پھر گیا

محشر مین داد خواہ جو ای دل تو ہو
تو جان لے یہ ہاتھ سے میدان پھر گیا

چھپکر کہان گئے تھے وہ شکوہ کہ سیر گھر
سو بار آکے اونکا نگہبان پھر گیا

تھی گردش مژہ بھی تری تیر کی شریک
برمے کیطرح سینے مین پیکان پھر گیا

رونق کچھ آگئی جو پسینے سے میت کے
پانی ترے مریض پر اک آن پھر گیا

دیکھا اوسے جو دور سے اوڑکر دم غبار
اوس شوخ شہسوار کی چوگان پھر گیا

گریہ نے ایکدم مین بنادی وہ گھر کی شکل
میری نظر مین صاف بیابان پھر گیا

قاتل نے وقت ذبح لیا جب خدا کا نام
خنجر ہمارے حلق پہ آسان پھر گیا

۹۰

لانے تجھے کوئی یار سے ہم داغ کو بھی
لو اوسکی موت آئی وہ نادان پھر گیا

۱۱

وہ رسوائی سے ڈر جائے تو اچھا
برائی کام کر جائے تو اچھا

کہا ظالم نے میرا حال سنکر
وہ اس سینے سے مر جائے تو اچھا

خدا جانے کہے کیا جاکے قاصد
دل اوس سے پیشتر جائے تو اچھا

غضب ہی انتظار وعدہ حشر
یہین کہکر مکر جائے تو اچھا

مبارک خضر کو ہو عمر جاوید
یہ تھوڑی سی گذر جائے تو اچھا

مسیحائی ہوا قاتل کا شیوہ
عدم تک یہ خبر جائے تو اچھا

کہا قاصد کو اوسنے دیکے دشنام
سبک ہوکر اگر جائے تو اچھا

عدم مین کیا ہونگے صاحب درد — ہمارا چارہ گر جائے تو اچھا
رقیبون کا تری محفل مین کیا کام — جہنم اُنسے بھر جائے تو اچھا
نگاہ یار دل کو لوٹتی ہے — یہ مہمان اپنے گھر جائے تو اچھا

۹۱ — وہ تکلیف عیادت کیون کرین داغ — مری اونکو خبر جائے تو اچھا — ۱۱

کوئی آگے نکل نہین سکتا — تجھسے فتنہ بھی چل نہین سکتا
زور قسمت پہ چل نہین سکتا — دل سنبھالے سنبھل نہین سکتا
ہے وہ افسردہ میری شمع فراق — جس سے پروانہ جل نہین سکتا
آسمان دوست ہو گیا تیرا — اب زمانہ بدل نہین سکتا
ضعف کے لاکھ لاکھ احسان ہین — کف افسوس مل نہین سکتا
تم تو سو بار مان جاؤ گے — دل ہمارا بہل نہین سکتا
ہم تو اوس دعا کے قائل ہین — جو زبان سے نکل نہین سکتا
موت کیون آکے پھر گئی شب غم — وقت آیا تو ٹل نہین سکتا
غم جو کھایا ہے کیا کہون تجھسے — مین یہ کھایا اوگل نہین سکتا
رشک اغیار کیا گوارا ہو — زہر کوئی نگل نہین سکتا

۹۲ — نام کو داغ ہون مگر ظالم — تو جلائے تو جل نہین سکتا — ۱۲

عیش بھی اندوہ فزا ہو گیا — ہائے طبیعت تجھے کیا ہو گیا
دشمن ارباب وفا ہو گیا — دوست کھلا ہو کے برا ہو گیا

یاد ہی کہنا وہ کسیوقت کا / ہوش مین آؤ تمھین کیا ہوگیا

داغ وہ بہتر ہی جو مرہم بنا / درد وہ اچھا جو دوا ہوگیا

آپسے اقرار کے سچے کہان / وعدہ کیا اور وفا ہوگیا

یہ تو نہ تھی کوئی بگڑنیکی بات / حرف خوشامد بھی گلا ہوگیا

سامنے میرے جو چرالے ہو آنکھ / آئنہ کیا آج نیا ہوگیا

ای دل بیتاب خدا کی قسم / عشق مین جی تجھسے برا ہوگیا

دم میرے سینے مین جو رکتا ہی آج / کون خدا جانے خفا ہوگیا

حال مرا دیکھکے کہتے ہین وہ / کوئی حسین اسسے جدا ہوگیا

نالہ نے تاثیر نہ کی روز حشر / وہ بھی شب غم کی دعا ہوگیا

سب مجھے دیوانہ بنانے لگے / لو وہ تمھارا ہی کہا ہوگیا

داغ قیامت مین یہ مژدہ سنے / جا تجھے فردوس عطا ہوگیا

یہ قول کسیکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا / وہ کچھ نہین کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

سن سنکے ترے عشق مین اغیار کے طعنے / میرا ہی کلیجا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

بن آئی ہی جو چاہین کہین حضرت واعظ / اندیشہ عقبی ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

اونکا یہی سننا ہی کہ وہ کچھ نہین سنتے / میرا یہی کہنا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

دیکھو تو ذرا چشم سخنگو کے اشارے / پھر تمکو یہ دعوی ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

خط مین مجھے اول تو سنائی ہین ہزارون / آخر یہی لکھا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

پھٹتا ہی جگر دیکھکے قاصد کی مصیبت / پوچھو تو یہ کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

خاموش کیا چھیڑ کے ظالم نے شب وصل
وہ تذکرہ چھیڑا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

یہ خوب سمجھ لیجیے غماز وہی ہی
جو آپسے کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

دنیا مجھے کہتی ہی برا حاضر و غائب
سمجھو تو سبب کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

تمکو ہی شایان ہی کہ تم دیتے ہو دشنام
مجکو ہی زیبا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

۹۴

مشتاق بہت ہین مرے کہنے کے پر اے داغ
یہ وقت ہی ایسا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

۹

ردیف باے موحدہ

نامہ بر کہتا ہی اب لاتا ہون دلبر کا جواب
سن چکا مین چار دن آگے مقدر کا جواب

شیخ ہو حق کر رہا ہی آج رندون کے ساتھ
آجکل ہی میکدہ اللہ کے گھر کا جواب

خلق کے اعمال نامے چھین لونگا حشر مین
گم ہوا ہی ہاتھ سے قاصد کے دلبر کا جواب

میرے دل ہی سے نگہ تیری اٹک کر رہ گئی
دوسری جانب جگر بھی تھا برابر کا جواب

غیر کی تعریف لکھی سارے خط مین اور مجھے
یہ بھی لکھتے ہین کہ لکھو میرے دفتر کا جواب

پہلے تو میری گذارش سنکے وہ چپ ہو رہے
کیا کہون پھر کیا ملا عرض مکرر کا جواب

خط تمہارا ہمکو پہونچا ہی فقط آئی رسید
واہ کیا لایا ہی قاصد میرے دفتر کا جواب

امت عاصی کی بخشش کا کیا حق سے سوال
ہی کہان کونین مین ایسے پیمبر کا جواب

۹۵

لوگ کہتے ہین بنا دلی بگڑ کر لکھنؤ
پر کہان اے داغ اوس اجڑے ہوئے گھر کا جواب

۱۵

کیون کہا یہ کسی سے کیا مطلب
اسی کہنے سے کھل گیا مطلب

بات پوری نہین کہی مینے
کہ وہ طرار لے اڑا مطلب

مین کہے جاؤن تم سنے جاؤ
ایک کے بعد دوسرا مطلب

ہے مرا درد آپکی راحت
ہے مری یاس آپکا مطلب

خون ہونیکو خاک ہونے کو
یا مرا دل ہے یا مرا مطلب

مٹگئے ایک ہی تغافل مین
شوق ارمان مدعا مطلب

اونکی جانب سے ہو پیام وصال
ہے نئی چاہ کا نیا مطلب

غیر کا خط بھی چاک کر ڈالا
ملگیا تھا جو کچھ مرا مطلب

باندھکر خط پر کبوتر پر
لکھدیا ہمنے جابجا مطلب

مرگیا مژدۂ وصال سے مین
یون بھی نکلا رقیب کا مطلب

کبھی کہتا ہون دلسے خوب کیا
کبھی کہتا ہون کیون کہا مطلب

بے غرض تھے تو لطف صحبت تھا
دشمن وضع ہوگیا مطلب

بیخودی مین رہا نہ یاد القاب
خط مین پہلے ہی لکھدیا مطلب
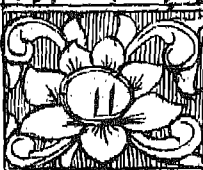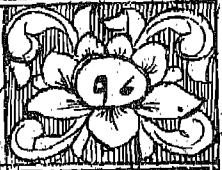
دلمین گھٹ گھٹکے رہگئی حسرت
لب پہ آآکے رہگیا مطلب

۹۶ — ۱۶

حضرت داغ توبہ کرتے ہین
کاش پورا کرے خدا مطلب

ہم مٹگئے تو پرسش نام و نشان ہے اب
اسکی تلاش کر کہ محبت کہان ہے اب

مین کیا کرون بلاسے جو تو مہربان ہے اب
وہ دل کہان ہے اب وہ طبیعت کہان ہے اب

ہرگز نہ تھا زمانۂ سابق مین یہ فلک
جس آسمان کی دھوم تھی وہ آسمان ہے اب

بےمہر و مہر ورز دل آزار و دلستان
جی ڈھونڈھتا ہے جسکو وہ پیدا کہان ہے اب

تم پارسا سہی مگر اتنا تو سوچ لو
کچھ دیکھ ہی لیا ہی جو دل بدگمان ہی اب

وہ ظالمون مین لاگ ہی میرے واسطے
نا مہربان وہ ہی تو فلک مہربان ہی اب

ملتا ہی کب کسی سے یہ شوق جفاکشی
مقتل بھی جسکے واسطے دار الامان ہی اب

ظالم کہین خدا نکرے تو سنے اوسے
جو کچھ شب فراق مین ورد زبان ہی اب

سنلو جو ہم بیان کرین پھر کہان یہ بات
چلتی ہوئی ہمارے دہن مین زبان ہی اب

الحمد وہ زمانہ تہا شکر کیا ہوا
کہنے کے واسطے مرے لب فغان ہی اب

بیٹھے ہین ہم بھی گوش بر آواز کہدو تو
آنا ہو جسکو آئے یہان امتحان ہی اب

قربان جاؤن درد جگر کے وہ رکھکے ہاتھ
یہ پوچھتے ہین مجھسے بتا تو کہان ہی اب

ملنے کے بعد رنج اوٹھائے ہین اسقدر
شکر وصال بھی مرے لب فغان ہی اب

کیا کیا ملائے خاک مین انسان چاند سے
سچ پوچھیے اگر تو زمین آسمان ہی اب

اوسکو بھی میری وجہ سے ہین بدگمانیان
جو ہمنشین مرا ہی ترا پاسبان ہی اب

۹۷ — مدت ہوئی کہ داغ کو سنتے تھے سو دیے
کیا جانیے وہ خدائی کا مارا کہان ہی اب — ۱۱

ردیف بای فارسی

مہربان ہوکے جب ملینگے آپ
جو نہ ملتے تھے سب ملینگے آپ

بنکے تیغ غضب ملینگے آپ
یون گلے مجھسے کب ملینگے آپ

غیر سے ہوگئے پیام و سلام
ہین یہ ملنے کے ڈھب ملینگے آپ

ہجر کا شکوہ حشر مین کرتا
وان تو ہی یہ غضب ملینگے آپ

۹۸

ڈرتے ڈرتے کہونگا راز نہان
خواب مین مجھسے جب ملینگے آپ

دم رخصت یہ چھیڑ تو دیکھو
مجھسے کہتے ہین کب ملینگے آپ

آپ کیون خاک مین ملاتے ہین
ہم سے بے طلب ملینگے آپ

کاروان کی تلاش کیا اے دل
آگے منزل پہ سب ملینگے آپ

ایک تو وعدہ اور اوسپہ قسم
یہ یقین ہی کہ اب ملینگے آپ

تیغ تیری کھنچی رہی قاتل
بسمل جان بلب ملینگے آپ

داغ اک آدمی ہی گرما گرم
خوش بہت ہونگے جب ملینگے آپ

۱۳

کم نہین سامان ہین ہنگامہ محشر سے آپ
دیجیے دلکو دعا مین لینگے اس گھر سے آپ

برسون آنکھون مین رہے آنکھو نسے پھر کر لیئے
راہ سیدھی تھی مگر پہنچے بڑے چکر سے آپ

خوف ہی مجھسے عبث جسنے کیا اپنا وکیل
فیصلہ میرا ابھی کرلین ذرا اور محشر سے آپ

شرم سے گر اب کسی جانب پلک اوٹھتی نہین
چٹکیان لینگے کلیجے مین اسی نشتر سے آپ

لگ گئے لاکھون گلے اس تیز رفتار سے
ابتو چل نکلے زیادہ اپنے بھی خنجر سے آپ

اپنے سینے سے دبا دیجے ذرا سینہ مرا
چور کیجے شیشہ دل کو اسی پتھر سے آپ

وصل مین کیسی حیا مین تو نمانونگا کبھی
سہم کر چپ ہو رہے بیٹھے بٹھائے ڈر سے آپ

حضرت زاہد ہر اک نشہ کو عادت شرط ہی
مر نجائینگے شراب چشمہ کوثر سے آپ

آپ پیکان لیکے چلتا ہی ترا ترکش سے تیر
رزق لاتا ہی مرا مہمان اپنے گھر سے آپ

ابتدا سے انتہا تک عشق مین ہین خود فنا
امتحان غیر سے شام غم ہم محشر سے آپ

حضرت زاہد نکل آیا فلک پر آفتاب
پیر و مرشد ابتو اوٹھیے میکدے کے در سے آپ

جب ہمین مرنا ہی ٹھہرا حاجت قاتل نہین | کاٹ لینگے ہم گلا اپنا کسی خنجر سے آپ

٩٩
کیون جناب داغ یاد اللہ میری یاد ہی
بھیس بدلے رات کو آتے تھے کسکے گھر سے آپ
٩

ردیف تاے فوقانی

کب بات ہو بغیر خوشامد دہان درست | وہ نا درست بھی جو کہین کیجے ہان درست
تھوڑے سے دن بہار کے ہین کس امید پر | کرتے ہین اپنے مرغ چمن آشیان درست
کچھ مین بھی اپنا حال طبیعت بیان کرون | گر ہو مزاج آپکا اے مہربان درست
اک دن نہ آزمائیے اک بوالہوس کی چاہ | ہر روز آپ کیجیے مرا امتحان درست
اوسکو درستی دل عاشق سے کیا غرض | جسکی زبان کی نہین ابتک زبان درست
آتا ہی بہر فاتحہ جب کوئی فتنہ گر | رہتا نہین ہے قبر کا میری نشان درست
آنکھومین رہ کے دلمین ٹھہرتے ترے واسطے | آراستہ ہے ایک مکان ہر مکان درست
ہر روز تازیانۂ زلف دراز سے | تو نے بھی دلکو خوب کیا [illegible] درست

١٠٠
آتا ہی سامنے جو وہ غارتگر شکیب
اوسان داغ رہتے ہین اپنے کہان درست
١٣

ہر طرف تماشا سر بازار محبت | سر بیچتے پھرتے ہین خریدار محبت
اک حشر بپا تھا دم اظہار محبت | رفتار قیامت ہوئی گفتار محبت
اللہ کرے تو بھی ہو بیمار محبت | صدقے مین چھٹین تیرے گرفتار محبت
ابرو سے چلے تیغ تو مژگان سے چلے تیر | تعزیر کے بھوکے ہین خطاوار محبت

اسواسطے دیتے ہین وہ ہر روز نیا داغ
اک درد کے خوگر ہون بیمار محبت

ہی گور الٰہی قفس تنگ سے کیا کم
مرکر بھی تو چھوٹے نہ گرفتار محبت

کچھ تذکرۂ عشق رہے حضرت ناصح
کانون کو مزا دیتی ہی گفتار محبت

دل بھول نجائے کسی مژگان کی کھٹک کو
کچھ چھیڑ رہے ای خلش خار محبت

جو چارہ گر آیا مری بالین پہ یہ بولا
اللہ کو سونپا تجھے بیمار محبت

ثابت قدم ایسے رہ الفت مین ہونگے
تھا ہمکو تہ تیغ بھی اقرار محبت

خسرو سے جو چاکر ہین تو محمود سے بردے
اللہ رے اللہ ری سرکار محبت

واعظ کی زبان پر تو وہ کلمے ہین کہ گویا
بخشے ہی نجائینگے گنہگار محبت

۱۰۱

دیکھا ہی زمانے کو ان آنکھون نے تو ای داغ
اس رنگ پہ اس ڈھنگ پہ انکار محبت

۱۳

کٹی ہی نہ فرقت کی جائیگی رات
سحر کو بھی دھبا لگائیگی رات

قیامت کے دن کیا نہ آئیگی رات
مری تیرہ بختی دکھائیگی رات

نہ مین بات کرتا اگر جانتا
کہ یون بات کرنے مین جائیگی رات

چراغ قمر لیکے ڈھونڈھا کرے
سحر کو نہ فرقت مین پائیگی رات

شب وصل میری شب قدر ہی
ہزار دن مین ایسی نہ آئیگی رات

قیامت کے آثار ہین صبح ہجر
نجانا تھا یہ دن دکھائیگی رات

شب وصل وان شرم سے پنجۂ زلف
یہان یہ یقین اب نجائیگی رات

نہ نکلیگا دل کوچۂ زلف سے
مسافر کو رستہ بھلائیگی رات

شب ہجر چمکائیگی داغ دل
فلک تجکو تارے دکھائیگی رات

گریزان ہے کیون اسقدر روز وصل　　ٹھہر تجکو کچھ کھا نہ جائیگی رات

غنیمت ہے تارے کے شام غم　　نہ دیکھو نگاہین جو دکھائیگی رات

شب ہجر کا ساتھ دینا پڑا　　بہت عمر میری بڑھائیگی رات

۱۰۲　　شب وصل کی داغ یہ آرزو　　۱۱

خدا سے نہ تجکو ملائیگی رات

تو نہ کر نخوت شباب بہت　　ہمنے دیکھے ہین انقلاب بہت

شعلہ رو سیکڑون نظر آئے　　ہین زمین پر بھی آفتاب بہت

آئی کسکی نگاہ مین شوخی　　ہے زمانے کو اضطراب بہت

آئے جنت سے پھر دنیا مین　　بے مزہ ہو گیا ثواب بہت

پیر میخانہ کے دعاگو ہین　　یہ سلامت رہے شراب بہت

ہجر بت اور صحبت زاہد　　خلد مین بھی تو ہین عذاب بہت

شام ہونے تو دو چلے جانا　　ہے ابھی تیز آفتاب بہت

کچھ سمجھکر وہ ہو رہے خاموش　　تھے مری بات کے جواب بہت

بل تری زلف کے بھی دیکھ لیے　　دود دلمین ہین پیچ و تاب بہت

دل بیتاب خط مین رکھدون ہین　　کر چلے نامہ بر شتاب بہت

۱۰۳　　دیکھیے کب عدم کو جانا ہو　　۱۷

کر چکے داغ یا تراب بہت
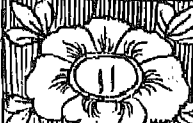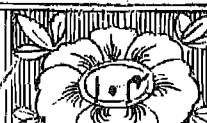
ردیف تاے ہندی

نگاہ یار نے اس شوق سے لگائی چوٹ　　کہ جسطرحسے دل آتا ہے دلپر آئی چوٹ

قدم قدم رہ الفت مین مینے کھائی چوٹ
کہ راہبر کی بھی ٹھوکر سے مجہ پر آئی چوٹ

کہان بتون نے یہ سینون پہ اپنے کھائی چوٹ
ادہر ادہر کے جو گرتی ہی خود لگائی چوٹ

گرا جو مین در دلدار پر تو اوٹھ نہ سکا
بڑا ہی کام کیا ہے کام آئی چوٹ

بتون کے دلمین نہ کی میری آہ نے تاثیر
اوچٹ کے مجہ پہ لگی مینے جب لگائی چوٹ

شراب ناب سے تر تھی زمین میخانہ
پھسل کے محتسب سنگدل نے کھائی چوٹ

کیون ہو چوٹ مرے دلکی چوٹ پر قاتل
لگائے جبکہ ترا پنجۂ حنائی چوٹ

لگائی آپنے کیون میری قبر پر ٹھوکر
غضب کیا کہ عبث خاک مین ملائی چوٹ

وبال دوش ہوئی بار غم سے لاش مری
اوٹھانیوالون نے گر کر بہت اوٹھائی چوٹ

ادب سے جھک کے چلا راہ عشق مین ایسا
کہ میرے سر نے مری ٹھوکرون سے کھائی چوٹ

سلام مینے کیا رکھکے ہاتھ سینے پر
وہ جانتے ہین مجھے دیکھکر چھپائی چوٹ

نشان پائے صنم سنگ راہ ہوتے ہین
وہ ناتوان ہون کہ نقش قدم سے کھائی چوٹ

جب اپنے ہاتھ کی بجتے نہ اوٹھ سکی فرہاد
حریف ہوکے اوٹھائیگا کیا پرائی چوٹ

نگاہ آہ مین کس کس طرح چلین چوٹین
یہ حال تھا ادھر آئی ادھر لگائی چوٹ

علاج درد جگر کیا کرون مین ای ناصح
بری ہی کیا بھلی چنگی لگی لگائی چوٹ

فراق درد محبت فراق یار رہنہین
کریگی دل سے نہ ای چارہ گر جدائی چوٹ

۱۰۲

یہ بعد مرگ رہا درد کا اثر ای داغ
کہ استخوان مرے کھا کر ہما نے کھائی چوٹ

۱۱

ردیف ثاے مثلثہ

اب سے ہماری توبہ ہی کی جو وفا تو کیا عبث
عجز و نیاز عشق ہیچ خواہش و التجا عبث

میرا ہی صدا سے پیشتر آتی ہے یہ ندا کہ بس
باب قبول بند ہے مانگتے ہو دعا عبث

سنتے ہی میرا حال دل بول اوٹھے چارہ گر
موت کی کیا دوا کرین صحت کی ہے دوا عبث

آپکا رازدان ہون مین بلکہ مزاجدان ہون
غیر پہ میرے سامنے لطف ستم نما عبث

وان خط شوق بھی مرا کاغذ مشق بنگیا
کاٹ کے حرف مدعا اونسنے بنا دیا عبث

لطف قبول تو یہ ہے لطف اثر حصول ہو
لوگ اخیر وقت مین مانگتے ہین دعا عبث

گریہ سے ہی ہنسی مری داغ سے دلگی مری
کوئی نکوئی شغل ہو یا ہو بکار یا عبث

مجکو سنا کے جب کہا مجسے کوئی وفا کرے
کہنے کو تھا بجا درست منہ سے نکل گیا عبث

عشق مین تیرے فتنہ گر رنج اوٹھائے اسقدر
کہیہ کلام ہے مرا کوئی کرے وفا عبث

صدمۂ انتظار کو کچھ تو قیام چاہیے
روز جزا سے پیشتر آئی مری قضا عبث

(۱۰۵) عشق کیا ہی کرتے ہین تو نہین اور کچھ ہنر
داغ کی جان زار کو روتے ہین آشنا عبث (۳۰)

ردیف جیم تازی

شوخی سے ٹھہرتی نہین قاتل کی نظر آج
یہ برق بلا دیکھیے گرتی ہے کدھر آج

انجام محبت پہ کرین خاک نظر آج
انسان ہے مجبور نہین کل کی خبر آج

وہ جاتے ہین آتی ہے قیامت کی سحر آج
روتا ہے گلے ملکے دعاؤن سے اثر آج

مہمان ہے وہ غیرت خورشید و قمر آج
دن آج ہے رات آج ہے شام آج سحر آج

موسی نے نہ دیکھا تھا سر طور وہ جلوہ
دیکھا ہے جو کچھ ہمنے پس روزن در آج

زاہد کا عمامہ ہو کہ ہو شیخ کی دستار
ان دونون پہ طرہ ہے مرا دامن تر آج

امید یہ کہتی ہی وہ آتے ہین ٹھہر جا
ہی یاس کی تاکید کہ دنیا سے گذر آج

وعدے سے پلٹ جائین نہ وہ داور محشر
انصاف کر انصاف مین تو ویزگر آج

کل تاب فغان تھی تو یہ تاثیر کہان تھی
کیا کیا لب خاموش پہ قربان ہی اثر آج

دھبا شب فرقت کی سیاہی کا چھوٹے
گر چشمۂ خورشید مین منہ دھوئے سحر آج

رو کا ہی کیا رشک بٹھا آہی رہا ضعف
بیتابی دل لے ہی گئی غیر کے گھر آج

جس دوست کو دیکھا مجھے دشمن نظر آیا
جبتک مری نظرون مین رہی تیری نظر آج

اندیشۂ فردا نہ سہے حضرت زاہد
مئخانے مین پی لیجیے تھوڑی سی اگر آج

ہر نقش قدم مین ہی اثر خون جگر کا
تلوونسے ترے کسنے ملے دیدۂ تر آج

لالچ بھی ہی قاصد کو مرے خوف و خطر بھی
سو مرتبہ خط باندھکے کھولی ہی کمر آج

ہم ہجر کی دن جا نہ سکے سوی عدم بھی
سب کہتے ہین اچھا نہین اس سمت سفر آج

بسمل ہی کیا اوسکو جسے خواب مین دیکھا
سوتے مین بھی لڑتی رہی قاتل کی نظر آج

داغ دل سوزان پہ رکھا مرہم کافور
کس شمع کو افسوس بجھاتی ہی سحر آج

وعدے پہ مرے انکے قیامت کی ہی تکرار
ادر بات ہی اتنی کہ ادھر کل ہی ادھر آج

یان قصد عدم کا ہی وہان قتل کا سامان
دیکھین تو سہی پہلے نبٹتے ہے کسکی کمر آج

یہ شوق یہ ارمان یہ حسرت یہ تمنا
کیا ہو مرے قابو مین تم آجاؤ اگر آج

معلوم نہین کل مری تقدیر مین کیا ہی
لے نالۂ دل عالم بالا کی خبر آج

قطعہ

وہ مین کہ میسر تھا مجھے ساغر جمشید
پیتا ہون تو کرتا ہی کمی خون جگر آج

وہ مین کہ مرا قصر تھا اک رشک ارم تھا
بستر ہی گدایانہ سر راہگذر آج

وہ مین کہ مری عرش پہ تھی منزل اعلی
کرتی ہی زمین بھی مرے قدمونسے حذر آج

وہ مین کہ مجھے عالم بالا کی خبر تھی — ای بیخبری خاک نہین اپنی خبر آج

وہ مین کہ مجھے سیر گلستان سے غرض تھی — ہی خون جگر اور مرا دیدۂ تر آج

سامان تھا دنیا کا مرے واسطے موجود — دنیا سے گذرنے کو نہین زاد سفر آج

بازار محبت مین لیا غیر نے کیا کیا — ہمکو نہ ملا ایک بھی پتھر کا جگر آج

۱۰۶

تھی کل سے تلاش اونکی مرے قتل پہ ای داغ
نکلے وہ عزادار بنے غیر کے گھر آج

۱۵

آیا ہی جھوم جھوم کے ابر بہار آج — توبہ کو خشت خم سے کرون سنگسار آج

بیوقت کی چڑھی ہی نہ ہوگا اوتار آج — ہوتے ہین تیرے مست کوئی ہوشیار آج
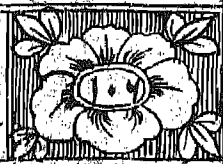
ای بیخودی وہ آئین تو مین آپ مین آؤن — وہ بھی تو میری طرح کرین انتظار آج

خالی نہ تھی خراش دل و کاوش جگر — لایا ہی رنگ دیدۂ خوننابہ بار آج

شاید لگی ہی اونکو مری نزع کی خبر — وہ پوچھتے ہین حال مرا بار بار آج

کسطرح ہی نگاہ سے دل کی لگی چھپی — بیڈھب ہی گرم معرکۂ کارزار آج

آئینہ ہو گیا ترے دل مین ستم شعار — کتنا ہوا ہی صاف ہمارا غبار آج

ناصح نے میرا حال جو مجھسے بیان کیا — آنسو نکل پڑے مرے بے اختیار آج

سچ ہی کھٹک ہی جاتی ہی صورت حریف کی — بلبل نے مجھکو دیکھکے کھایا ہی خار آج

فریاد و درد عشق مین کچھ آگیا اثر — ہوتی ہی اپنی آپ صدا دلکے پار آج

ہم خاک ہو کے اتنے گرانبار غم رہے — آندھی دبا رہا ہی ہمارا غبار آج

برسون سے لگ رہی تھی لب بام ٹکٹکی — تھک تھک کے گر پڑی ہی نگہ انتظار آج

اب تیرے دردمند کا بس ہو چکا علاج — کل سے زیادہ اور ہی وہ بیقرار آج

کل جائیگا پیامبر اپنا یہان یہ شوق
خط کے جواب کا ہی ہمین انتظار آج

(١٠٧)
ای داغ دھن بندھی ہی تجھے کوی یار کی
کمبخت موت ہی ترے سر پر سوار آج
(٩)

ردیف جیم فارسی

غربت سے رنج فاقہ کشی کے ملال کھینچ
ای داغ پر زمانے سے دست سوال کھینچ

نازک بہت ہی رشتۂ الفت نہ ٹوٹ جائے
اتنا نہ اپنے آپ کو ای مہ جمال کھینچ

ہو جائے تو نہ طائر دل کی طرح اسیر
صیاد اپنی سمت کو آہستہ جال کھینچ

ظالم کھینچ آئیگا مرا دل بھی سنان کے ساتھ
سینے سے دیکھ بھال کے برچھی کی بھال کھینچ

قامت دکھا کے آج صنوبر کو کر قلم
سولی پہ سرو باغ کو ای نونہال کھینچ

کھینچی تھی جب مصور قدرت نے دل کی شکل
کہتا یہ کون تو نہ اسے بے خیال کھینچ

وہ ٹھنڈے ٹھنڈے چین سے گھر کو چلے گئے
لے اور آہ سرد دل پر ملال کھینچ

ناصح قمار گاہ محبت مین جی نہ ہار
دلکو لگا کے نفع اوٹھا خوب مال کھینچ

(١٠٨)
ای داغ جذب عشق کی دیکھینگے اب کشش
کی اوس کشیدہ رو نے تو ہمسے کمال کھینچ
(١٥)

یون مصور یار کی تصویر کھینچ
کچھ ادا کچھ ناز کچھ تقریر کھینچ

لیکے دشمن سے خط تقدیر کھینچ
یہ حصار ای دل پہ تسخیر کھینچ

ہی گداز دل سے نالہ خدنگ
مین ہی کھینچون تو نہ قاتل تیر کھینچ

کیون کھٹکتا ہی عبث ای خار عشق
پاالکل یا دامن تاثیر کھینچ

کھینچ یون رمال میرا زائچہ
شکل کی جا یار کی تصویر کھینچ

اے مصور کاش اڑ جائے نصیب
اوس جبین پر یہ خط تقدیر کھینچ

لے اوڑی ہو جسکی اے پیر مغان
ایکی ایسی تند و پر تاثیر کھینچ

ہو چکا سفاک عذر ناز کی
تو کمان کی طرح دل سے تیر کھینچ

تیرہ بختون کا خط تقدیر دیکھ
آنکھ مین اوس سرمے کی تحریر کھینچ

دامن یوسف اگر کھینچا تو کیا
اے زلیخا دامن تاثیر کھینچ

ہو چکا تقدیر کے لکھنے کو جو ہو
اب تو ہاتھ اے کاتب تقدیر کھینچ

سنگ مقناطیس ہین ہم سخت جان
کھینچ لے اے قاتل ذرا شمشیر کھینچ

اے فغان گردون دلکو بھی شریک
یون اثر کو باندھ کر زنجیر کھینچ

خواب میرا سنکے ہمدم منہ سے بول
یون نہ تو آہین دم تعبیر کھینچ

۱۰۹ داغ گر تو نیم بسمل چھوڑ دے
دل سے اے سفاک آدھا تیر کھینچ ۲۶

ردیف حاے حطی

پکارتی ہے خموشی مری فغان کی طرح
نگاہین کہتی ہین سب راز دل زبان کیطرح

بگڑ گئی ہے یہان بیطرح جہان کی طرح
کہان کی وضع کہان کی ادا کہان کیطرح

چھڑاوے قید سے اے قید ہم اسیرونکو
لگا دے آگ قفس کو بھی آشیان کیطرح

کبھی تو صلح بھی ہو جائے زہد و مستی مین
الٰہی شیخ بھی میخوار ہو مغان کیطرح

جلا کے داغ محبت نے دلکو خاک کیا
بہار آئی مرے باغ مین خزان کیطرح

حیا نے روک لیا جذب دل نے کھینچ لیا
چلے وہ تیر کی صورت کھنچے کمان کیطرح

جواب خضر ہین وہ مردہ دل کہ جنکو یہان — ملی ہی مرگ ابد عمر جاودان کی طرح

تلاش یار مین چھوڑی نہ سرزمین کوئی — ہمارے پاؤن مین چکر ہی آسمان کی طرح

جو سمجھے خضر تو قول شہید الفت کو — گرہ مین باندھ رکھے عمر جاودان کی طرح

سنے جو حضرت زاہد سے صف جنت کے — تو صاف پھر گئی آنکھون مین اوس مکان کی طرح

جھکی ہی جاتی ہی کچھ خود بخود حیا سے وہ آنکھ — گری ہی پڑتی ہی بیمار ناتوان کی طرح

یہ سارا راہ ہوا اسکا پاس رسوائی — رکے ہوئے ہین مرے اشک کاروان کی طرح

ادا سے مطلب دل ہمسے سیکھ جائے کوئی — اونھین سنا ہی دیا حال داستان کی طرح

مزے ہین اوس دہن تنگ کے لیے کیا کیا — جو چوسے تیر کے پیکان کو زبان کی طرح

سمجھکے کیجیے برباد میرا مشت غبار — یہ لے نہ آئے کوئی چکر آسمان کی طرح

یہ دل ہی آپکا گھر رہیے شوق سے لیکن — شکیب و راحت و صبر و قرار و جان کی طرح

قیامت آئی شب وصل میرے گھر کے پاس — رقیب نے اوسے آواز دی اذان کی طرح

شب اوسکی بزم مین تھا شمع پر بھی رشک ہمین — کہ منہ مین شعلے کو گلگیر نے زبان کی طرح

مجھے یہ حکم ہی زنہار تم نکرنا عشق — نصیحتین بھی وہ کرتے ہین امتحان کی طرح

ہم اپنے ضعف کے صدقے بٹھا دیا ایسا — ہلے نہ در سے ترے سنگ آستان کی طرح

کچھ اوسنے کہنے کو بیٹھے تھے ہم کہ خلوت مین — رقیب آہی گیا مرگ ناگہان کی طرح

شکستہ بال ہون وہ مرغ ناتوان و ضعیف — کہ مین تو مین نہ اڑے میرے آشیان کی طرح

ہونگے سوز محبت کے دل جلے ٹھنڈے — بھری ہی آتش غم مغز استخوان کی طرح

نچھوڑ صید محبت کو خاک پر صیاد — اسے بھی ڈال لے تو دوش پر کمان کی طرح

زبان خار ہوئی تر ہماری وحشت سے — کہ چھالے پھوٹ بہے چشم خونفشان کی طرح

خدا قبول کرے داغ تم جو سوئے عدم
چلے ہو عشق بتان لیکے ارمغان کیطرح

دل نہ رہا سینے مین دم کیطرح
ٹوٹ گیا تیری قسم کی طرح

تم مرے دل مین رہو دم کیطرح
دم نہین حسرت و غم کی طرح

خامہ گرا ضعف سے پر انگلیان
چلتی ہین کاغذ پہ قلم کی طرح

کوچۂ دشمن کو وہ جنت کہین
مٹ گیا باغ ارم کی طرح

عہد کسی طرح گوارا نہ تھا
اونسنے قسم کھائی ہے سم کی طرح

اختر داغ دل و بخت سیہ
عمر کٹی ہے شب غم کی طرح

میری وفا بھی عجب استاد ہے
تمکو سکھاتی ہے ستم کی طرح

جب کہا مرتے ہین کہتے ہین وہ
مر نہ گئے اہل عدم کی طرح

غیر کے آگے وہ مرے حال پر
لطف بھی کرتے ہین ستم کی طرح

داغ در یار ہی کعبہ اگر
بچ نہ گئے صید حرم کی طرح

ردیف خاے معجمہ

ہوئی جبسے زبان یار گستاخ
خوشامد گو ہوئے ناچار گستاخ

وہ بدخو بدزبان اغیار گستاخ
ہوا دربار کا دربار گستاخ

نگاہ مست کچھ یون کہہ رہی ہے
کہ جیسے ہو کوئی میخوار گستاخ

الٰہی حضرت ناصح کی ہو خیر
وہ بت ہے بے ادب اغیار گستاخ

رہون چپ تو کہین چپ لگ گئی ہی
اگر بولون تو بامین بار گستاخ

کیا کیا دم عرض تمنا
ہوا سو بار چپ سو بار گستاخ

مجھے پاس ادب نے روک رکھا
کیا تھا شوق نے ہر بار گستاخ

خبر اچھی سنائی نامہ بر نے
کہ بیٹھے تھے ہان و چار گستاخ

رکھا دل نے لب جان بخش پر حرف
مسیحا سے ہوا بیمار گستاخ

تری رحمت اگر حامی نہوتی
نہوتے کافر و دیندار گستاخ

تہ خنجر رہے پاس ادب داغ
نہونا مرتے دم زنہار گستاخ

ردیف دال مہملہ

اوسنے اگر کرم بھی کیا تو جفا کے بعد
آیا مری خبر کو ستمگر قضا کے بعد

ہمدرد کونسا ہی پھر اس آشنا کے بعد
ہم جی کے کیا کرینگے دل مبتلا کے بعد

آخر بشر کے واسطے کچھ شغل چاہیے
کیجے گا آپ کیا ستم ناروا کے بعد

حسرت سے تک رہا ہون جو تجکو سبب یہ ہی
خاک اوڑتے دیکھتا ہون مین اپنی وفا کے بعد

یہ چاہتا ہی شوق کہے جائین حال دل
جبتک ہماری زیست ہو روز جزا کے بعد

بھاگون علاج درد محبت سے کیون نہ مین
دینگے طبیب زہر یقین ہی دوا کے بعد

دیتے ہین داغ لطف و عنایت سے پیشتر
دل مانگتے ہین کینہ و جور و جفا کے بعد

بھولے ہم اونکو پہلے ہی ناراض کردیا
چوکے ہم اونسے کرنے تھے شکوے دعا کے بعد

خاموش مین جو ہون تو جہان کامیاب ہی
تاثیر پھر ملیگی نہ میری دعا کے بعد

کہتے ہیں وہ شکایت بیداد و ظلم پر | عاشق وہ ہے جو چاہے کسی کو جفا کے بعد

۱۱۲
آرام کے لیے ہے تمہیں آرزوئے مرگ
اے داغ اور جو چین نہ آیا فنا کے بعد
۹

ہے پھر اگر اب بھی نہ ہو راز نہاں بند | لب بند نفس بند دہن بند زباں بند

جس دل کو لگی ہو وہ کرے خاک فغاں بند | کیجے تری فریاد پہ کس کس کی زباں بند

موت آئی ہمیں ہائے دم عرض تمنا | دل کھلنے نہ پایا کہ ہوئی اپنی زباں بند

اس عشق نے کیا قفل لگایا ہے دلوں پر | کینہ ہے وہاں بند تو حسرت ہے یہاں بند

ہر دلبرِ یارا خریدار ہے تیرا | اکبار ہوئی حسن فروشوں کی دکاں بند

اوس زلف کا یہ طرح جما دلمیں تصور | اندھیر ہے اس گھر میں ہوا گھٹ کے دھواں بند

مقبول نہ ہونگے کسی میکش کی دعائیں | میخانے کا دروازہ نہ کر پیر مغاں بند

کیا جانے گئے چھپکے شب وصل کدھر سے | تا صبح جو دیکھا تو رہا قفل مکاں بند

۱۱۳
وہ زیست نہیں موت ہے اے داغ پھر اوسکو
زندان علائق میں جو ہو کوئی جواں بند
۱۱

دلمیں ہے غم و رنج و الم حرص و ہوا بند | دنیا میں مخمس کا ہمارے نہ کھلا بند

موقوف نہیں دام و قفس پر ہی اسیری | ہر غم میں گرفتار ہوں ہر فکر میں پابند

ہم دام میں پھنستے ہی ہوئے عاشق صیاد | پیدا ہوا اور بھی اک بند پہ مضبوط لگا بند

اے حضرت دل جائیے میرا بھی خدا ہے | بے آپکے رہنے کا نہیں کام مرا بند

اک حرف محبت پہ بگڑتے ہیں وہ سو بار | اب وہ نہ ذرا افسانۂ الفت ہی ہوا بند

اوس کوچے میں جاتے ہی اجل آئی ہماری | جنت میں بھی یا رب نہ ہوئی راہ قضا بند

ای محتسب اکرم سے کر کتنے خفا ہین
شیشے کا ہی دم بند صراحی کا گلا بند

دم رکتے ہی سینے سے نکل پڑتے ہین آنسو
بارش کی علامت ہی جو ہوتی ہی ہوا بند

تقریر سے ناصح کے ہو دل خاک شگفتہ
کرتا نہین کمبخت لب ہرزہ سرا بند

رک جائے جو روکے سے وہ نالہ نہین اپنا
محشر مین بھی ہوگا نہ یہ آوازہ ذرا بند

۱۱۵ — ۹
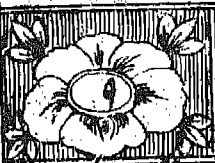
کہتے تھے ہم ای داغ وہ کوچہ ہی خطرناک
چھپ چھپ کے مگر آپکا جانا نہوا بند

آنکھ سے گرتی ہی خون دل افگار کی بوند
اسکی ہمسر ہو کہان ابر گہربار کی بوند

صحن گلشن مین ہی مینے کا ساقی جب لطف
پڑتی ہو کوئی ابر گہربار کی بوند

زاہدا چشمۂ کوثر ہو مبارک تجھکو
ہمکو کافی ہی مے خانہ خمار کی بوند

شربت خضر کو منہ بھی نہ لگاؤن ہرگز
ہو میسر جو لعاب دہن یار کی بوند

ناصحا جانتے ہین اہل نظر ہی اسکو
لعل ہی اصل مین اُس دیدۂ خونبار کی بوند

ہی مشابہ دل ویران ہمارے کیا کیا
جس زمین پر نہ پڑی ابر گہربار کی بوند

تاب انجم کی دکھاتی ہی فلک بنکے زمین
خشک ہوتی نہین گر گر عرق یار کی بوند

صبح گلشن مین جو وہ مہر لقا آتا ہی
خشک ہوتی ہی ہر اک شبنم گلزار کی بوند

۱۱۶ — ۱۵

ہو گیا خشک لہو دیکھتے ہی قاتل کو
داغ ٹپکی نہ مرے خون تن زار کی بوند

چھپتی ہی کب چھپانے سے ای خوبرو پسند
آنکھین یہ کہ رہی ہین کہ آیا ہی تو پسند
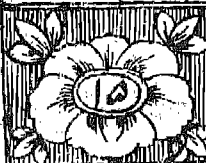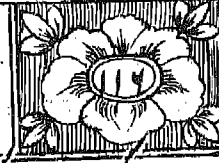
ناکام جاودان کی مجھے آرزو پسند
گم کردہ کاروان کی مجھے جستجو پسند

ای غم معاف کر کہ یہ حصہ ہی عشق کا
مہمان کو نہ آئے گا جھوٹا لہو پسند

خاموش سنتی رہتی ہی پہرون شب فراق
تصویر یار کو ہی مری گفتگو پسند

زاہد بڑی کریم ہی پیر مغان کی ذات
وان سب عباد تین ہین بے ضو وضو پسند

آفت ہی محتسب کی نظر سے خدا بچائے
ٹوٹا تڑاق سے اگر آیا سبو پسند

جی چاہتا ہی روز بدل جائے روزگار
مٹ جائے وہ زمانہ جسے آئے تو پسند

کہتے ہین ہمنشین کو مرے غیر کے عوض
ایسو نسے تمکو ربط ہی ایسونکی خو پسند

پہلے اسپکو چشم خریدار مول لے
یارب دلونکے ساتھ بکے چار سو پسند

یان درد وان ہی نالۂ دلدوز اگیا وہ تیر
زخم جگر پسند نہ زخم گلو پسند

آنسو گرا جو آنکھ سے تقدیر نے کہا
ملتے ہین دیکھ خاک مین یون آبرو پسند

بدنام کر دیا ہی تمھین عشق غیر نے
اب ہو گیا خطاب تمھارا عدو پسند

حسرت کا یہ مزہ ہی کہ دلمین خلش رہے
نکلی ہوئی ہمین تو نہین آرزو پسند

گل شمع کا بنے تری محفل مین سب حسین
آیا نہ ایک کا بھی ہمین رنگ و بو پسند

١٦
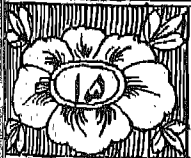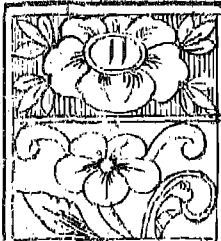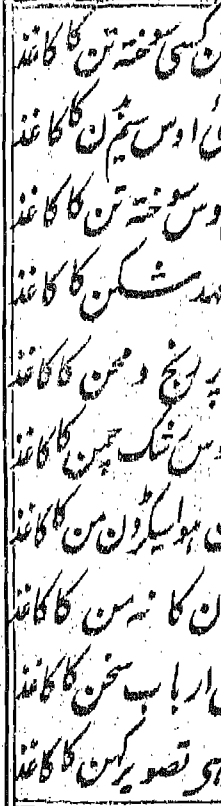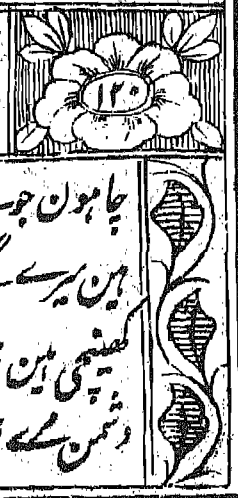
پہرون پڑھی ہی حضرت داؤد پر درود
جب آگیا ہی داغ کوئی خوش گلو پسند

١٥
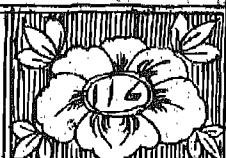
ہوتی ہی جنس مہر و وفا چار سو پسند
آگے تری پسند کرے جسکو تو پسند

ظاہر بگاڑ دلسے تجھے ہی عدو پسند
یہ جنگ زرگری تو نہین جنگجو پسند

پھر کہ تجھا دیکھ لے چشم غلط نگر
اوسکا کہان جواب جسے آئے تو پسند

میری طرح سے جائیگی تجھپر کسیکی جان
میری طرح سے آئیگا عالم کو تو پسند

جنت مین پھول پھول کو مین سونگھتا پھرا
دنیا مین تھی کسی گل عارض کی بو پسند

افسانۂ کلیم و تجلی بہت سنا
وہ آنکھ آنکھ ہی جسے آجائے تو پسند

ای عرض مدعا تری تاثیر دیکھ لی
قاصد کو بھی نہ آئی مری گفتگو پسند

ای شیخ جسکو حور نہ ملیگا بڑھیگا شوق
جنت کو مین پسند جہنم کو تو پسند

کیا کیا بری طرح سے ملایا ہی خاک مین
آنکھون کو بھی نہین مرے دل کا لہو پسند

دینے لگے اخیر وہ باتون مین گالیان
جانا کہ اسکو آئی مری گفتگو پسند

رگ رگ سے دم نکال لیا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر
درد فراق کی ہی مجھے جستجو پسند

سو حسرتون مین ایک تو معلوم ہو مجھے
یہ شوق ناپسند ہی یہ آرزو پسند

محشر مین خلق اپنی مصیبت مین مبتلا
یان یہ تلاش آئے کوئی خوبرو پسند

رغبت اہی ہجر مین اسے آب و طعام سے
آنسو عزیز زہر گوارا لہو پسند

۱۱۸ — ۹

ای داغ ہچکچاتے ہو ذلت سے عشق کی
دنیا مین ہو تمھین تو بڑے آبرو پسند

سنو کیونکر افضل ہمارا محمد
کہ ہی اپنے پیار یکا پیارا محمد

الٰہی یہ محشر مین ہم کہتے جائین
کہان ہی کہان ہی ہمارا محمد

وہین کشتی نوح بھی ڈوب جاتی
نہ دیتے جو اوسکو سہارا محمد

ابھی فرش سے عرش ملجائے جھککر
کرین گر طلب کا اشارا محمد

یہی بات عاشق نے معشوق سے کی
نہین تیری فرقت گوارا محمد

کہینگے یہی اوس شہ انبیا سے
وہان ہونگے جب آشکارا محمد

شفیع امم روز محشر تمھین ہو
ہمین ہی تمھارا سہارا محمد

صدا خیر مقدم کی کعبے سی آئی
حرم سے جب آئے دوبارا محمد

بلا لو مدینے مین پھر داغ کو تم

١١٩ نہیں ہند مین اب گذرا محمد ١١

ردیف ذال معجمہ

لاکھ لکھیے او نہیں اذ دہ دمحن کا کاغذ
کب وہ پڑھتے ہین کسی سوختہ تن کا کاغذ

قاصد آآکے بنا جاتے ہین جھوٹی باتین
لائین مہری کوئی اوس سیم تن کا کاغذ

آتش رنگ حنا سے ترے ہاتھون نہین نگار
جل نہ جائے کہین اوس سوختہ تن کا کاغذ

کوئی مضمون نہین دل شکنی سے خالی
کسنے لکھا تھا خط عہد شکن کا کاغذ

اشک خونی سے ہین لکھ لکھ کے مٹا دیتا ہون
اپنے حال دل پر رنج و محن کا کاغذ

خط گلزار سے وہ حرف جو کاغذ پہ لکھے
رشک گلزار ہوا اوس رشک چمن کا کاغذ

ہمنے مضمون گرانباری غم لکھا تھا
دست قاصد مین ہوا سیکڑون من کا کاغذ

ناتوان ہون نہ گلے مین مرے باندھو تعویذ
توڑ ڈالے مری گردن کا رسن کا کاغذ

غور سے ہمنے جو دیکھا تو صفت سے تیری
کوئی خالی نہین ارباب سخن کا کاغذ

آئی پیری تو کہان رنگ جوانی کی بہار
کہ بگڑ جاتا ہی تصویر کہن کا کاغذ

١٢٠ ورق دل پہ کھنچی داغ صنم کی تصویر
تھا اسی کام کا یہ اور اسی فن کا کاغذ ١٧

چاہون جو پیے مزار تعویذ
ہون سنگ ستم ہزار تعویذ

ہین میرے گلے کے ہار تعویذ
اک درد جگر ہزار تعویذ

کھینچی ہین زمین پر لکیرین
یون لکھتے ہین خاکسار تعویذ

دشمن مرے زہر گھولتے ہین
اور سونس و سنگسار تعویذ

ہین بجز جمال و دونون بازو — کھلتا ہین نہ اے نگار تعویذ
قرطاس فلک جو مجکو ملتا — لکھتا پے حب یار تعویذ
لائے گا اوسے یہ گرد نامہ — ہی دیدۂ انتظار تعویذ
ان بازوؤن پر فدا ہین جوشن — صدقے قربان نثار تعویذ
جوڑا جو کھلا تو کھل پڑا دل — ہم سمجھے تھے ای نگار تعویذ
پر دیمین رقیب کی ہی تصویر — سینے پہ ہی آشکار تعویذ
آیا دم نزع بھی جو قاصد — بنجائے گا خط یار تعویذ
دیکھا نہین نقش دل سا کوئی — چلتا ہوا سحر کار تعویذ

١٢ تسخیر پری کے واسطے داغ
لکھتا ہون مین بار بار تعویذ ١٥

ردیف رای مہملہ

تمام عالم مین خاک چھانی یہ عشق آخر کو تنگ ہوکر
جب آدمی کو بنایا تو وہ تو دل پہ بیٹھا خدنگ ہوکر
رہی تو ہی شعلۂ تجلی کہ دشت ایمن سے تنگ ہوکر
جب اسنے اپنی نمود چاہی کھلا حسینون کے رنگ ہوکر
نہ دیکھو دیکھو تم آئنے کو کہ مجکو رہتا ہی ہول ہر دم
کہین نہ چھجائے عکس اسکا رخ صفا پہ زنگ ہوکر
نگاہ دزدیدہ کسنے دیکھی دکھاؤ آنکھین کرو نظارے

لڑیگی میدان مین نگہ کیا لڑی اگر حنا نہ جنگ ہوکر

وہ ہم ہین مجنون دشت پیما جنون کو ہوتا ہی ہمسے سودا
کہ چشم آہو مین بیٹھی وحشت ہماری وحشت سے تنگ ہوکر

بہار گل کیا ہی اوسکو پھونکو چمن مین چلکر یہ سیر دیکھو
کہ شمع رخسار پر تمھارے جلیگی بلبل پتنگ ہوکر

برنگ حسرت مثال ارمان جو آگیا یاس سے پھر نہ نکلا
رہیگا سینے مین تیر تیرا اسیر قید فرنگ ہوکر

کچھ ایسے فتنون پہ سے فتنے اوٹھے کہ شور محشر بھی چیخ اوٹھا
اوٹھی قیامت بھی ساتھ میرے بتونکے کوچے سے تنگ ہوکر

دم قلق وقت بیقراری جو دل پہ رکھا بھی ہاتھ ہمنے
تو ناتوانی سے رہ گیا ہی ہمارے سینے پہ سنگ ہوکر

نہ وہ نظارے نہ وہ اشارے نہ ویسے غمزے نہ ویسی چشمک
غضب ہی پابند شرم ٹھہری نگہ تری شوخ و شنگ ہوکر

وہ قتل کرتے ہوئے جو جھجکے تو یاد آغاز عشق آیا
کہ بارہا یونہی رہگئی تھی ہمارے دلمین امنگ ہوکر

کھلے الٰہی نہ عقدہ دل کہ اس سے امید بندھ رہی ہی
عجب نہین آرزو مین نکلین جو دلکی تنگی سے تنگ ہوکر

بھرے ہوئے ہین ہزار ارمان پھر اوسپہ ہی حسرتونکی حسرت
کہان نکلجاؤن یا الٰہی مین دلکی وسعت سے تنگ ہوکر

جھکی ذرا چشم جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزہ اوس ملاپ کا ہی جو صلح ہوجائے جنگ ہوکر

(۱۲۲) رہیگا خنجر پہ تیرے دھبا کہ تونے بیجرم اسکو مارا
یہ داغ کا خون ہی ستمگر چھٹے گا ہرگز نہ رنگ ہوکر (۱۹)

مرے ہی واسطے بیٹھا ہی پاسبان در پر
ملے جو راہ مین کہتے ہین آئیے گھر پر

گمان بگولے پہ تھا کچھ یقین صرصر پر
کسی نے خاک نہ ڈالی مرے مقدر پر

سنا ہی ہمنے یہ آنا ہی موت کا آنا
الٰہی آئے نہ وہ وعدۂ مقرر پر

رکا جو ہاتھ دم ذبح اوس ستمگر کا
نگاہ تیز سے چھریان لگا ہین خنجر پر

نہ رکھو حشر پہ موقوف داستان میری
کرو خدا کے لیے رحم اہل محشر پر

اوڑی ہی خاک زمانے مین جسقدر اتبک
جمی ہی آکے ہمارے دل مکدر پر

وہ چشم مست پھر اوس پر وہ پنجۂ مژگان
کہ جیسے ہاتھ کسی نازنین کا ساغر پر

نیاز و ناز دکھاتا ہی یہ نشیب و فراز
زمین ہی زیر قدم آسمان ہی سر پر

عجب نہین تپش داغ معصیت سے مرے
حباب آبلے بنجائین آب کوثر پر

کرینگے خوب ہم آزردہ خاطر احباب
پڑیگا صبر کسیکا تو جان مضطر پر

شب فراق مین کانٹون مین لٹاؤن اوسے
سلاؤن طالع خفتہ کو اپنے بستر پر

نگاہ ملتے ہی تلوار کا اوٹھایا ہاتھ
رکھین نہ تمنے کبھی چار اونگلیان سر پر

ہمارے نالونسے ڈھڑادھڑکے حشر چیخ اوٹھا
اخیر بیٹھ رہا تھک کے یار کے در پر

امید وصل ہو کیا ایک وعدۂ دیدار
اوسے بھی تونے تو رکھا ہی روز محشر پر

کہان کرشمۂ برق جمال طور کہان
پڑی تھی آہ کسی دلجلے کی پتھر پر

نہین ہی ہوش سے خالی ہماری بیہوشی　　کہ بیخودی مین گرے بھی جو ہم تو سا
نفس نفس ہی غبار سیاہ کی صورت　　پڑی ہی خاک کہان کی دل مکد
فلک گرے بھی جو سامان عیش کہ برباد　　تو جام جم پہ گرے آئنہ سکند

۱۲۳　　۱۹

ادھر رہا ہی وہ دیوانہ داغ در پا سے
سنا ہی حشر کا ہنگامہ آسکے در پہ
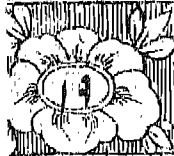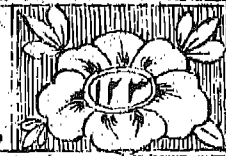
کوئی آئے اوس بزم سے کیا نکلکر　　کہ رہ رہ گیا ہی مرا ذکر چلکر
کیا دل کا چورنگ غم نے مسلکر　　کسی پھول کو دیکھ چٹکی مین ملکر
وہ نازک کہ جاتے ہی باہر نکلکر　　تھکے اسطرح جسطرح کوئی چلکر
رکھون کاٹکر ہاتھ قاصد کے دلپر　　گیا اونسے کہین جا بجا مین سنبھلکر
مری تشنگی دیکھکر روز محشر　　چھلک جائیگا آب کوثر ابلکر
محبت نے کی جب مری دستگیری　　مقدر نے رو رو دیا ہاتھ ملکر
ہماری گواہی نہ دی حشر کے دن　　ہوئے کچھ ادھر کچھ ادھر لوگ ٹلکر
نہ اوٹھنے دیا دل اوسے انجمن سے　　کیا قصد سو بار زانو بدلکر
لکھا خط مین جب اونکا القاب مینے　　قلم حرف مطلب پہ آیا پھسلکر
مجھے شمع دو بزم مین انکو دیکھون　　گری ہی کوئی شی بغل سے نکلکر
شب ہجر آخر ہوئی پہ اتنی　　بنی خضر کی عمر یہ رات ڈھلکر
مرے دلکو باتون نہ بہلائے رکھنا　　قیامت کریگا یہ فتنہ مچلکر
ہوئے ایک دیر و حرم کے مسافر　　کچھ اس راہ چلکر کچھ اس راہ چلکر
رہ عشق کی ٹھوکرین ہمسے پوچھو　　کہ سنبھلے ہین گر گر کے ہین سنبھلکر

مجھے یاد ہے اپنی صحرا نوردی
گیا تھا گریبان سے پہلے نکلکر

نہ پوچھو شب ہجر کیونکر بسر کی
یہ کروٹ بدلکر وہ کروٹ بدلکر

شب ماہ کا لطف اے شیخ جب ہے
کہ ہالہ بنے تیری پگڑی اچھلکر

گنا ہونے میرے یہ کانپے فرشتے
کہ اعمال نامہ لکھا خط بدلکر

۱۴ ہوئی بے اثر سرد مہری بتون کی
نہ ٹھنڈے ہوئے حضرت داغ جلکر ۹

عمر کیونکر نہ بسر کیجیے غافل ہوکر
کہ ملا ہے ہمین اک قطرۂ مے دل ہوکر

جب تڑپ دیکھتے ہین اسکی وہ مائل ہوکر
لوٹیے آپ بھی جی چاہتا ہے دل ہوکر

ہم وہ ہین گوش برآواز چمن جاتے ہین
شور محشر بھی اوٹھے شور عنادل ہوکر

نہ کھلے ناخن تدبیر سے قسمت کی گرہ
ہمکو عقدہ بھی ملا ہے تو مشکل ہوکر

صدقے اوس ابروے پرخم کے تمنا ہے یہی
حشر تک لوٹیے اس تیغ کے بسمل ہوکر

پاؤن اوٹھتا ہی نہین دشت جنون مین مجھے
جادۂ راہ لپٹتا ہے سلاسل ہوکر

لیگئی دل کو چرا کر تری دزدیدہ نظر
لٹ گئے ہم تو رہ عشق مین غافل ہوکر

آگیا مفت کے چکر مین ازل سے ناحق
اے فلک تو مری تقدیر کے شامل ہوکر

۲۵ قدردان کوئی نہین اہل سخن کا اے داغ
کیا کرین آہ کسی کام مین کامل ہوکر ۱۵

نکھار اچھا نکالا سوز دل نے چشم گریان پر
کہ ہر آنسو برنگ آبلہ ہے نوک مژگان پر

[illegible] اکیلا پابند ہوکر [illegible]
الٰہی گر پڑے بجلی کہین دیوار زندان پر

شب وصل تک کیا جانے کیا [illegible] لیگی
ابھی سے بیکسی چھائی ہے میری شام ہجران پر

اوڑا آتا نہ تو لطف خلش جاتا ہی وحشت
قدم ٹکنے نہین پاتا مرا خار بیابان پر

الٰہی خیر ہو بیڈھب جنون نے ہاتھ ڈالا
کہ اک آفت ہے دامن پر قیامت ہے گریبان پر

ملے تھے لب ہی اوس لب سے کہ مارا تیغ ابرو نے
یہ ناکامی کہ مجھکو موت آئی آب حیوان پر

ہجوم یاس و نومیدی و فور حسرت و ارمان
چڑھائی لشکر غم کی ہے اک جان اران پر

یقین ہے ہمکو ہونگے سب یہی انداز جنت کے
فرشتونکی نگاہین ہین ابھی مجلس کے سامان پر

وہ پیکان تشنۂ خون ہے جگر مین دم نہین باقی
غضب ہے مفلسی بات آئی جاتی ہے مہمان پر

نگاہ و غمزہ و ناز و ادا نے دل کو گھیرا ہے
کیا ان کافرون نے حملہ یکبار مسلمان پر

الٰہی آبرو رکھلے مرے رشک مسیحا کی
اجل کے ساتھ جھگڑے ہو رہے ہین سیر زبان پر

کہان ہین داغ ہم اے محتسب کچھ خیر ہے تجھکو
ٹپک کر اشک خونین رہگئے ہین جیب و دامان پر

ملاتے خاک مین اس قالب خاکی کو اول ہی
اگر یہ جانتے ایسی جفائین ہونگی انسان پر

ملا لطف خلش پیکان نگہ کو اوسکا احسان ہے
لگائے جسنے کانٹے ہر طرف دیوار زندان پر

۱۲۶

یہ خون داغ ہے ہرگز نہین چھٹنے کا اے قاتل
کہ اسکا حشر تک دھبا رہیگا تیرے دامان پر

۹

ڈالتے ہو کیون دوپٹے کا تم آنچل دوش پر
بار تھے پہلے ہی گیسوے مسلسل دوش پر

رب ہمارا غیب دان ہے یہ کراما کاتبین
رات دن تحریر کیا کرتے ہین مہمل دوش پر

پہلے افعی تھین وہ زلفین اب جو ہین مار سیاہ
آئین اب پر کمر رہتی تھین اول دوش پر
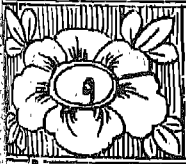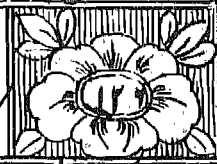
یہ سنا تھا آج مینے آپنے کھینچی تھی تیغ
جیسے گردن کو مری بھاری تھی ہیکل دوش پر

شاخ گل پر کچھ نظر کیجے کہ سنبل کی طرف
دیکھیے اوسکی کمر یا زلف کا بل دوش پر

میکدے سے ہم چلے بیہوش ہوکر اسطرح
ہاتھ مین رکھا خم مے اور بوتل دوش پر

کشتگان ابروے پرخم کی دل او دنیاز — تمنے رکھی ہی کمان دل ہی اول دشمن کی
یہ تجلی پل بے اوسکے عارض پر نور کی — جم گیا ہی نور گویا دود و اونگل دشمن کی

(۲۷) لیگئے ہین آج تو اے داغ وہ سینے دل — سر سلامت آپ پاسینکے نہین کل دوشن کی (۱۱)

یان دلمین خیال اور ہی وان ہی نظر اور — ہی حال طبیعت کا ادھر اور ادھر اور
ہر وقت ہی چتون تری اے شعبدہ گر اور — اکدم مین مزاج اور ہی اک پل مین نظر اور
ناکارہ و نادان کوئی مجسا بھی نہوگا — آیا نہ بجز بے ہنری مجکو ہنر اور
دل دیکے لیا رنج و الم واری قسمت — ہم سمجھے تھے کچھ اور ہوا لے مگر اور
جیتا نہ بچے ایک بھی جان پر نہو کوئی — دو چار ستمگار ہون تجسے اگر اور
ہون پہلے ہی مین عشق مین غرقاب حجالت — کیون مجکو ڈبوتے ہین مری دیدہ تر اور
ٹھہرا ہی وہان مشورہ قتل ہمارا — لو حضرت دل ایک سنو تازہ خبر اور
اور اور ہین آپ ہین کیا آپسے نسبت — ہون لاکھ زمانے مین اگر رشک قمر اور
بھر بھر کے جو دیتے ہین وہ جام اورونکو — لے لیکے مجھے پیتے ہین یان خون جگر اور
ہم جانتے ہین خوب تری طرز نگہ کو — ہی قہر کی آنکھ اور محبت کی نظر اور

(۲۸) اے داغ مے عشق سے کیا زہر کو نسبت — ہی اسمین اثر اور وہ رکھتا ہی اثر اور (۹)

حیف شرمندہ نہین تو ستم آرا ہوکر — ہمپہ کرتا ہی ستم یار ہمارا ہوکر
یہ تمنا ہی شہیدون کو ترے اے قاتل — کہ یونہین قتل ہون ہم زندہ دوبارا ہوکر
جوش گریہ بھی تماشا ہی کہ ہیسے مژگان — روز ہین اشک فشان ایک اشارا ہوکر

کل کچھ اقرار بھی تھا آج ہی بالکل انکار
مٹ گیا حیف ہی آنا بھی سہارا ہوکر

دلکو جب بیچ دیا تمنے یہ پھر جائے گا
کیا ہمارا نہین ہونے کا تمھارا ہوکر

خاک کس سوختہ جان کی ہی ترے کوچے مین
کہ ہر اک ذرہ جو اوڑتا ہی شرارا ہوکر

بیمزہ عشق کا آغاز سے انجام ہوا
ناگوار دل نازک ہی گوارا ہوکر

چھد گئی سوزن مژگان سے نقاب اوس رخکی
رہگیا گرکبھی پردے مین اشارا ہوکر

(۱۲۹) غیر کے سر مین وہ کرتے ہین جو کنگھی اپنی
رشک دل چیرتا ہی داغ کا آرا ہوکر (۱۱)

رکھیے اب بہر عیادت نہ قدم گن گن کر
لے رہا ہی یہ مریض آپکا دم گن گن کر

دے خوشی کے عوض اللہ وہ الم گن گن کر
لے شب وصل کے بدلے شب غم گن گن کر

یاد آتی ہی اگر اک نگہ لطف تری
بھول جاتا ہون ترے لاکھ ستم گن گن کر

چلتے ہین ساتھ جنازے کے جو چالیس قدم
تو نزاکت سے وہ رکھتے ہین قدم گن گن کر

پیچ تقدیر کے کیا کیا مجھے یاد آتے ہین
شکوہ اوس کاکل پرپیچ کے خم گن گن کر

تھا ہمین ہجر مین ایک ایک مہینا برسون
دن گذارے ہین تری سر کی قسم گن گن کر

اونگلیون پر جو ہوا کرتی ہی گنتی پہرون
یاد کرتے ہین وہ انداز ستم گن گن کر

چار ہی داغ دیے تو نے فلک لالے کو
جو سخی ہین نہین دیتے ہین درم گن گن کر

دس کے دو کہتے ہین جب لیتے ہین بوسے اونکے
بھول ہم ڈال دیا کرتے ہین کم گن گن کر

ابر گھرا نہین آتا ہی تو ہم فرقت مین
صبح کر دیتے ہین تارے شب غم گن گن کر

(۱۳۰) ہمکو مطلب نہین دینار و درم سے اے داغ
شاد ہین داغ جگر عشق مین ہم گن گن کر (۷)

روتا ہی تجھ بغیر دل زار زار زار
اور کھینچتا ہی آہ شرر بار بار بار

اے دل قمار عشق مین شاید ہو تیری جیت
پہلے نکال منہ سے نہ تو ہار ہار ہار

بیمار عشق کا نہ کسیکو خدا کرے
عیسے کو بھی ولائے یہ آزار زار زار

ہمکو اسیر کرکے جو صیاد لیچلا
کیا روئے دیکھکر سو گلزار زار زار

بیڈھب ہی یہ خرام عجب کیا کرے اگر
وامان حشر کو تری رفتار تار تار

وہ گل اگرنہ پاس ہو وقت شنا وری
ہو ہمکو موج قلزم زخار خار خار

اب داغ سے علاقہ رہا کیا وہ کون ہی
اب تو ہوئے ہین آپ کے اغیار یار یار

۱۳۱ — ۱۹

کیا ہی دیدار اوس صنم کو ہزار دن طوفان اوٹھا اوٹھا کر
لگائین وہ تہمتین کہ بولا خدا خدا کر خدا خدا کر

کہا نہ کچھ عرض مدعا پر وہ سلے رہے دم کو مسکرا کر
سنا لیئے حال سب چپکے چپکے نظر اوٹھائی نہ سر اوٹھا کر

نہ طور دیکھے نہ رنگ برتے غضب مین آیا ہون دل لگا کر
وگرنہ دیتا ہی دل زمانہ یہ آزما کر وہ آزما کر

تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا سے مجکو ظالم
رولا رولا کر گھلا گھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر

عجیب یہ تیرہ خاکدان ہی اسیکی یہ روشنی جہان ہی
فلک نے اختر بنا لیے ہین چراغ ہستی بجھا بجھا کر

جہان لگی آنکھ پھر یو نہین سہی وہین چھپی پھانس سی جگر مین

کہ درد دل کی چمک نے کیا کیا دکھائے صدمے جگا جگا کر

تمھیں تو ہو جو کہ خواب میں ہو تمھیں تو ہو جو خیال میں ہو

کہاں چلے آنکھ میں سما کر کدھر کو جاتے ہو دل میں آ کر

ستم کے جو لذت آشنا ہوں کرم سے بے لطف بے مزہ ہوں

جو تو وفا بھی کرے تو ظالم یہ ہو تقاضا کہ پھر جفا کر

شراب خانہ ہے یہ تو زاہد طلسم خانہ نہیں جو ٹوٹے

کہ توبہ کر لی گئی ہے تو یہ ابھی یہاں سے شکستہ پا کر

جو ظلم کرنا تھا سر پہ میرے تو اور فتنے اوٹھائے ہوتے

اوٹھائی ہے تم نے تو قیامت رقیب کو بزم میں بٹھا کر

خیال میں سد راہ زندان نگاہ میں دیدہ نگہبان

ہمیشہ ہاتھوں میں تولتا ہوں سلاسل اپنی اوٹھا اوٹھا کر

نگہ کو بیباکیاں سکھاؤ حجاب شرم و حیا اوٹھاؤ

بھلا کے مارا تو خاک مارا لگا کے چوٹیں جتا جتا کر

نہ ہر بشر کا جمال ایسا نہ ہر فرشتے کا حال ایسا

کچھ اور سے اور ہو گیا تو مری نظر میں سما سما کر

یہ امتحان ہے کہ جو سخی ہیں ہمیشہ محتاج تر وہی ہیں

دعا نے میرے اثر دیا ہے تمام عالم کو ہاتھ اوٹھا کر

خدا کا ملنا بہت ہے آسان بتوں کا ملنا ہے سخت مشکل

یقین نہیں گر کسی کو ہمدم تو کوئی لائے اوسے منا کر

الٰہی قاصد کی خیر گذرے کہ آج کوچے سے فتنہ گر کے
صبا نکلتی ہی لڑکھڑا کر نسیم چلتی ہی تھر تھرا کر

رقیب اسکے یہ سینے نانا برا سمجھے تونے دل سے جانا
بھلون سے کرتے ہین سب بھلائی کسی برے کا تو کچھ بھلا کر

فریب دلدار کا ہی احسان کہ ہمکو گردش سے باز رکھا
بچے ہزارون بلاؤن سے ہم بچا سکے اوسکے دم مین آکر

۱۳۲ جناب سلطان عشق وہ ہی کہ جنکی ہی داغ اک اشارہ
فرشتے حاضر ہون دست بستہ اوسی کی گردن جھکا جھکا کر ۱۷

رہا میکی اک روز جان جا کر رہے نہین ہوش دل لگا کر
عدو سے کہتا ہون تنگ آکر کہ تو مرے حق مین کچھ دعا کر

بچکی یارون مین کوئی آکر یہ توبہ زاہد خدا خدا کر
کہان کی حجت ہی فیصلہ کر شتاب ناداں پی پلا کر

طبیب سے کہتے ہین کچھ دوا کر حبیب سے کہتے ہین بس دعا کر
رقیب سے کہتے ہین التجا کر غضب مین آیا ہون دل لگا کر

یہین جب انصاف کچھ نہ دیکھا تو روز محشر کو خاک ہوگا
پٹک کے اعمال نامہ اپنا پھرونگا مشعل جلا جلا کر

غضب سے چین جو ہے جبین پر یہ نقش دل کندہ نگین ہی
لکیر دنیا سے کی نہین ہی جو صاف کرلو مٹا مٹا کر

جفا پھر ایجاد ہی ہند کی کسی کی فریاد ہی ہند کی

فلک کی بنا وہی تھو کی کیا جب اک نالہ دل لگا کر
ہوئی ہے اب موت زندگانی کہاں سے لاؤن تجھے جوانی
کہ زور کرتی ہے ناتوانی نحیف و کم زور مجھکو پا کر
تلاش تھی مجھکو نامہ بر کی خبر نہ تھی ہائے اس خبر کی
نہ پاؤن کی سدھ رہی نہ سر کی کہی ہے ایسی صبا سنا کر
تمام ہو خاک اپنا مطلب کیا ہر پھر شوق نے ڈھب
لکھا ہے اک حرف آرزو اب سو وہ بھی کیا کیا مٹا مٹا کر
یہ جی مین ہان ٹھن گئی ہے بالکل کہ حال دل کھینچیے تامل
غضب کیا کیون کیا تغافل گھٹا دیا حوصلہ بڑھا کر
وہ بدگمان نکتہ چین ہے بیڈھب کہین نہ قاصد ہو قتل یارب
اگرچہ لکھا ہے حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر
خدنگ دل دوز سے خدایا بچا نہ پہلو بہت بچایا
اگر جگر سے مین کھینچ لایا تو دل مین بیٹھا یہ گھر بنا کر
جو سوز الفت سے دل جلے ہین وہ نہین نہایت وسلے ہین
یہ تفتہ دل آپ سے جلے ہین بغل مین دوزخ دبا دبا کر
نگاہ دزدیدہ پر شرارت اور ادا ستیزہ و جفا ہے آفت
مگر وہ عیار ہے قیامت کہ چور دین جسکو دل چرا کر
یہان نہ خیر جسم و جان کی سنئے کہین جان اک جہان کی
ہوس یہ ہیگی نہ امتحان کی اوٹھین مرا عشق آزما کر

ملا نہ ایسا تو کوئی ہمدم جو دل لگا ہو پاسبان شب غم
وہ بخت خفتہ نہین کہ اک دم ہم آپ سوئین جسے جگا کر

۳۳

نثار اس طرز گفتگو پر نہین کہین داغ سا سخنور
ہنسا دیا ہی رولا رولا کر رولا دیا ہی ہنسا ہنسا کر

۱۱

زہے تلاش کہ سرگرم جستجو ہو کر
ملا ہون رنگ مین رنگ اور بو مین بو ہو کر

تری گلی مین ترے دل کا نقش ہو کے رہا
رقیب مٹ نہ گیا میری آبرو ہو کر

وہان کلیم سے وہ نازیان یہ دعوے ہین
کبھی حجاب نہو ہے ہمسے گفتگو ہو کر

نگاہ شوق نے کیا خواب مین نہین دیکھا
نیا حجاب ہی چھپتے ہو روبرو ہو کر

نگہ نگہ سے ترے وار تھا کہ دل میرا
قطرہ قطرہ سے ٹپکتا رہا لہو ہو کر

ذرا سی چھیڑ پہ جامے سے باہر آپ ہوے
یہ عیب ہی کہ نہ ہو چین خوبرو ہو کر

لگی ہی پنجۂ مژگان مین خون دل سے حنا
ہماری آنکھ لی سب سے سرخرو ہو کر

سوال وصل پہ وہ گالیان ہی دین لیکن
کوئی تو بات ٹھہر جائے گفتگو ہو کر

ہمارے جذب محبت کو دیکھنا قاتل
کہ رہ گیا ترا خنجر رگ گلو ہو کر

بتون کے خوف سے ڈر ڈر کے رہ گیا ہی شیخ
ہزار مرتبہ آمادۂ وضو ہو کر

۳۴

ہوا ہون مین بھی اب ایسی داغ اپنا دشمن آپ
زمانہ دوست ہی اوسکا مرا عدو ہو کر

۱۱

بزم اغیار کا ظاہر ہی اثر آنکھون پر
مہربان آپکی خفت مرے سر آنکھون پر

دہن اوسکا کمر اوسکی نظر آئی نہ کبھی
ہو اگر عینک خورشید و قمر آنکھون پر

گہ نظر جانب درگاہ نظر سوی فلک
شب کو صدمے یہ سہے تا بسحر آنکھون پر

رحم آجائے دم ذبح نہ تجاوت قاتل
اپنے دامن کو بچھا دے مری تر آنکھوں پر

ہو گیا باغ مین گلشن کو تماشا اوسکا
چشم گل لب پہ تو نرگس کی نظر آنکھوں پر

تیری زلفون پہ بلائین جو بلا گردان ہین
فتنے قربان ہین ای شعبدہ گر آنکھوں پر

مرتبہ دیکھنے والے کا ترے ایسا ہی
کہ بٹھلاتے ہین جسے اہل نظر آنکھوں پر

صبح اوس فتنۂ محشر کو جو دیکھا ہمنے
ایک آشوب رہا چار پہر آنکھوں پر

۱۳۵
داغ کے دل کا تو کچھ بھید نہ پایا ہمنے
ایک حسرت سی برستی ہی مگر آنکھوں پر
۱۴

دوستی کا ہو زمانے مین بھروسا کسپر
تو مجھے چھوڑ چلا ای دل شیدا کسپر

امتحان نالۂ دل کا تو دکھادون لیکن
یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑیگا کسپر

یون تو معشوق گل و شمع بھی کہلاتے ہین
دیکھنا یہ ہی کہ مرتا ہی زمانا کسپر

فتنہ پرداز دغاباز فسونگر عیار
لے افسوس دل آیا بھی تو آیا کسپر

مجھسے کہتے ہین نکالینگے ہمین کچھ تدبیر
صاف کہدو کہ دل آیا ہی تمھارا کسپر

لیکے دل بھی نہ دیا بوسہ جو مانگا تو کہا
کوئی سنتا بھی ہی کرتے ہو تقاضا کسپر

غرق خون ہی مری مژگان بھی ترا پیکان بھی
رنگ کھلتا ہی مگر دیکھیے اچھا کسپر

حور کے ناز و ادا کو تو فرشتے سمجھین
خلد مین کھائینگے ہم آپکا دھوکا کسپر

وہی قاتل وہی مخبر ہی وہی منصف بھی
اقربا میرے کرین خون کا دعوی کسپر

اوسکی تصویر جو یوسف کے مقابل رکھدون
دیکھیے گرتے ہین پھر اہل تماشا کسپر

جو کیا مینے کیا کسنے ترے ساتھ سلوک
جو ہوا مجھپہ ہوا ہی ستم ایسا کسپر

دیدیا اوسکے مریضونکو خدانے بھی جواب
آپ بھولے ہوئے بیٹھے ہین مسیحا کسپر

سامنے غیر کے تم فتنہ مجھے کہتے ہو
چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو بلا کس کس پر

کوئی گل باغ مین اوس غیرت گل سا تو نہین
آنکھ پڑتی ہے تری نرگس شہلا کس پر

جانب چرخ اشارے سے بتایا اوسنے
جب کہا مینے مرا صبر پڑیگا کس پر

دل چرایا ہے مرا آپ بھری محفل مین
اور کہتے ہین کہ ہے شبہ تمھارا کس پر

داغ جاتے تو ہین مقتل مین پر اول یہ ہے
دیکھیے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

تنگ ہے دل وسعت دامان محشر دیکھکر
اے جنون ہم پاؤن پھیلاتے ہین در دیکھکر

چلتے پھرتے بھولے بھٹکے بار ہا پہنچے ہین ہم
ہائے ظالم غیر کے دل مین ترا گھر دیکھکر

حسرتین اترا رہی ہین آرزوئین شاد ہین
میری قسمت دیکھکر میرا مقدر دیکھکر

دشنۂ قاتل ہلال عید ہے اپنے لیے
ہم تو ملتے ہین گلے یارو نئے خنجر دیکھکر

لن ترانی سے غرض کیا حسن عالم سوز کو
ہم نظر آئی چرا جاتے ہین اکثر دیکھکر

خشک ہوتی ہے زبان زاہد کی استغفار سے
منہ مین بھر آتا ہے پانی دامن تر دیکھکر

روز جاکر اوسکے کوچے سے پلٹ آتے ہین ہم
دیدۂ حسرت سے پھرون جانب در دیکھکر

سنتے ہی نالہ مرا وہ رہ گئے خنجر بکف
کچھ سمجھکر سوچکر ڈر کر سنبھلکر دیکھکر

دید کے قابل ہے اے زاہد تماشا حشر کا
جائینگے جنت مین لیکن سیر دل بھر دیکھکر

وہ خوشی بھی دید کے قابل ہے جب ہوتا ہے شاد
مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر دیکھکر

حضرت زاہد خدا کو آپنے دیکھا نہین
بندگی کرتے ہین ہم اے بندہ پرور دیکھکر

کر سکے کیا لاگ اوسسے میری آہ ناتوان
جو نگاہین تیز ہو جاتی ہین خنجر دیکھکر

خوگر رنج و بلا ہون مجھکو کچھ پروا نہین
تمکو سناٹا گذر جائیگا محشر دیکھکر

دیکھنا یارو جگر کو رو رہا تھا اپنے مین — وہ لیے جاتا ہی دل کوئی مکرر دیکھکر

کیسے جلسے چھوڑکر ہم آئے ہین ای اہل حشر — دل بھریگا سیر سے دو چار محشر دیکھکر
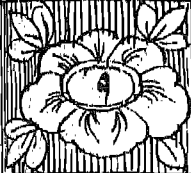
سخت جانی سے بنے کیا داغ دیکھا چاہیے — آج لائے ہین وہ سو دو سو مین خنجر دیکھکر

ردیف زائے منقوطہ

جو دکھاؤ بھی نہ دیکھون رخ پر حجاب ہرگز — یہ وہ آنکھ ہی کہ دیکھا نہیں جسنے خواب ہرگز
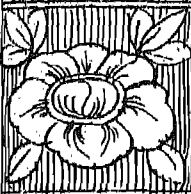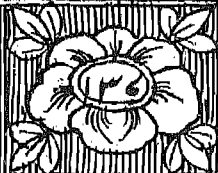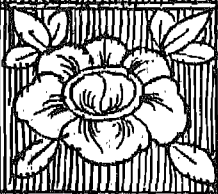
مری کثرت گنہ کی کوئی حد نہیں ہی ہمگی — نہ غم عذاب مجکو نہ غم حساب ہرگز

مری آہ آتشین ہی کہ دماغ مہ جبین کو — یہ بلند آسمان پر نہین آفتاب ہرگز

وہ ہی تیرا مصحف رخ اگر اسکو دیکھ پائین — تو یہ کافر کتابی نہ چھوئین کتاب ہرگز

اگر آپ مول لیتے تو تیز نشہ ہوتی — ملے مفت کی جو زاہد وہ نہین شراب ہرگز

نہ مزاج یار بدلا نہ مرا نصیب پلٹا — نہین ای فلک ہمیشہ تجھے انقلاب ہرگز

وہ اثر سے مین ڈرا ہون کہ دعائین مانگتا ہون — کہ مری دعا الٰہی نہ ہو مستجاب ہرگز
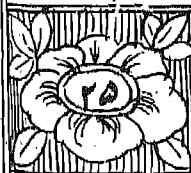
یہ بجا کہ منع ہوگا رمضان مین آب و دانہ — یہ غضب کہ تیس دن تک نہ پئین شراب ہرگز

کبھی داغ توبہ کی ہی کبھی پھر شراب پی ہی — نہ عذاب ہی ملیگا نہ ہمین ثواب ہرگز

ردیف سین مہملہ

کیا بمروت خلق ہو سب جمع ہین بسمل کے پاس
تنہا مرا قاتل رہا کوئی نہین قاتل کے پاس

کیونکر دکھاؤن حال دل اوسکو بٹھا کر دل کے پاس
نخوت سے جا بیٹھے ہین طرف نہ سائل کے پاس

کوسون کی دوری بھی ہو معشوق عاشق مین اگر
لیلی رہے محمل نشین مجنون رہے محمل کے پاس

نالہ ابھی نکلا نہین لب سے کہ آ پہنچا اثر
جاتے ہین ارباب ہمم خود دوڑ کر سائل کے پاس

رہبر نے راہ عشق مین سو سو دیئے چکر مجھے
ظالم سے جب پوچھا کہا اب آ گئے منزل کے پاس

مین اپنی آنکھین ڈھانک لون ہاتھ اپنا بڑھا لون
ڈرتے ہو کیون آکر سنو کچھ پردہ حائل کے پاس

پیر مغان جو تجکو دے اوسمین سے مجکو بھی ملے
زاہد تجھے لایا ہون مین کس مرشد کامل کے پاس

بحر محبت جوش پر ہین کیا کرون نامشق ہون
دم ٹوٹ جاتا ہے مرا آتا ہون جب ساحل کے پاس

باہم ہین یکجا رہین یکرنگ ہو کر حسن و عشق
خال سویدا ہو مرا رخ پر تمہارے تل کے پاس

کب ناخن تدبیر سے کھلتی ہے قسمت کی گرہ
کیا کام ایسے ہاتھ کا اس عقدۂ مشکل کے پاس

ہان اے ہوس ہمت کہ ہے دست ادب دامن سے دور
ہان اے طپش جرات کہ ہون اک جست مین قاتل کے پاس

کیا ماتم حسرت کرون وہ شعلہ زن ہے داغ غم
جلکر پھپھولے پڑ گئے جب ہاتھ آیا دل کے پاس

وہ جا کے بزم غیر مین کیا جانے کیا بکنے لگے
فتنہ قیامت ہو گیا پہونچا جو اوس محفل کے پاس

مجنون تری تقدیر سے آنے کی ہین شوخیان
لیلی کھڑی ہے منتظر کچھ دیر سے محمل کے پاس

کیا زیر تیغ امتحان خاموش ہے میری زبان
خنجر بھی چل نکلا جہان دم بھر رہا قاتل کے پاس

دہر ہائے الفت مین ملے کیا جانے آگے کیا بلا
چین جبین یار ہے جو موج ہے ساحل کے پاس

قربان جاؤن یاس کے یہ کیا ملی دنیا ملی
اک دولت جاوید ہے اک سلطنت ہے دل کے پاس

چھینٹے دیئے ہین قیس نے اشکون سے اپنے ہر طرف
اوڑکر غبار کاروان پہونچا ہے جب محمل کے پاس

غربت مین عادت ہو گئی صحرا نوردی کی مجھے
گر آکے پھر جاتا ہون مین آتا ہون جب منزل کے پاس

جیتے تھے زلفین چھوڑ کر اک ور ڈ پھر گئے
اوس دن سے ساری مچھلیان لگین ساحل کے پاس

ہے تجکو بعد امتحان کیون مر جانے کا گمان
یہ لیے اپنے دور رکھا نہین مجھ دل کے پاس

نالونکے ناوک ہین وان آہونکے چلتے ہین خدنگ
ترکش مین قاتل کے نہین تیر ہین بسمل کے پاس

خط آگیا رخ پر ترے پر ہے نظر اپنی وہی
رہتا ہے ابتک پاسبان اوس کشت بیحاصل کے پاس

دیکھی ہے داغ نقاب مین نور تجلی کی جھلک
برسون کیا ہے امتحان آئینہ رکھکر دل کے پاس

دیکھے ہین حسن و عشق کے ہمنے تماشے بڑے
موسی کی جو مٹھی مین تھا وہ داغ نکلا دل کے پاس

ردیف شین معجمہ

وہ سمجھے کیا فلک کینہ خواہ کی گردش
اوٹھائی جسنے تمہاری نگاہ کی گردش

طریق عشق مین ہر راہ راہ کی گردش
کبھی کبھی کا سکون گاہ گاہ کی گردش

بلا ہے قہر ہے چشم سیاہ کی گردش
کہ پھیرتی ہے چھری اوس نگاہ کی گردش

جو اُف کرون ابھی چکر لگین آسمان زمین
بری بلا ہے مرے دود آہ کی گردش

شب فراق جو میرے ہی گرد پھرتی ہے
مگر شریک ہے بخت سیاہ کی گردش

بنا ہے یار کا ناصح پیامبر دیکھو
مرے لیے مرے اس خیرخواہ کی گردش

بلا سے جلکے دل مضطرب ٹھہر گیا ہوتا
کہ پیستی ہے اوسے چشم سیاہ کی گردش

کبھی زمین پہ کبھی آسمان پہ تھے شب غم
رہیگی یاد مجھے برق آہ کی گردش

الٰہی دم مرے آنکھون مین پھر کے کیا آئے
کہ راہ رو کو قیامت ہے راہ کی گردش

اسی دور مین اپنے تو پاؤن ٹوٹ گئے
کہ برسون دیر سے تا خانقاہ کی گردش

کسی کو گردش کعبہ کسی کو گردش دیر
نہین تو وہ ہی تری جلوہ گاہ کی گردش

اوسے جو ڈھونڈھیے بیٹھے بٹھائے ملتا ہی
نہ یہ کہ خضر سے گم کردہ راہ کی گردش

اوٹھے نہ غیر کے پہلو سے آپ کیا جانین
کسی غریب خراب و تباہ کی گردش

وہ اور بھول کے یون میرے گھر چلے آئین
مگر نصیب سے لے آئی راہ کی گردش

حصول محفل رندان سے کیا ہوا انکو
مگر جناب مشیخت پناہ کی گردش

اگر یہی ہی نزاکت تو وقت نظارہ
نہ لے اوڑلے تمھین خودنگاہ کی گردش

یہ دل تو کیا ہی کہ طوف حرم کو چکراوے
مژہ کی جنبش و کافر نگاہ کی گردش

جنھین فروغ ہی عالم مین ہین وہ سرگردان
یہ دیکھو آئنہ ہی مہر و ماہ کی گردش

زمین و چرخ کوئی دم مین ہین تہ و بالا
یہی رہی جو تمھاری نگاہ کی گردش

اشارے کرکے ملا غیر سے وہ روز حساب
مری نظر مین ہی چشم گواہ کی گردش

پھرینگے داغ نہ دہلی کے دن یقین یا تو
نہین ہی چرخ مین دولاب چاہ کی گردش

مری موت خواب مین دیکھکر ہوئے خوب اپنی نظر سے خوش
انھین عید کی سی خوشی ہوئی رہے شام تک وہ سحر سے خوش

کبھی شاد مرہم داغ سے کبھی آبلون کے گہر سے خوش
یہ بڑی خوشی کا مقام ہی غم ہجر یار رہی گھر سے خوش

اونھین بزم غیر مین تھا گمان کہ یہ سادہ لوح بہل گیا
نہ مجھے خوف عزت و آبرو کہ رہا فقط اسی ڈر سے خوش

کہون وصف بادۂ ناب کیا نہین زاہدا ایسی کوئی دوا

جو داغ اسکے اثر سے تر تو مزاج اسکے اثر سے خوش

اگر آبلہ ہی بھرا ہوا تو ہر ایک داغ جلا ہوا
جنھین ہمنے سینے مین دی جگہ نہ وہ دلسے خوش نہ جگر سے خوش

وہی دوست ہین وہی آشنا وہی آسمان ہی وہی زمین
عجب اتفاق زمانہ ہی کہ بشر نہین ہی بشر سے خوش

مجھے چشم تر سے نہین گلہ مرے دل کا داغ مٹا دیا
کہ لیا ہی نور بصر اگر تو کیا ہی لخت جگر سے خوش

کبھی حال اہل عدم سنا تو انھین یہ وہم سما گیا
کسی بے نشان کا تو ذکر کیا نہ رہے وہ اپنی گہر سے خوش

نہ ہو درد و آہ و غم و الم کبھی تنگ سا اپنے مقام سے
یہ ہوس سے خوش وہ زبان سے خوش یہ ہو دلسے خوش وہ جگر سے خوش

یہ خوشا نصیب کہ یار نے مری موت غیر سے سن تو لی
یہ اگرچہ جھوٹ اڑائی تھی وہ ہوا تو ایسی خبر سے خوش

وہ گلی ہو اور نظارہ ہو یہ نظر ہو اور اشارہ ہو
کبھی شاد جلوۂ بام سے کبھی سیر روزن در سے خوش

مجھے تجھسے شکوہ ہی اے فلک کبھی تونے مری خوشی نہ کی
کوئی یہ بھی کام مین کام ہی جو کبھی ہو اہل ہنر سے خوش

دل و دین لیا جو رقیب سے تو مبارک آپکو یہ خوشی
مجھے فائدہ نہ مجھے نفع کیا کہ جو ہون پرائے ضرر سے خوش

وہ تو حوریان بہشت ہین کہ ہر ایک فقیر سے شاد ہون
یہ بتان ہند ہین زاہد یہ حریص اوٹھتے ہین زر سے خوش

یہ سنا جو حضرت داغ نے کہ حضور کعبے کو جائینگے
یہی ذکر ہی یہی فکر ہی شب و روز عزم سفر سے خوش

۱۴۱ — ۹

ردیف صاد مہملہ

یہ نہ کہیے کہ نہین کام کی حرص
اور جو کا فرکو ہوا اسلام کی حرص

ہمنے توبہ مین یہ لذت پائی
ہو گئی بادہ گلفام کی حرص

اوس نگہ سے مجھے فتنے کی طمع
اوس دہن سے مجھے دشنام کی حرص

ہو گیا جان کا خواہان قاصد
رے نہ آنا جو ہوا انعام کی حرص

ہاے ساقی کا تغافل مجھسے
اور مجھ رند مے آشام کی حرص

فتنہ گر وہ بھی ہوئی ہی مشہور
تھی قیامت کو ترے نام کی حرص

آنکھ پھرتی ہی تری لیل و نہار
ہی اسے گردش ایام کی حرص

ڈھل گئی میری سیہ بختی مین
دیکھنا زلف سیہ فام کی حرص

غیر کے ڈھنگ اوڑاتا ہی داغ
ہی اگر راحت و آرام کی حرص

۱۴۲ — ۹

ردیف ضاد معجمہ

آئے وہ بیوفا یہان اوسکی بلا کو کیا غرض
جائے در قبول تک میری دعا کو کیا غرض

موت کو ای دل حسین اور بہانے ہین بہت / آئے جو اوسکے ہاتھ سے ہی قضا کو کیا غرض

دعوی دین اگر کیا کہنے لگا وہ بت بجا / بخشدے آپکو خدا ایسی خدا کو کیا غرض

جبکہ ہو خانۂ رقیب خانۂ یار سے قریب / لائے جو میری راہ پر اوس رہنما کو کیا غرض

جوش ہے اب شباب کا خاتمہ ہے حجاب کا / اوس نگہ شریر سے شرم و حیا کو کیا غرض

اوسکی گلی سے آئے کیون نکہت زلف لائے کیون / مجھکو صبا ہی امید مجھسے صبا کو کیا غرض

یہ تو مرا ہی کام ہے سجدے کرون تو مین کرون / کیون ترے پاؤن پر گرے لغزش پا کو کیا غرض

بعد فنا یقین ہے کیا یگا استخوان مرے / سایہ فگن ہو کسلیے بال ہما کو کیا غرض

ماتم داغ مین شریک ہو تو اختیار ہے / گھر سے تمھین بلائین کیون اہل عزا کو کیا غرض

ردیف طاے مہملہ

مین اور حرف شکوہ غلط ای صنم غلط / واللہ جھوٹ ہے یہ خدا کی قسم غلط

دیکھے ہزار آئنہ و جام عمر بھر / افسانۂ سکندر و احوال جم غلط

آتا ہے وہم نقش مستانہ دیکھکر / پڑتے ہین نامہ بر کے ہزار دن قدم غلط

معشوق کسطرح نہ کرم کے عوض مین کرم / ہے انکی سرنوشت مین اغلاط کرم غلط

مطلب نکال لیتے ہین سب حرف حرف سے / پڑھتے ہین وہ صحیح جو کہتے ہین ہم غلط

تعریف حسن سنکے وہ بولے بہت بجا / مضمون شوق پڑھکے کہا یک قلم غلط

سن سنکے عرض حال کی تکرار بار بار / کہنا کسیکا ناز سے وہ دمبدم غلط

مصحف نہین ہے نامۂ اعمال ہے مرا / یارب یہ ہے ہزار جگہ کم سے کم غلط

وہ نیم وعدہ کرتے ہی دلمین پلٹ گئے
آدھی قسم صحیح تھی آدھی قسم غلط

قطعہ

کل چھیڑ سے جو ہمنے کہا کیون ستم شعار
کہتے ہین ہم فسانۂ رنج و الم غلط

کیا ربط و راہ غیر سے رکھتا نہین ہی تو
کیا جھوٹ ہی یقین ہمارا ابہم غلط

تجھسے امید ہو تو خدا سے ہون نا امید
کیا جانتے نہین ترے وعدے کو ہم غلط

کیا کوچۂ رقیب مین چھپکر نہین گیا
ہو جائیگا سراغ نشان قدم غلط

مشہور کسکا نام ہی جھوٹا جہان مین
کھاتا ہی روز کون قسم پہ قسم غلط

دیکھا ہی تجکو آخر شب پاس غیر کے
کہتے ہین خواب صبح کا ہوتا ہی کم غلط

ایسے ہی خوش گئے ہین ترے کشتۂ فراق
آڑینگے تیری یاد مین اہل عدم غلط

اپنے ہی گھر کو آپ سمجھا کہ ہی بہشت
اسکے سوا حکایت خلد و ارم غلط

کہنا یہ نامہ بر سے مرے وہ تو مر گیا
جھوٹا ہی تو یہ نامہ غلط یہ رقم غلط

سمجھے یقین کینہ و جور و جفا بجا
چشم وفا و الفت و مہر و کرم غلط

بولے وہ داغ آپ ہین جھوٹونکے بادشاہ
معشوق سے شکایت جور و ستم غلط
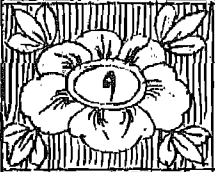
حورونسے ملیے خلد برین کسدھار کے
دنیا مین آپکا نہین ہونیکا غم غلط

ردیف ظاے معجمہ
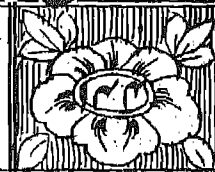
غم جاوید ہی ہمسے محظوظ
اور ہم تیرے ستم سے محظوظ

دلمین رہتے ہین ہمیشہ ولے
کب ہوئے خلد و ارم سے محظوظ

کیون نہون چشم کرم کے مشتاق
ہوتے ہین اہل کرم سے محظوظ

کیون نہ بیٹھے جاکے قیامت ظالم
فتنے ہین تیرے قدم سے محفوظ

نامہ بر تجھسے وہ مسرور ہوئے
یا مرے طرز رقم سے محفوظ

واسطے تقدیر کہ مرکر بھی ہم
نہوئے سیر عدم سے محفوظ

نہ ملے وہ تو کہین بھی کیا خوب
پھر ہون ہم دیر و حرم سے محفوظ

وصل مین شاد ہو کیسا کیسا
جو ہوا جھوٹی بھی قسم سے محفوظ

۱۴۵
بیکسی مین ہی غنیمت اے داغ
کیون ہون عشق کے غم سے محفوظ
۱۰

قول و قسم کی شرم ملاقات کا لحاظ
انسان کو ضرور ہے ہر بات کا لحاظ

تھوڑی سی پی ہی لی ہے بہت جنتون کے بعد
آہی گیا ہے پیر خرابات کا لحاظ

دامن جھٹک جھٹک کے چھڑایا ہزار بار
تمکو ہوا نہ خاک مری بات کا لحاظ

اے شیخ یاد دوست مین ہین مست الست
لازم ہے مجھسے رند خوش اوقات کا لحاظ

کل غیر کے بھی سامنے جھپکے گی تیری آنکھ
دن کو مزا دکھائیگا اس رات کا لحاظ

دیکھو ادھر اوٹھاؤ نظر ہو چکی حیا
کیا جانتا نہین کوئی اس گھات کا لحاظ

کل بھی خدا کے واسطے رکھنا خیال نیز
ان منتون کی شرم و مدارات کا لحاظ

اقرار بھی ہے وصل پہ انکار بھی او چھیز
اس بات کا لحاظ نہ اوس بات کا لحاظ

فریاد نالہ شور فغان شیون اشک آہ
ساتون فلک بھی کرتے ہین انسات کا لحاظ

۱۴۶
اے داغ میکدے مین گئے ہین جناب شیخ
ٹوٹا ہے آج قبلۂ حاجات کا لحاظ
۱۱

ردیف عین مہملہ

اس شوق کی نہین بت قاتل کو اطلاع
افسوس ہی کہ روکی نہو دل کو اطلاع

سارے جہان کو گردش مجنون کی ہو خبر
لیکن نہو تو صاحب محمل کو اطلاع

مین ناتوان چلا ہون دبے پاؤن اسطرح
میری نہین ہی رہبر منزل کو اطلاع

صورت دکھا کے آنے کو نام بھی بتاؤ
ہو جائے خوب مد مقابل کو اطلاع

جانکاہ عاشقون کو ہی یون ہجر کی خبر
جسطرح ہو خزان کی عنادل کو اطلاع

ہی آدمی کی پردہ غفلت سے زندگی
مر جائے گر ذرا بھی ہو غافل کو اطلاع

چھپتی ہی کب چھپائے سے اہل کرم کی شان
ہوتی ہی خود بخود دل سائل کو اطلاع

ہم تشنہ کام بزم سے اوٹھ آئے لاکھ بار
اسکی نہین ہی ساقی محفل کو اطلاع

مرتا ہی کون عشق مین کسنے کیا ہی وار
قاتل کو اطلاع ہی نہ بسمل کو اطلاع

وہ پہلوے رقیب مین ہی مست بیخبر
دے ای فغان پکارکے غافل کو اطلاع
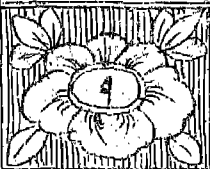
راتون کو چھپکے جب وہ گئے ہین عدو کے گھر
ای داغ ہو گئی ہی مرے دل کو اطلاع
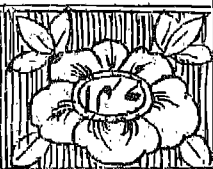
ردیف غین معجمہ

مانند گل ہین میرے جگر مین چراغ داغ
پروانے دیکھتے ہین تماشائے باغ داغ

کب تنگدل کے دلمین سماتا ہی داغ عشق
میدان حشر چاہیے بہر فراغ داغ

بھر جائے سوز دل کا قطرہ آنکھ مین اگر
ہو مثل لالہ دیدہ نرگس ایاغ داغ

گہرا ہو داغ دل تو دوا ہی ناخن جنون
لبریز خون سے رہے ہر دم ایاغ داغ

مرگ عدو سے آپکے دلمین چھپا تھا جو
میرے جگر مین اب نہین ملتا سراغ داغ

دلمین قمر کے جیسے ملی ہی اسی جگہ
اوسدنسیے ہوگیا ہی فلک و باغ داغ

جامین جو لیکے داغ جنون وحشیان عشق
ہوجاے نام گلشن فردوس باغ داغ

تاریکی لحد سے نہین دل جلے کو خوف
روشن رہیگا تا بقیامت چراغ داغ

١٤٨

مولا نے اپنے فضل و کرم سے بچا لیا
رہتا وگرنہ ایک زمانے کو داغ داغ

١٢

ردیف فا

کیسی حیا و شرم طبیعت ہی برخلاف
بولے ہزار بار وہ مجھسے مگر خلاف

باہم تمھارے عشق مین پھوٹ پڑ گئی
آنکھونسے دل خلاف ہی دلسے جگر خلاف

کشتی نہو تباہ کسی نامراد کی
چلتی ہی آج صبح سے باد سحر خلاف

مجھکو گمان تھا کہ ملیگا رقیب سے
یہ اتفاق ہی کہ رہا نامہ بر خلاف

بے مہر تیرے جور سب اسنے بھلا دیے
کسدرجہ برخلاف ہی دل کسقدر خلاف

افسوس کچھ نباہ کی صورت نہین ہی
قسمت ادھر خلاف طبیعت ادھر خلاف

تجویز چارہ گر نے تو کی ہی دواے عشق
یارب مرے مزاج کے ہو بیشتر خلاف

اس سے زیادہ اور معلم نہین کوئی
ہی خوش نصیب جسسے زمانہ ہو برخلاف

مجھسے مری نگاہ پھری دیکھنا اثر
دیکھی تھی آج مینے کسیکی نظر خلاف

کیا شہد سے اوٹھائینگی یہ بدگمانیان
لکھے ہین مینے اونکو گلے سر بسر خلاف

ایسا نہو کہ مجھسے بگڑ جائے راہ مین
سب سے مرا طریق ہی اے راہبر خلاف

ای داغ زندگی کی توقع ہو کسطرح

۱۴۹ قسمت خراب سخت مرض چارہ گر خلاف

کیون نہین تم سے مری جان جہان
چاہیے انسان سے انسان صاف

موت کی صورت نظر آئی مجھے
ہے وہ تیرے تیر کا پیکان صاف

چھٹ گئی سب بھیڑ مشتاقون کی آج
کر دیا سفاک نے میدان صاف

کینہ جو اک صاف باطن تو نہین
ہین تری محفل مین سب سامان صاف

خط نہ لکھا مصحف رخ پر ترے
یہ نظر آیا عجب قرآن صاف

اوسکے گھر مین مجمع اغیار تھا
ہم یہ سمجھے تھے کہ ہے میدان صاف

خانۂ دل کی صفائی ہوگئی
پھر نہین مجھسے مرا مہمان صاف

اسکے ہاتھون خاک مین ملجائینگے
دل کدورت سے نہین اک آن صاف

۱۵۰ مشغلہ ہے یہ جناب داغ کا
ہو رہا ہے آجکل دیوان صاف ۱۵۱

دیکھا نہ ہمنے رشک سے اغیار کی طرف
منہ پھیر بیٹھے بزم مین دیوار کی طرف

اے دل خوشا وہ دل جو پھرے یار کی طرف
دونون جہان ہین ایسے طرفدار کی طرف

وہ دیکھتے ہین بزم مین اغیار کی طرف
مین دیکھتا ہون چرخ ستمگار کی طرف

سیل سرشک اپنے ہی گھر مین بہائینگے
کیون جائیے یہ بلا تری دیوار کی طرف

بیٹھے بٹھائے آئے جو شامت تو کیا علاج
دل نے کہا کہ آؤ چلین یار کی طرف

شوخی سے دیکھنا نہین آتا ابھی اونھین
غمزے سے جھانکتے ہین بازار کی طرف

جادو کیا رقیب پر اوسنے تو کیا کیا
دیکھو تم اپنی چشم فسونکار کی طرف

بیکس رہینگے حشر مین کب مجرمان عشق
رحمت کھنچیگی ہم سے گنہگار کی طرف

چاہی تھی داد ہمنے دل صاف کی مگر / آئینہ ہو گیا ترے رخسار کی طرف
تصویر کبھی اوسکی ہیا تنک غرور ہی / دیکھے کبھی نہ طالب دیدار کی طرف
تقصیر میفروش کی ای محتسب نہین / یہ چیز اوڑکے جاتی ہی میخوار کی طرف
آتا نہین قریب کوئی دور دور سے / اوٹھتی ہین اونگلیان ترے بیمار کی طرف
بولے وہ آپ کیسے بنے ہین حیا یہی / کہکے جھک پڑے ہے ہر غمخوار کی طرف
چلتے نہین وہ شرم سے نیچی نظر کیے / آنکھین لگین ہین شوخی رفتار کی طرف

۱۵۱ دی جان کس خوشی سے تہ تیغ داغ نے / لب پر تبسم اور نظر یار کی طرف ۱۱

ردیف قاف
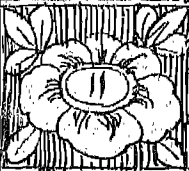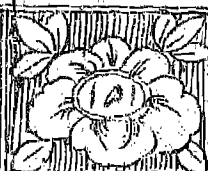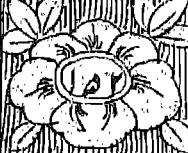
ظلم اوٹھانیکے ہین ہزار طریق / کہ زمانے کے ہین ہزار طریق
غیر کے ذکر پر نہین موقوف / جی جلانے کے ہین ہزار طریق
نہین خالی تسلیان اونکی / آزمانے کے ہین ہزار طریق
مہربانی کی ایک راہ تو ہو / گر ستانے کے ہین ہزار طریق
خواب مین تمکو کسنے روکا ہی / آنے جانے کے ہین ہزار طریق
دل مین آیا ہزار راہ سے غم / اس ٹھکانے کے ہین ہزار طریق
اونکو سو سو بہانے آتے ہین / ہر بہانے کے ہین ہزار طریق
جان سے جائینگے ہم ای دربان / قید خانے کے ہین ہزار طریق
دی ہی ہمی اوسنے غیر کو جھوٹی / منہ لگانے کے ہین ہزار طریق

ابھی کم سن ہو تم نہین واقف
دل دکھانے کے ہین ہزار طریق

(۱۵۲)

داغ اب فاقہ مست بن بیٹھے
مانگ کھانے کے ہین ہزار طریق

(۱۱)

ردیف کاف تازی

دعا مانگے دل غمگین کہان تک
کہون مین دمبدم آمین کہان تک

مسلمانو نسے بغض وکین کہان تک
کہان تک مانی بت بیدین کہان تک

ترے بیمار کو آتی نہین موت
پڑھے جائے کوئی یسین کہان تک

تڑپنے دو ابھی مین بھی تو دیکھون
وہ دیتے ہین مجھے تسکین کہان تک

مجھے چھوڑین خدا پر دوست میرے
یہ ہنگامہ سر بالین کہان تک

خدا اوس بت کی باتونکا ہو مشتاق
گیا شور لب شیرین کہان تک

مرا منہ تھک گیا شکر جفا سے
کرون مین آفرین تحسین کہان تک

پریشانی نصیبہ بختون کی دیکھو
بنے گا طرۂ مشکین کہان تک

تصور مین عدو کے تم ہو بیدار
سناؤن قصۂ رنگین کہان تک

بجا ہی عشق مین بے صبر مین ہون
رہیگی آپکی تسکین کہان تک

(۱۵۳)

رہے گا مصطفی آباد مین داغ
غریب وعاجز ومسکین کہان تک

(۹)

جاسکے جو نہ آپکے در تک
جائینگے وہ داد خواہ محشر تک

دل کا آئینہ خوب صاف کیا
اور سینے مٹائے جوہر تک

پونہچا نا سوز سینہ تا بہ جگر
سینے پونہچا یا چور کو گھر تک

ہجر مین یون بھی تو ہوا نہ وصال
پھیر دیکھے گلے پہ خنجر تک

تو رہے اور خرام ناز ترا
یہی فتنہ بہت ہی محشر تک

آتش تو بہ سوز خاک سے لگی
آنچ آئی نہ دامن تر تک

کیا ٹھکانا ہی اس کدورت کا
خاک اوڑتی ہی دیدۂ تر تک

مینے جب غیر کا سلام لیا
ہاتھ آ کے رہگیا سر تک

کوئی مٹتا ہی داغ دل ای داغ
یہ جلے گا چراغ محشر تک

۵۴ ۱۳

ساقیا ابر ہی دے جام شراب ایک ایک
آج محفل مین کرے مست شراب ایک ایک

ہی ترے عشق مین سرگرم عتاب ایک ایک
اور کھینچے ہوئے شمشیر پر آب ایک ایک

کل بازی ہی حسینون مین مرا افسانہ
پھینک دیتا ہی محبت کی کتاب ایک ایک

جوش پر ہی جو ترا حسن تو ای پردہ نشین
زور کرتا ہی غضب بند نقاب ایک ایک

توڑا اسطرح سے ای نالۂ دل ساتون فلک
کہ گرین ٹوٹ کے یہ خانہ خراب ایک ایک

تہ و بالا جو کیا دان بھی نگاہون نے تری
تو پڑا ہوگا یونہین روز حساب ایک ایک

گر سنے بزم طرب مین مرے آہنگ فغان
چپ ٹھکے بولے نہ کبھی تار رباب ایک ایک

دلکو سودا غ نہ دو جہان کو سونپ نہ دو
منصفی شرط ہی لازم ہی ہندلب ایک ایک

کبھی پورا نہوا تیری جفاؤنکا شمار
ہم بڑھاتے ہی گئے وقت حساب ایک ایک

لب جو سیر کو آیا ہی جو وہ بحر جمال
ٹوٹا پڑتا ہی تماشے کو حباب ایک ایک

جور پر جور غضب ہی غضب ظلم پہ ظلم
سب لیے پھر ایک ایک کے عتاب ایک ایک

یاد آتی ہی اونہین میرا دم اک بات بھی | روز آتا ہی مرے خط کا جواب ایک ایک

جب کبھی داغ کیا ہمنے سوال بوسہ
سیکڑون اونسے دیے سخت جواب ایک ایک

کتاب عشق کے اولٹے ورق اول سے آخر تک | نہ سمجھے ہم اسکا سبق اول سے آخر تک
بری ہی ابتدا بھی انتہا بھی تیری الفت کی | کہا ہین ہین غم و رنج و قلق اول سے آخر تک
کبھی ہی عرش اعلی پر کبھی تحت الثری مین ہی | کھلے ہین شیخ پر چودہ طبق اول سے آخر تک
می انگور سے شیشے مین تجھے دیتا ہون اے زاہد | رہیگا تیز یکسان یہ عرق اول سے آخر تک
ہزارون دوست دشمن ہم مین اوسکی بے امتیازی | رہا اک شکل پر نظم و نسق اول سے آخر تک
ازل سے تا ابد پائی نہ راحت اس جراحت سے | رہا ہم پہلووں کا سینہ شق اول سے آخر تک
بہار عارض گلگون سے تیرے اسکو کیا نسبت | نہیں اک رنگ پر ہستی شفق اول سے آخر تک
بشر کو گر نہ ملتی کسکو ملتی عشق کی دولت | نہیں تھا کوئی اسکا مستحق اول سے آخر تک

لکھون اوسکو جواب اے داغ کیا مین سخت حیران ہون
لکھے ہین خط مین مضمون ورق اول سے آخر تک

ردیف کاف فارسی

کیون نہ چھپائین ہم عیان عیب و ہنر الگ الگ | دیکھتے ہین بچشم غور اہل نظر الگ الگ
اوسکی تلاش مین مگر ایک کا ایک ہی رہ سپر | پھرتے ہین روز و شب جدا یون شمس و قمر الگ الگ
راہ مین اونکو وہم تھا کوئی نہ بدگمان ہو | آئے تو ساتھ ساتھ وہ مجھسے مگر الگ الگ
تیغ نگاہ یار کو دیتے ہین کھڑی دعا | پارۂ دل جدا جدا لخت جگر الگ الگ

روح فزا کسیکو ہی روح گزا کسیکو ہی
بادۂ عشق نے کیا اپنا اثر الگ الگ

کسکا یقین کیجیے کسکا یقین نہ کیجیے
لائے ہین اوسکی بزم سے یار خبر الگ الگ

صبح شب وصال مین پاؤن اونکے گر پڑا
کہنے لگے وہ ناز سے وقت سحر الگ الگ

مین ہون ادھر تو وہ ادھر ہین تن بدن وہان
رہتے ہین مجھسے دور دور آٹھ پہر الگ الگ

ہوتے ہین کیونکر اک جگہ یہ عجب اتفاق ہی
جاتے ہین جانب عدم یانسے بشر الگ الگ

رنج فراق یار بھی صدمۂ روزگار بھی
ایک دل اور اتنے غم چاہیے گھر الگ الگ

غوث کا مرتبہ کیا تونے قتیل تیغ کا
لٹکے گرے ہین دست و پا سینہ و سر الگ الگ

اونکو یہ وہم ہی کہین ایک سے ایک دل نجائے
لوگ بہت ہین بزم مین سب ہین مگر الگ الگ

۱۵ ۱۶

حشر کو اوسنے چن لیے داغ گناہگار عشق
تاڑ لگی ہزار مین اوسکی نظر الگ الگ

ردیف لام

بچائے سے زمانے کو پروردگار دل
آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل

ہر بار مانگتی ہی پناہ چشم یار دل
اک دل کے کس طرح سے بناؤن ہزار دل

مشہور ہو گئی ہی زیارت شہید کی
خون گشتہ آرزو کا بنا ہی مزار دل

یہ صید گاہ عشق ہی ٹھہر لیے نگاہ
صیاد مضطرب ہی نہو گا شکار دل

طوفان نوح بھی ہو تو ملجائے خاک مین
اللہ رے غبار ترا پر غبار دل

پوچھا جو اوسنے طالب زہر ہی کون
نکلا مری زبان سے بے اختیار دل

کرتے ہو عہد وصل تو اتنا رہے خیال
پیمان سے زیادہ ہو نا پائدار دل

تاثیر عشق یہ ہی ترے عہد حسن مین
مٹی کا بھی بنا ہین تو ہو بیقرار دل

اسکی تلاش ہی کہ نظر آئے آرزو
ظالم نے روز چاک کیے ہین ہزار دل

عالم ہوا تمام رہا اوسکو شوق جور
برسائے آسمان سے پر دو گار دل

پہلے پہل کی چاہ کا کیجے نہ امتحان
آتا تو سیکھ لے ابھی دو چار بار دل

نکلے مری بغل سے وہ ایسی تڑپکے ساتھ
یاد آگیا مجھے وہین بے اختیار دل

اے عندلیب تجکو لگی کب ہوا عشق
کلیونکی طرح تجھ مین پھوٹے ہزار دل

عاشق ہوئے وہ جب سے عدو پر یہ حال ہی
رکھ رکھ کے ہاتھ دیکھتے ہین بار بار دل

اوسنے کہا ہی صبر پڑیگا رقیب کا
لے اور بیقرار ہوا اے بیقرار دل

بیتاب ہوکے بزم سے اوسکی اوٹھا دیا
غافل ہوں مین مگر ہی بہت ہوشیار دل

۵۸
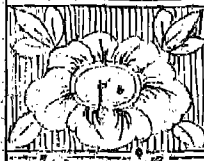
مشہور ہین سکندر و جم کی نشانیان
اے داغ چھوڑ جائینگے ہم یادگار دل

ہوا زمانہ پیری عذاب مین داخل
جوان تھے تو جوانی تھی اب مین داخل

پڑھی نماز جنازے کی میرے قاتل نے
گناہ کرکے ہوا ہی ثواب مین داخل

غلط رہا ہی وہی ابتدا سے آخر تک
ہوئی ہی دلکی رقم جس حساب مین داخل

کسی نے دست تسلی سے ایسی چٹکی لی
سکون دل بھی ہوا اضطراب مین داخل

بہت ہی نازنین خال مصحف رخ پر
مگر یہ نکتہ نہین انتخاب مین داخل

ہوا یہ شرم معاصی سے پانی پانی مین
تمام خلط عناصر ہین آب مین داخل

رقیب کو مرے آگے پلائے مے ساقی
کیا نہ زہر ذرا سا شراب مین داخل

ہنوز کارروائی کتابی ہوا ہی کیون مقبول
خدا کا نام نہین اس کتاب مین داخل

وہ لطف خاص ترا جس سے جان پڑجائے / نہو کہین ستم بے حساب مین داخل

اگر نہین ہی و مینا و ساقی و معشوق / بہشت بھی ہی جہان خراب مین داخل

یہ رشک مانع توبہ ہوا ہی ای زاہد / برے بھلے ہین سبھی اس ثواب مین داخل

دکھاکے منہ جو چھپاتے ہو کوئی چھپتا ہی / نگاہ شوق ہی کی نقاب مین داخل

کسے مجال جو دیکھے وہ حسن عالم سوز / وہان ہی برق تجلی حجاب مین داخل

مقام اہل خرابات اور ہی زاہد / نہین یہ لوگ جہان خراب مین داخل

یہان اولے خموشی کو ہم جفا سمجھے / وہان جواب نہ دینا جواب مین داخل

زمانہ بخت جوان لائیگا کہان تجسا / کہین ہوئی بھی ہی پیر کے شباب مین داخل

وہ لطف توسن عمر روان کے کیا جانے / ہوا ہی پاؤن خضر کا رکاب مین داخل

دوبارا ہمکو کبھی بھولکر نہ لکھا خط / یہ شرط ہی مرے خط کے جواب مین داخل

غش آگیا جو مجھے راحت او سکو وہ سمجھے / ہوئی ہی بیخودی شوق خواب مین داخل
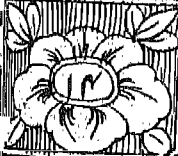
۵۹ — گئے تھے داغ تلاش صنم مین کعبے کو / خدا نے مفت کیا ہی ثواب مین داخل — ۱۴

کیون کہئے دل کا حال کرین کیا ہائے دل / اچھی کہی کہ ہمسے کہو ماجرائے دل

افسوس سینے روز ازل یہ نہ کہدیا / دے مجکو سب جہان کی نعمت سوائے دل

گھبراکے بزم ناز سے آخر وہ اوٹھ گئے / سن سنکے ہائے ہائے جگر ہائے ہائے دل

بہر عیادت آج وہ آکر یہ کہہ گئے / ہو زندگی عزیز تجسے کیون لگائے دل

رہتا ہی دم خفا مرے سینے مین ہر گھڑی / روٹھے ہوئے کو ہائے کہانتک منائے دل

یہ دل ربا ہی اب اسے لیکر نہال ہون / پروا نہین ہی ہمین جاتا ہی جائے دل

کیا اب بھی مشق ظلم کے ارمان رہ گئے
ایک ایک دن مین تونے ہزارون ستائے دل

آئینہ جانکر اوسے تھین اغماض ہو گیا
یہ کیا کیا برا ہے ترا ای صفاے دل

شکوہ کیا کہ شکر کیا تیر یار کا
تھم تھم کے زمزم کچھ آئی صداے دل

پایا نہ اوس گلی مین دل اپنا کسی جگہ
یون ہم گرے پڑے تو بہت ڈھونڈھ لائے دل

تعریف اوسکی ہوتی ہی کیون میرے روبرو
تم چاہتے ہو یہ کہ رقیبون پہ آئے دل

جو ر سپہر و ظلم بتان سہہ گئے بہت
رستم وہی ہی جسنے اوٹھائی جفاے دل

ایسا بناؤن ٹھیک کہ یہ یاد ہی کرے
ابکی کبھی پڑے قابو مین آئے دل

۱۶۰ ۱۱

کہتے نہ تھے وہ سنکے برا مان جائینگے
ای داغ اوسنے اور کہو ماجرا دل

ردیف میم

چھک گئے ہین آج اک ساغر سے ہم
ہاتھ دھو بیٹھے مئے کوثر سے ہم

بتکدے مین جاکے اوس بت کا پتا
پوچھتے پھرتے ہین ہر پتھر سے ہم

قصد صحرا ہی دل ویران کے ساتھ
اک بیابان لیچلے ہین گھر سے ہم

جب رگ جان سے کمی کرتا ہی خون
چھیڑ دیتے ہین اوسے نشتر سے ہم

تیر تیرا بڑھکے مژگان سے نہین
کچھ کھٹکتے ہین اسی نشتر سے ہم

کسقدر کٹتی ہی راہ شوق جلد
تیز چلتے ہین سوے خنجر سے ہم

کیا کہین کس سے کہین کسکے لیے
پھرتے ہین چارون طرف مضطر سے ہم

حضرت واعظ نے جو چاہا کہا
پر نہ بولے کچھ خدا کے ڈر سے ہم

دل جو اپنا ہمنے مانگا تو کہا — کیا چرا لائے تمھارے گھر سے ہم

ہمسری تجھسے کرے گر آسمان — صدقہ کر ڈالین ترے سر سے ہم

۱۶۱ — ۹

وہ ستمگر روبرو ہوگا تو داغ
کیا کہینگے داور محشر سے ہم

ڈرتے ہین چشم و زلف و نگاہ و ادا سے ہم — ہردم پناہ مانگتے ہین ہر بلا سے ہم

معشوق جائے حور ملے مے بجائے آب — محشر مین دو سوال کرینگے خدا سے ہم

گر تو کسی بہانے سے آجائے وقت نزع — ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم

گو حال دل چھپاتے ہین پر اسکو کیا کرین — آتے ہین خود بخود نظر اک مبتلا سے ہم

ناچار اختیار کیا شیوۂ رقیب — کچھ بے حیا ہی خوب ہین گذرے حیا سے ہم

مانگی نہ ہوگی خضر نے یون عمر جاودان — کیا اپنی موت مانگتے ہین التجا سے ہم

دیکھین تو پہلے کون مٹے اوسکی راہ پر — بیٹھے ہین شرط باندھکے ہر نقش پا سے ہم

مجبور اپنے شیوۂ شرم و حیا سے تم — ناچار اضطراب دل مبتلا سے ہم

۱۶۲ — ۹

یہ آرزو ہی آنکھ مین سرمہ لگائینگے
اے داغ خاک پائے رسول خدا سے ہم

شب وصال تو پتلے بنو حیا کے تم — جفا کے تمسے گلے ہم کرین وفا کے تم

کوئی خوشی تو ہوئی ہو کہ ہنستے آتے ہو — گئے تھے کیا کسی مرنے پہ آشنا کے تم

مزا ہو حشر مین دونون ہون ایکبار طلب — ہمارے ساتھ چلو سامنے خدا کے تم

کسطرح نہین ملتے بغیر دل کے لیے — یہ ڈھنگ سیکھ گئے کسکی التجا کے تم

مجھے جو ناز ہوا اپنی بیگناہی پر — کہا اونھون نے سزاوار ہو سزا کے تم

مری زبان جلانے سے کیا جایگا اثر
کہ جانتے ہی نہیں ہتھکنڈے دعا کے تم

گیا جو شکوہ عزیزوں نے میرے قاتل سے
کہا اُدھوں نے کہ قاتل نہیں قضا کے تم

کہیں نہ حضرت دل ہم سے تم دغا کرنا
ہمارے دوست پرانے ہو ابتدا کے تم

١٦٣
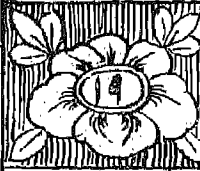
تمہارے شعر میں گرمی ہے کیوں قیامت کی
جلے ہوئے ہو مگر داغ انتہا کے تم

١٩

ردیف نون
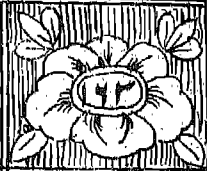
بیکسی صدمۂ ہجران کی مجھے تاب نہیں
کاش دشمن ہی چلے آئیں جو احباب نہیں

قبر میں بھی نہ بجھی آتش غم وائے نصیب
ہم جہاں دفن ہیں واں زیر زمیں آب نہیں

بخت بیدار نہ یہ دیدۂ دربان یارب
چشم مشتاق کی تقدیر میں کیوں خواب نہیں

تجکو اے بخت سیہ آگ لگا کر دیکھوں
شب ہجران میں اگر جلوۂ مہتاب نہیں

جام کوثر اوسی میکش کو ملیگا زاہد
بول اوٹھا جو کوئی ہمکو مئے ناب نہیں

چھیڑ تھمتی ہے کوئی نالہ کوئی رکتا ہے
چارہ گر ناخن وحشت ہے یہ مضراب نہیں

اب لفافہ بھی نہیں خط کا خدا کی قدرت
پہلے اتنی ہی شکایت تھی کہ القاب نہیں

واں یہ ٹھہری ہے کہ اسکو بھی نظر میں رکھیے
اب جو ٹھہرے تو ہمارا دل بیتاب نہیں

دیکھ بتخانے میں تصویر کا عالم اے شیخ
یاں مصلا نہیں منبر نہیں محراب نہیں

آنکھ لگتی ہے تو کہتے ہیں کہ نیند آئی ہے
آنکھ ایسی جو لگی پھر نہیں جو خواب نہیں

راز دل کس سے کہوں حضرت ناصح کہیے
جو ہیں دوست ہیں کیا غیر ہیں احباب نہیں

نامہ بر مجھسے یہ کہتا ہے کہ تم تو کیا ہو
بادشہ بھی تو وہاں قابل القاب نہیں

نہ ملے مجکو مرے حال پہ رونے والے
عیش کیسا کہ یہان غم کے بھی اسباب نہین

مجھ سے بیتاب کی میت پہ ملین کیون کافور
کیا میسر مرے احباب کو سیماب نہین

جستجو چاہیے گو خون جگر ہی ملجائے
رزق انسان کا کیا ہیچ نایاب نہین

پوچھتے کیا ہو کہ دیکھا شب وعدہ کیا کیا
تمسے تعبیر بن آئے وہ مرا خواب نہین

موت اب پہ قاتل مین کھڑی ہنستی ہے
یہ بھی قسمت کی تری ہی دل بیتاب نہین

طعنے دیتے ہو محبت مین برا کہنے کو
کون سے روز یہان مجمع احباب نہین

حال دل جب سے کہا اوس نے کہا بس خاموش
داغ اس درد کے سننے کی ہمین تاب نہین

۱۶۴

کیا کیا فریب دلکو دیے اضطراب مین
اونکی طرف سے آپ لکھے خط جواب مین

شوخی سے تمکو ڈال دیا اضطراب مین
کچھ تمکنت کا لطف نہ دیکھا شباب مین

ہی پایدار رشتۂ عمر مسیح سے
میرا ابھی تار جیب لگانا نقاب مین

کچھ شان مغفرت سے نہین دور زاہدو
ڈوبین گناہ بادہ کشون کے شراب مین

کیا جانین کیا سکھائینگے انکو صلاح کار
ہر روز گفتگو ہی نئی میرے باب مین

ہی اہل حشر جمع ہین یان ہر طرح کے لوگ
وہ کچھ صلاح مجکو طبیعت کے باب مین

حورون کا انتظار کرے کون حشر تک
مٹی کی بھی ملے تو روا ہی شباب مین

پیر مغان کی دل شکنی کا رہا خیال
داخل ہوا ہون توبہ سے پہلے ثواب مین

ہر وقت انتظار طلب مین ہین مستعد
رہتا ہی ایک پاؤن ہمارا رکاب مین

گروہ نہ آئینگے تو اجل آئیگی ضرور
تسکین ملی ہوئی ہی مرے اضطراب مین

جی چاہتا ہی چھیڑ کے ہون اوس سے ہمکلام
کچھ تو لگیگی دیر سوال و جواب مین

دنیا کی باز پرس سے اب تک نہیں نجات — الجھا ہوا ہون حشر کے دن بھی حساب مین

کوئی گلہ کریگا نہ غصے کی بات کا — کہنا ہو جو کسیکو وہ کہہ لو عتاب مین

رکھنا قدم تصور جانان سنبھال کر — کائی ہی جا بجا مری چشم پر آب مین

ای شیخ جو بتائے مے عشق کو حرام — ایسے کے دو لگائے بھگو کر شراب مین

۱۶۵ ای داغ کوئی مجسا نہو گا گناہگار — ہی معصیت سے سیر جہنم عذاب مین ۱۱

سوز و گداز عشق کا لذت چشیدہ ہون — مانند آبلہ ہمہ تن آبدیدہ ہون
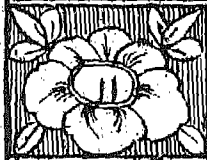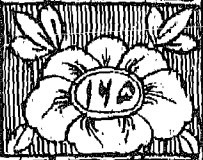
سرو سہی ہون اور نہ شاخ خمیدہ ہون — تسلیم و راستی کے لیے آفریدہ ہون

گر تو نہو تو پھر کسی کافر کا دل لگے — دوزخ مین آرمیدہ ارم سے رمیدہ ہون

نازک مزاجیون نے مجھے تجسا کر دیا — ای بیخبر مین اپنے سے آپھی کشیدہ ہون

اللہ رے کشاکش دیر و حرم کہ مین — ظالم ہزار ہاتھ سے دامن دریدہ ہون

پروانہ پاس شمع کے بلبل ہی گل کے پاس — اک مین کہ تیری بزم مین خلوت گزیدہ ہون

بیتاب درد ہون تو دل آزار ہون — لبریز شکوہ ہون تو زبان بریدہ ہون

افتادگی پہ بھی نہ گئی اوسکی جستجو — گویا زمین پہ سایۂ مرغ پریدہ ہون

ای آرزو سے تازہ نکر مجھسے چھیڑ چھاڑ — مین پائے شوق و دست تمنا بریدہ ہون

صیاد پہ ہون بار تو ہون باغبان کو خار — آزاد دام و تا بہ چمن نارسیدہ ہون

۱۶۶ ای داغ جسکے واسطے روز جزا بنا — وہ کون ہے وہ مین ہی تو آفت رسیدہ ہون ۱۲

الہی کیا کرین ضبط محبت ہم تو مرتے ہین — کہ نالے تیر بن بنکر کلیجے مین اوترتے ہین

جفا پر جان دیتے ہین ستم پر پیار کرتے ہین
یہ ناکام محبت سچ تو یہ ہی کام کرتے ہین

کہین کیا ہم پہ جو صدمے گذرتے ہین گذرتے ہین
لگایا جسگھڑی دل اوسکو گھڑی یاد کرتے ہین

تماشا جسنے دیکھا ہی مرے دل کے تڑپنے کا
تماشا ہی کہ وہ اپنی نظر سے آپ ڈرتے ہین

پئے تعظیم اوٹھتی ہی قیامت کوئے جانانہ
اجل کہتی ہی بسم اللہ جہان ہم پاؤن دھرتے ہین

پڑھا یا ہمنے دل اوسکا یہ کہکر دم بسمل
لگا چاٹ تیغ ای قاتل کہین تل بھی ڈرتے ہین

فرو ہی نامۂ دلبر مین کیا جسوقت پڑھتا ہون
تو سنکر کاتب اعمال وسکو حفظ کرتے ہین

ہوا منفعل ای ناخن غم تیغ قاتل سے
کہ زنگ کے یہ کہتا ہی جگر کے زخم بھرتے ہین

نہین آتے نہ آئین وہ گئے آپ تو ان جانا
تجھی پہ آج ہم ای بیقراری صبر کرتے ہین

تہ خنجر یہ کہتا تھا ستمگر سے گلو اپنا
جو یوان کٹ کے لڑتے ہین کب گھبرا کے مرتے ہین

تسلی لدہی دلجوئی اک حیلہ بہانہ ہی
مرا دل دیکھتے ہین جو دلبر ہاتھ دھرتے ہین

نہ پوچھو کچھ مصیبت دردمندان محبت کی
خدا پر خوب روشن ہی گذر جسطرح کرتے ہین

قیامت ہی کیون گذرے ہمین ان سنگدلون ہاتھون
سنا جس رہگذر کو یہ ادھر سے وہ گذرتے ہین

یہانتک بدگمان ہین میرے مرغ نامہ بر وہ
کہ پہلے ذبح کرتے ہین تو پیچھے پر کترتے ہین

خدا ہی کوئی پوچھے حشر مین ہم سے ترے آگے
گرا ان ہم کسپہ مرتے تھے کہین ہم اسپہ مرتے ہین

ہم اس غفلت کے صدقے کوئی دم چھٹتے تو ہین غمسے
کہ جبدم ہوش آتا ہی تو پھر ہم فکر کرتے ہین

مرے ہر زخم دلپر بدنصیبی ہنستی ہی
وہ کسکی شور بختی سے نمکدان اپنا بھرتے ہین

گلی کوچے مین ستے تنے اشتہار عشق پھیلائے
کہ اوڑا اوڑ کر مرے مکتوب کے پرزے بکھرتے ہین

کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا
اب اسمین حسرت شوق و تمنا سیر کرتے ہین

زبان سے گر کیا بھی عہد تو نے تو یقین کسکو
نگاہین صاف کہتی ہین کہ یون وعدے مکرتے ہین

کبھی چھلکا ہون شیشے پر کبھی گرتا ہون ساغر پر
مری بیہوشیون نے ہوش ساقی کے بکھیرے ہین

الٰہی دیدۂ و دل تو نہ ٹھہرے رہگذر ٹھہرے
کہین حسرت گذرتی ہی کہین سیدے گذرتے ہین

کوئی کہدے کہ تمنے دل لیا پھر دیکھیے کیا کیا
اوچٹتے ہین اکھڑتے ہین پلٹتے ہین مکرتے ہین

ادا بیساختہ اون گیسوؤنکی کچھ نرالی ہی
بنائے سے بگڑتے ہین سنوارے سے بکھرتے ہین

تمھاری بدمزاجی سے ہمین کیونکر نہ خوف آئے
مثل مشہور ہی خبطی سے سب ہی ڈرتے ہین

ستم دیکھو یہان رنج پر کہتا ہی وہ ظالم
یہ صدمہ تو نہین آخر کسی پر ہم بھی مرتے ہین

۱۹۶ نہ پوچھو داغ ہمسے انتظار یار کی صورت
یہ آنکھین جانتی ہین خوب جو نقشے گذرتے ہین ۱۱

اس چمن مین گو برنگ سبزہ بیگانہ ہون
گل ہی رنگینی مین اپنے رنگ کا دیوانہ ہون

مین تو ہر انداز معشوقانہ کا دیوانہ ہون
گل پہ بلبل ہون اگر تو شمع پر پروانہ ہون

غفلت خوابیدگان خاک کے آورہ ہین ہوش
مین شراب بیخودی سے اسقدر مستانہ ہون

مجھپہ سو سو ظلم دل کے واسطے اک اضطراب
اور پھر کہتا ہی مین ہی عشق مین دیوانہ ہون

غیر ناکامی ہوا حاصل نہ اس میخانے مین
جامے مے حسرت بھری ہی مجھ مین پیمانہ ہون

جسپہ عاشق ہی صبا اوس خاک کا ذرہ ہون مین
برق جسپر لوٹ ہی اوس کشت کا مین دانہ ہون

کر رہینگی کام کچھ آخر مری ناکامیان
جسقدر نادان ہون اوتنا ہی مین فرزانہ ہون

مجھسے اے گبر و مسلمان کس لیے نا آشنا
قابل مسجد نہ ہرگز لائق بتخانہ ہون

وصل کی گرمی ابھی ہی یار اپنی نازک طبع
شمع سے کافور ہو جاتا ہون پروانہ ہون

مین اگر ہمدرد کے دلمین ہون تو اک درد ہون
مین زبان پر شہرہ آفاق ہون تو اک افسانہ ہون

ہی سراسر تیرگی ای داغ میری دشمنی

۱۶۸ گو چراغ خانہ ہون پر آفت کاشانہ ہون ۱۱

تیرا چرچا ہوا نہ کس کس مین
مین بنا چور اوکی مجلس مین

اے کس طور سے بنے وہ کام
ہو قدم دل کا درمیان جس مین

ہے کسیکا تو انتظار تجھے
آنکھ لگتی ہے تیری نرگس مین

دل کا ویرانہ ہو گیا لیکن
اب بھی ہے تیری آرزو اس مین

ورہم داغ دل کو ہاتھ لگا
مال آیا ہے دست مفلس مین

دل بیتاب کے تڑپنے سے
آگئی جان جسم بے حس مین

ہم ستم سے بھی خوش ہین اے ظالم
وہ ستم کوئی لطف ہو جس مین

آنکھ اوسکی صبا نے دیکھی تھی
ڈال دی خاک چشم نرگس مین

تپہ عاشق نہون تو کسپہ ہون
تم مین جو بات ہے وہ ہے کس مین

گر کہا تم گلے سے مل جاؤ
مل گیا زہر کونسا اس مین

۱۶۹ مجکو دشمن سے کیا گلہ اے داغ
انس پاتا نہین ہون مونس مین ۹

جب کہا اور بھی دنیا مین حسین اچھے ہین
کیا ہی جھنجلا کے وہ بولے کہ ہمین اچھے ہین

نہ اوٹھا خواب عدم سے ہمین ہنگامہ حشر
کہ پڑے چین سے ہم زیر زمین اچھے ہین

کس بھروسے پہ کرین تجھسے وفا کی امید
کون سے ڈھنگ ترے جان حزین اچھے ہین

خاک مین آہ ملا کر ہمین کیا پوچھتے ہو
خیر جس طور رہین ہم خاک نشین اچھے ہین

ہمکو کوچے سے تمہارے نہ اوٹھا لے اللہ
صدقے بس خلد کے کچھ ہم تو یہین اچھے ہین

نہ ملا خاک مین تو ورنہ پشیمان ہوگا
ظلم سہنے کو ہم اے چرخ برین اچھے ہین

دلمین کیا خاک جگہ دون ترے ارمانونکو
کہ مکان ہی یہ خراب اور مکین اچھے ہین

مجکو کہتے ہین رقیبونکی برائی سنکر
وہ نہین تمسے برے بلکہ کہین اچھے ہین

۱۷۰

بت وہ کافر ہین کہ ای داغ خدا اوسسے بچائے
کون کہتا ہی یہ غارت گر دین اچھے ہین

۱۹

پھر دین عجب ادائین اوس شوخ سیمتن مین
ایک تیڑھ سادگی مین ایک سیدھ بانکپن مین

مطلب کی چھیڑ اونسے پنہان سخن سخن مین
سچ یہ کہ داغ پرفن یکتا ہی اپنے فن مین

جیسے لیا ہی مینے ای شوخ نام تیرا
مشکل ہوا زبان کو رہنا مرے دہن مین

مین سر بسر ہون شکوہ ای تیغ یار تجھسے
سو سو گلے بھرے ہین اک ایک عضو تن مین

مین ناتوان نہ پہنچا مرکر بھی تا بمنزل
زنجیر ہی مجھے وہ جو تار ہی کفن مین

پوچھو نہ کچھ کدورت اس داغدار دلکی
آتی ہی خاک لینے آندھی اسی چمن مین

یہ گرم سرد عالم دیکھین دکھائین کیا اب
شعلے تھے پیرہن مین کافور ہین کفن مین

دست جنون ہمارا چھوڑے نہ تار باقی
گر دامن قیامت پیوند ہو کفن مین

آفت ہی میکشون کا پیاسا ہلاک ہونا
پھرتی ہی روح میری ساقی کی انجمن مین

مجنون کا حوصلہ تھا جو راز دل چھپاتا
اک مشت استخوان بھی رکھے نہ پیرہن مین

میت پر آئینگے وہ یان دم ہی مجھ مین باقی
یارو لپیٹ دینا زندہ مجھے کفن مین

اچھی پھبی اسیری مجھسے شکستہ دلکی
اچھا شکن بڑھایا گیسوے پر شکن مین

اس رنج بیکسی کی یارب خبر نہ پہنچے
جائے نہ شام غربت سر پیٹتی وطن مین

خط کو کمر سے باندھا آخر تو بوجھ اوٹھایا
میری زبان بھی رکھلے نامہ بر دہن مین

ہی چارہ ساز گلچین گلہا سی داغ دلکا
شامت بہار کی ہی آئی جو اس چمن مین

اکدن حریف محشر ہوتا ہی اس سبب سے — بھرتے ہین روز فتنے وہ چشم سحر فن مین

یہ شوق خودنمائی کیا کچھ جنون سے کم ہی — بیتاب تجکو لایا خلوت سے انجمن مین

یہ کیا کہ دلمین آؤ تو خاک مین ملادو — رونق ہو انجمن کی بیٹھو جب انجمن مین

(۱۷۱) ای داغ ہم نہایت تنگ آگئے ہین غربت — جو دم خوشی سے گذرا یاران ہموطن مین (۹)

بے نیاز یہ کینہ ساز کیا جانین — ناز والے نیاز کیا جانین

شمع رو آپ گو ہوئے لیکن — لطف سوز و گداز کیا جانین

کب کسی در کی جبہ سائی کی — شیخ صاحب نماز کیا جانین

جو رہ عشق مین قدم رکھین — وہ نشیب و فراز کیا جانین

پوچھیے میکشون سے لطف شراب — یہ مزہ پاکباز کیا جانین

بلے چتون تری غضب کی نگاہ — کیا کرینگے یہ ناز کیا جانین

جنکو اپنی خبر نہین ابتک — وہ مرے دلکا راز کیا جانین

حضرت خضر جب شہید نہون — لطف عمر دراز کیا جانین

(۱۷۲) جو گذرتے ہین داغ پر صدمے — آپ بندہ نواز کیا جانین (۲۳)

مانا کہ لطف عشق مین ہی ہم مگر کہان — کیا سوجھتا نہین کہ پڑی ہی نظر کہان

زاہد مری شراب کے چسکے ہی اور ہین — تیرے طہور مین ایسا اثر کہان

بھرتا ہزار غنچۂ پیکان کو توڑکر — آتا مگر یہ دامن زخم جگر کہان

ای آہ دلمین رہ کہ جو پردہ رہے ترا — جاتی ہی دوڑ دوڑ کے تو بے اثر کہان

الفت جتاسیے تو غلط جھوٹ نا درست — دل مانگیے تو کہتے ہین کیا کدھر کہاں

تھم تھم کے وار کر کہ مرا درد مٹ نجائے — جب مین نہین تو لذت زخم جگر کہاں

بھولا ہون راہ فرط محبت مین دیکھیے — ہوتی ہی آج شام غریبی سحر کہاں

ب آہ بے شرر سے جلے خاک آسمان — کل ہی نہین شجر مین ہمارے ثمر کہاں

اوس زلف مین بھی ای دل مضطر رہ سکا — خانہ خراب تیرے ٹھکانے کو گھر کہاں

بیٹھے ہین یار کنکی خبر کیا ہین بیخبر — یہ تو کہین ہم اس سے رہے بیشتر کہاں

صورت مین اتحاد تو سیرت مین اختلاف — تجبا ہوا ور تجبا نہو وہ بشر کہاں

آغاز شوق مین نہین انجام کی خبر — اس ابتدا کی دیکھیے نکلی خبر کہاں

۱۷۳ میخانے کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ — ہر ایک پوچھتا ہی کہ حضرت ادھر کہاں ۱۱

دلمین گھر یار کے پیکان کیے بیٹھے ہین — مجھپہ قبضہ مرے مہمان کیے بیٹھے ہین

تیرے وعدے کے جو ارمان کیے بیٹھے ہین — تین دن پہلے ہی سامان کیے بیٹھے ہین

ابتدا عمر سے او دیکھین مری نظر سے پرہیز — کہ رقیبون کو نگہبان کیے بیٹھے ہین

اسطرح بیٹھے ہین سر کاٹ کے میرا سر بزم — مجھپہ گویا کہ وہ احسان کیے بیٹھے ہین

ایسی وحشت نہین اپنی کہ ہو محتاج بہار — پہلے ہی چاک گریبان کیے بیٹھے ہین

منھدی ملنے کے بہانے ہین عبث لو کیسے — آج اغیار سے پیمان کیے بیٹھے ہین

دیکھا ای دشمن ایمان کہ وفا پر تیری — کسقدر صبر مسلمان کیے بیٹھے ہین

دیکھیے کون گرفتار بلا ہوتا ہی — آج وہ زلف پریشان کیے بیٹھے ہین

اب ہی کیا ہم مین جو لیگی نگہ ناز تری — پہلے ہی جان کا نقصان کیے بیٹھے ہین

حسرت ویاس و تمنا کے لیے اک دل تھا | ہم اوسے پہلے ہی ویران کیے بیٹھے ہین

۱۷۴ ۹

حضرت داغ کو پھر کیا کہین وحشت اوچھلی
آج گھر کو جو بیابان کیے بیٹھے ہین

نالے کرنے دل ناکام برے ہوتے ہین | کہ برے کامون کے انجام برے ہوتے ہین
ذبح کیجے نہ مجھے مین تو یونہین مرتا ہون | آپ کیون نیکے یہ الزام برے ہوتے ہین
خوب ہین اہل ہوس کیا کہ نہین پختہ مزاج | ہے یہ ظاہر ثمر خام برے ہوتے ہین
ہو تسلی تو گذارون شب ہجران ساری | طور میرے تو سر شام برے ہوتے ہین
چھیڑ معشوق سے کیجے تو ذرا تھم تھم کر | روز کے نامہ و پیغام برے ہوتے ہین
مہربانی نہ کرو اور غضب آئے گا | اس بھلائی مین مرے کام برے ہوتے ہین
ہر قدم ہکو رہ عشق مین اک منزل ہے | طور اپنے سر ہنگام برے ہوتے ہین
راہ پر حضرت زاہد کو لگا ہی لاۓ | سچ تو یہ ہے کہ مے آشام برے ہوتے ہین

۱۷۵ ۱۱

درہم داغ نہو داغ کہ کس طرح عزیز
چارہ گر مفت کے کیا دام برے ہوتے ہین

پھرا پیامبر اپنا خراب رستے مین | دیا نصیب نے اچھا جواب رستے مین
وہ یون رقیب سے ہوجاب رستے مین | کرے جو سامنے بھی اجتناب رستے مین
یہ سچ ہے راہ محبت بڑی ہے بڑھی کیسی | نہ آئے خضر کبھی اس خراب رستے مین
وہ گھر پہ آکے مرے عرض حال بھول گئے | رہا وہ رستے کا سارا حساب رستے مین
بھٹکتے پھرتے ہین اوس رہگذار مین عاشق | مسافرون کی ہے مٹی خراب رستے مین
لگا کے بات تو نہین نے آئے ہم اونھین گھر تک | ہزار ہمیہ ہوئے گو عتاب رستے مین

عجب نہین کشش دل سے مرے اے قاصد
ملے اگر تجھے خط کا جواب رستے مین

گلی سے یار کی ہم اوٹھکے چل چکے تھے مگر
مچل گیا دل پر اضطراب رستے مین

یقین ہے زندہ نہ پہنچینگے کوئی جانان تک
جو شوق کا ہے یہی اضطراب رستے مین

وہ رستہ کاٹکے چلتے ہین اسلیے مجھسے
کہ کچھ کہے نہ یہ خانہ خراب رستے مین

بغل مین داب کے لے چل عدم کو شیشۂ مے
ملیگی داغ نہ تجھکو شراب رستے مین

زاہد نہ کہہ بری کہ یہ مستانے آدمی ہین
تجھکو لپٹ پڑینگے دیوانے آدمی ہین

غیرونکی دوستی پر کیون اعتبار کیجے [?]
یہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہین

جو آدمی پہ گذری وہ اک سوا تمھارے
کیا جی لگا کے سنتے فسانے آدمی ہین

کیا چور ہین جو ہمکو دربان تمھارا ٹوکے
کہدو کہ یہ تو جانے پہچانے آدمی ہین

مے بوند بھر پلا کر کیا ہنس رہا ہے ساقی
بھر بھر کے پیتے آخر پیمانے آدمی ہین

تمنے ہمارے دلمین گھر کر لیا تو کیا ہے
آباد کرتے آخر ویرانے آدمی ہین

جب داور قیامت پوچھیگا تمپہ کھلکر
کہدینگے صاف ہمتو بیگانے آدمی ہین

ناصح سے کوئی کہدے کیجے کلام ایسا
حضرت کو تاکہ کوئی پہچانے آدمی ہین

ہین وہ بشر کہ سمجھے ہر آدمی کو نفرت
تم شمع وہ کہ تمپر پروانے آدمی ہین

محفل بھری ہوئی ہے سودائیونسے اوسکی
اوس غیرت پری پر دیوانے آدمی ہین

شاباش داغ تجھکو کیا تیغ عشق کھائی
جی کرتے ہین وہی جو مردانے آدمی ہین

جلتے ہو تم کہ ہمکو گھٹا مین آئین [?]
تمپہ رحمت ہو مین تو پہ بلا مین آئین [?]

مجھ پر افلاک سے میری ہی بلا ہین آمین
سیفیان پڑھتی ہوئین پھر کے دعا ہین آمین

موت نے مجکو پکارا کہ مرے قاتل نے
آئیے آئیے مقتل سے ندا ہین آمین

کسکی زلفین مجھے یاد آ ہین شب ہجر آئین
کہ بلائین مری لینے کو بلا ہین آمین

آئے دلمین بھی وہ ہمراہ نگہبانون کے
برچھیان تانے ہوئے ساتھ ادا ہین آمین

جب اوڑی خاک مری جمع ہر کوچے مین
شرط باندھے ہوئے اور اوڑکے ہوا ہین آمین

گو محبت سے مرے خاک نہ آیا مجکو
اسپہ مرتا ہون کہ تمکو تو ادا ہین آمین

ہان ہے اونکو کرم پر کہ نہین جسکا حساب
کس خطا وار کی گنتی مین خطا ہین آمین

کیا بڑی بات تھی باتون مین اوسے بہلانا
تہ گلے آئے زبان پر نہ دعا ہین آمین

کوئے قاتل کی زمین پوچھ رکھا جینے قدم
آسمان سے عدم ماتم کی صدا ہین آمین

آنکھ دیکھتے ہی بیٹھ گئے تھام کے دل
پھر کہا آہ مجھے کیون یہ ادا ہین آمین

داور حشر سے ابتک ہے امید انصاف
کیا کرینگے جو پسند اوسکی جفا ہین آمین

درد دل کچھ نہ کھلا داغ مگر وقت اخیر
داد بیداد کی دو چار صدا ہین آمین

ہم تری بزم سے اے یار چلے جاتے ہین
لے چلے جاتے ہین ناچار چلے جاتے ہین

اوسکا کوچہ ہی کہ ہے عرصۂ محشر یارب
سیکڑون طالب دیدار چلے جاتے ہین

حسرت دلکی تمنا آ کی ہے اوس کوچے مین
کہ یہ دوڑے ہوئے ہر بار چلے جاتے ہین

مرض عشق سے بگڑا ہون کچھ ایسا کہ مجھے
دور سے دیکھکے غمخوار چلے جاتے ہین

منتظر دیر سے ہین جلوہ دکھا دے ظالم
ورنہ یہ طالب دیدار چلے جاتے ہین

اسطرح جاتے ہین اوس بزم مین دل کے ہاتھون
کہ بندھے جیسے گنہگار چلے جاتے ہین

بل بے ضد آپکی اے دلربی لطافت مزاج
اجتک وصل کے انکار چلے جاتے ہین

گرچہ سو سو ہین تغافل کہ نجانے کوئی
اون نگاہون کے گزر وار چلے جاتے ہین

ہم نہین جانتے کچھ دیر و حرم کا رستہ
ہم مئے عشق مین سرشار چلے جاتے ہین

بھولکر راہ چلے آئے ہین بخشو
ہم خطاوار گنہگار چلے جاتے ہین

۱۷ داغ اس ضعف کی اپنی تو منزل طے ہے
ہم رہے جاتے ہین سب یار چلے جاتے ہین ۱۱

شوخی نے تیری کام کیا اک نگاہ مین
صوفی ہے بتکدے مین صنم خانقاہ مین

آنکھین بچھائین ہم تو عدو کی بھی راہ مین
پر کیا کرین کہ تو ہی ہماری نگاہ مین

بڑھتا ہون آگے پوچھکر اوس سے مقام عشق
جو فتنہ مجھ غریب کو ملتا ہے راہ مین

دلمین سما گئی ہین قیامت کی شوخیان
دو چار دن رہا تھا کسیکی نگاہ مین

راتین مصیبتون کی جو گذرین تمہین آجتک
اب تم کو آئے ہین مرے روز سیاہ مین

اوس توبہ پر ہے ناز مجھے زاہد اسقدر
جو ٹوٹ کر شریک ہو میرے گناہ مین

آتی ہے بات بات مجھے یاد بار بار
کہتا ہون دوڑ دوڑ کے قاصد سے راہ مین

تاثیر بچکے سنگ حوادث سے آگیا
میری دعا بھی ٹھوکرین کھاتی ہے راہ مین

کیسا نظارا اسکا اشارا کہان کی بات
سب کچھ ہوا اور کچھ نہین پہنچی نگاہ مین

جو کینہ آج ہے تجھے دلمین ستم شعار
جائیگا کل ہی تو دل داد خواہ مین

۱۸ مشتاق اس صدا کے بہت درد مند تھے
اے داغ تم تو بیٹھ گئے ایک آہ مین ۱۱

بھولے بھٹکے جو مرے گھر مین چلے آتے ہین
اپنی تقدیر کے چکر مین چلے آتے ہین

مجھمین تاثیر ہو گر اے کشش دل کچھ بھی
تو وہ دوڑے ہوے دم بھر مین چلے آتے ہین

وحشت ایسی ہے کہ سائے سے بھی مین کہتا ہون
آپ کیون میرے برابر مین چلے آتے ہین

ہمسری کون کرے فتنہ خرامی سے تری
سیکڑون کبک سے ٹھوکر مین چلے آتے ہین

چشم بدمست سے پھر ہمکو نہ دیکھو دیکھو
غش یہان ایک ہی ساغر مین چلے آتے ہین

روز سنتے ہین نیا ایک نہ اک شیدائی
نام نکلے ترے دفتر مین چلے آتے ہین

سیر بازار بھی ہے اونکے لیے ایک شکار
دل بندھے زلف معنبر مین چلے آتے ہین

آپ حسرت ہین ارمان ہین ہین سوز و گداز
کسلیے پھر دل مضطر مین چلے آتے ہین

تشنہ جان وہ ہون دم ذبح کر اے قاتل دیکھ
جوش آب دم خنجر مین چلے آتے ہین

تھک کے بیٹھون بھی جو وحشت مین تو سر پھرتا ہے
پاؤن کے چرخ مرے سر مین چلے آتے ہین

۱۸۱

داغ جا کر نہ پھرے سوے عدم اپنے رفیق
ہم یہ سمجھے تھے کہ دم بھر مین چلے آتے ہین

۱۳

کشتۂ یاس ہون مقتول تمنا ہون مین
اور اس زندگی عشق پہ مرتا ہون مین

کچھ خبر ہی نہین اللہ ری مری بیخبری
کسکا مشتاق ہون مین کون ہون کیا ہون مین

نظر آتا نہین اے جوش سرشک اپنا شباب
کشتی نوح نہین ہون کف دریا ہون مین

ظالم و قاتل و سفاک و غضبناک ہو تم
عاشق و شیفتہ و والہ و شیدا ہون مین

مین اٹھون تو طرف غیر نگاہین اوٹھین
مگر اوس بزم مین اوس چشم کا پردا ہون مین

تودۂ تیر حوادث نکرین کیون افلاک
کہ اسی واسطے ہون خاک کا پتلا ہون مین

شمع سان گھلتے ہی گھلتے سحر آجائیگی
اے شب ہجر کوئی منہ کا نوالا ہون مین

داب کر تجکو بغل مین دل مضطر لیجاؤن
پر یہ ڈر ہے نہ رقیبون مین تماشا ہون مین

آپکی جنبش لب نے تو کیا کام تمام
اسی اعجاز پہ کہتے تھے مسیحا ہون مین

جان دینے پہ اجازت ہو وہان بسم اللہ
دل بیتاب پہ لو فاتحہ پڑھتا ہون مین

آرزو بنکے رہا ہون کہ نکالے نہ فلک
اوس گلی مین ہمہ تن آج تمنا ہون مین

چپ رہ ناصح مشفق مجھے غافل نہ سمجھ
ہان کہے جا جو ترے دلمین ہے سنتا ہون مین

۱۸۲ ۱۱

داغ کیا پوچھتے ہو مین نہین کچھ کہتا
خیر جس حال مین ہون شکر ہے اچھا ہون مین

دل مہجور کو آزردہ جو پاتا ہون مین
اپنے روٹھے کو شب ہجر مناتا ہون مین
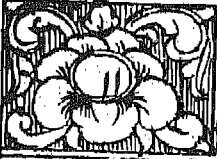
جبہ سائی تری دہلیز پہ کچھ فرض نہ تھی
اپنے تقدیر کے لکھے کو مٹاتا ہون مین

ایک نظارۂ گلشن کی ہوس باقی ہے
رخصت اے کنج قفس پھر ابھی آتا ہون مین

فرقت یار مین بےموت جو مرجاتا ہون
ملک الموت کو دیوانہ بناتا ہون مین

دیکھنا شوق شہادت کہ جو وہ بھول بھی جائے
جرم اپنا اوسے خود یاد دلاتا ہون مین

قفس تنگ سے چھٹنا تو بہت مشکل ہے
نوچکر پر سوئے گلزار اوڑاتا ہون مین

میرا سامان ہے تری بزم مین ہنگامۂ حشر
اپنی تعظیم کو سو فتنہ اوٹھاتا ہون مین

آسمان ٹوٹ پڑا ہے ستم بیجا کا
یہ ہے میرا ہی کلیجا کہ اوٹھاتا ہون مین

دیکھکر شکل زبون اوسکی نہ دل پھر جائے
اسلیے آئنے سے آنکھ چراتا ہون مین

چپ کھڑا ہون پس دیوار جو اوس کوچہ مین
شور محشر کی طرف کان لگاتا ہون مین

۱۸۳ ۹

کتنے ہمدرد ہوا خواہ ہین تیرے اے داغ
پر یہ کوئی نہین کہتا اوسے لاتا ہون مین

باغ مین گل کھلے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین
اونگلیان سرو اوٹھاتا ہے کہ وہ آتے ہین

جان مشتاق مری آنکھوں میں آ جاتی ہے
یار جب مژدہ سناتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

جیتے جی کون عیادت کے اوٹھائے احسان
اسلیے جان سے جاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

دیر قاصد کو لگی اے دل مشتاق جمال
دیکھیے ہمکو بلاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

سیکڑوں دو قدم آگے ہیں جلو میں فتنے
ساتھ اک حشر کو لاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

ساتھ دشمن کے وہ کیا آئے قیامت آئی
خاک میں ہمکو ملاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

دل و جان پاس سے جاتے ہیں کہ وہ جاتے ہیں
صبر و ہوش خبر آتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

نہیں منظور جو بچنا تو دم چارہ گری
ہم مسیحا کو ڈراتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

کون آتا ہے بُرے وقت کسی پاس اے داغ
لوگ دیوانہ بناتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

۱۸۴　　۱۱

یہ لوگ کیا اوسے رسوا تمام کرتے ہیں
مرے جنازے پہ کیوں ازدحام کرتے ہیں

تمہارے تیغ و تبر خاک کام کرتے ہیں
گلے پڑے ہی کے سنو و مدام کرتے ہیں

جفا کے شکوے پہ صاحب نگاہ کیوں پھیرے
جواب دے ہمیں تم سے کلام کرتے ہیں

وہ ناتواں ہوں میں میرے کاتب اعمال
صریر خامہ کی بھی رک رک تمام کرتے ہیں

تری گلی سے نکلنا ہمیں قیامت ہے
قدم قدم پہ ہزاروں مقام کرتے ہیں

نہیں ہے غرور انھیں جن ستم رسیدوں کو
وہاں وہ چرخ کو قائم مقام کرتے ہیں

وہی تو عشق کہ جو قیس و کوہکن نے کیا
یہ کام خوب تمہارے غلام کرتے ہیں

الٰہی غیر نے کی کونسی وفاداری
کہ آج وہ مجھے جھککر سلام کرتے ہیں

جفائیں کیونکر اوٹھیں سیکڑوں جان و دل ہے غرض
عدو اب اُسنے ہمارا پیام کرتے ہیں

وہی خیال وہی انتظار یار انھیں
یہ چشم و دل کوئی میرا بھی کام کرتے ہیں

۱۸۵ — ۱۱

کہان وہ زہرہ جبین داغ پاکباز کہان
فرشتے پربھی یہ لوگ اتہام کرتے ہین

جوش گریہ سے یہ آنکھین پشیمان ہوگئین
اب ہی چتیابیان مشہور دوران ہوگئین

راز الفت چھپ سکا ہمسے اوسکے روبرو
صاف دلکی حسرتین منہ پر نمایان ہوگئین

مرگئے ہم اک اشارے مین نگاہ ناز کے
آج اپنی مشکلین اک پلمین آسان ہوگئین

سیکڑون دل بہہ گئے انداز پر تیرے نثار
سیکڑون جانین تری چتون پہ قربان ہوگئین

دن نہ پورا ہوچکا ہم ہوگئے آخر تمام
روز فرقت کی خدایا سخت گھڑیان ہوگئین

جب دیا اوسنے دلاسا شکوہ وقت جفا
دلکی وہ بیتابیان سب راحت جان ہوگئین

اب کسی سے دل لگا کر ہم نہونگے پائمال
جو خطائین ہوگئین اے چرخ گردان ہوگئین

واہ اے جوش جنون آخر اوچھلکر ضعف سے
اونگلیان ہاتھونکی بھی تار گریبان ہوگئین

وہ نہ آئے جب شب وعدہ نہ آئی مجکو نیند
آرزوئین دلکی سب خواب پریشان ہوگئین

شکوے غیرونکے اگر بیجا ہین بیجا ہی سہی
اب تو یہ گستاخیان مجسے مری جان ہوگئین

۱۸۶ — ۱۲

داغ اب یوسف کہان لیلی کہان شیرین کہان
جو حسین شکلین تھین زیر خاک پنہان ہوگئین

دلکو بہلاؤن کہانتک کہ بہلتا ہی نہین
یہ تو بیمار سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین

آپکا زور مرے دل پہ نہ کیونکر چلتا
کیا مرا جب کا عمل تھا کہ جو چلتا ہی نہین

چمن دہر مین یہ عاشق ناکام ترا
وہ شجر ہی کہ کبھی پھولتا پھلتا ہی نہین

نالہ نکلا کبھی دلسے تو کبھی آہ و فغان
پر ترے وصل کا ارمان نکلتا ہی نہین

اوسکے ہاتھون نہو جبتک کسی مظلوم کا خون
اپنے ہاتھونمین حنا وہ کبھی ملتا ہی نہین

ہین تری راہ محبت مین ہزارون فتنے
دیکھ مجکو بجز اس راہ کے چلتا ہی نہین

دن ڈھلے آنیکا وعدہ ہی کسی سے لیکن
آج یہ دن وہ قیامت ہو کہ ڈھلتا ہی نہین

شمع کی طرحسے روتا بھی ہی عاشق تیرا
مثل پروانہ فقط آگ مین جلتا ہی نہین

موم ہوتا ہی مری آہ سے پتھر لیکن
سنگدل ایک ترا دل کہ پگھلتا ہی نہین

خضر بھی تو اسی گرداب سے چکراتے ہین
ڈوب کر بحر محبت مین اوچھلتا ہی نہین

یہ بدبختی نہ گئی اپنی تو جانا ہمنے
کہ کبھی رنگ زمانیکا بدلتا ہی نہین

کسطرح دل خم ابروسے نکالون ای داغ
پڑ گیا پیچ کچھ ایسا کہ نکلتا ہی نہین

حضرت دل آپ ہین جس دھیان مین
مر گئے لاکھون اسی ارمان مین

عشق جس کشتی کا ہو تو ناخدا
وہ نہ آئے کسطرح طوفان مین

اوس سے پوچھو تم مری آشفتگی
زلف کہدیگی تمھارے کان مین

میرے مرنیکی خبر سنکر کہا
واقعی کچھ بھی نہین انسان مین

گر فرشتہ وش ہوا کوئی تو کیا
آدمیت چاہیے انسان مین

دل کی قیمت اک نگہ ہی ای صنم
آ گئے جو آئے ترے ایمان مین

جسنے دل کھویا اوسکو کچھ ملا
فائدہ دیکھا اسی نقصان مین

لیجیے دیتا ہون مین دل کے سوا
اور جو کچھ ہی مرے امکان مین

کسنے ملنے کا کیا وعدہ کہ داغ
آج ہو تم اور ہی سامان مین

کس مصیبت سے بسر ہم شب غم کرتے ہین
رات بھر ہائے صنم ہائے صنم کرتے ہین

برسون ترساتے ہین جب تیغ علم کرتے ہین
کس تکلف سے وہ تکلیف ستم کرتے ہین

دلکو ہو لاگ تو ہو کچھ کسی صورت کا لگاو
لطف کیسا کہ وہ اب جور بھی کم کرتے ہین

اشک خون خجلت عصیان سے نہین بے تاثیر
تار دو رخ کو یہ گلزار ارم کرتے ہین

ڈر سے ہو منہ پھیرے دم فوج نہ خنجر اوسکا
پڑھکے ہم سورۂ اخلاص کو دم کرتے ہین

شوخ تم شیفتہ ہم دونون ہین بیچین مگر
پھر ذرا صبر جو کرتے ہین تو ہم کرتے ہین

آپکو دوست کے مرنیکی خوشی پائی حال
کوئی دشمن بھی جو مرتا ہی تو غم کرتے ہین

ہای اوس کشتی کی تربت کا مقدر جسکو
سجدے مٹ مٹکے ترے نقش قدم کرتے ہین

ہمین بدنام ہین جھوٹی بھی ہمین ہین بیشک
ہم ستم کرتے ہین اور آپ کرم کرتے ہین

خوف ہی اونکو یہانتک تو ہم آغوشی کا
میری تصویر کے بھی ہاتھ قلم کرتے ہین

بانکپن کرتی ہین فتنہ نیے نگاہین یہ بھی
چال محشر سے ترے نقش قدم کرتے ہین

مجھسے کہتا ہی یہ احسان جتا کر ظالم
ہم سوا تیرے کسی پر بھی ستم کرتے ہین

۱۸۹
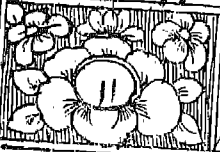
جنکو تم داغ بڑا عہد شکن کہتے تھے
لو مبارک ہو وہ پھر قول و قسم کرتے ہین

۱۱

دل ہی تجھ ہی نہ آئے کیون ہم ہی ہو تو بچائے کیون
ہمکو خدا جو صبر دے تجھسا حسین بنائے کیون

تیری تلافی جفا جب نہو تا بروز حشر
عاشق نامراد عشق اپنے کئے کو پائے کیون

جملہ رفیق و ہم طریق رہزن راہ عشق ہین
سایۂ خضر ہی کیون نہو ساتھ ہمارے آئے کیون

گو نہین بندگی قبول پر ترا آستان تو ہی
کعبہ و دیر مین پھر کیا خاک کسی کی اوڑائے کیون

لاگ ہو یا لگاو ہو کچھ بھی نہو تو کچھ نہین
نکلے فرشتہ آدمی بزم جہان مین آئے کیون

جرات شوق پھر کہان وقت ہی جب نکل گیا
اب تو ہین ندامتین صبر کیا تھا ہائے کیون

رونے پہ سپردہ ہین رنج پہ سپر شاد ہون
چھیڑ ہین کچھ تو ہی فرہ ورنہ کوئی ستائے کیون

عشق و جنون نے مجکو لاگ ہوش و خرد سے تھا
پر یہ کہون تو کیا کہون بیٹھے ستم اوٹھائے کیون

ہان نہین غیرت رقیب خیر مین بچا سہی
جو نہ دوبارہ آسکے بزم تیری جائے کیون

فکر مین ہم تو رہ گئے اور وہ آج کہہ گئے
عیب نہین تو راز دل ہمسے کوئی چھپائے کیون

۱۹۰

پردہ عشق ہوچکا داغ یہی قرار تھا
صبر پہ آہ آہ کیا ضبط پہ ہائے ہائے کیون

۲۱

کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین
کیون یہ کیا ہی ستم ہے جسمین اگر کچھ بھی نہین

نہ یہ خورشید قیامت نہ یہ مہر لب عیٔر
کچھ تو ہو حال مگر داغ جگر کچھ بھی نہین

جوش ہی اہل ہوس کا مگر الطاف ترا
ابھی سب کچھ ابھی ہی شعبدہ گر کچھ بھی نہین

نہ بصارت نہ اشارت نہ خجالت نہ حیا
تجھمین تو دیکھنے کو دیدہ تر کچھ بھی نہین

آنکھ پڑتی ہی کہین پاؤن کہین پڑتا ہی
سبکی ہی تمکو خبر اپنی خبر کچھ بھی نہین

دل ہی سینے مین نہان تمہین نہان کیا کیجیے
چھوڑ سکی تری دزدیدہ نظر کچھ بھی نہین

رات کی رات کا مہمان ہی مریض ہجران
صبح تم آئے تو کیا آئے سحر کچھ بھی نہین

دھوم ہی حشر کی سب کہتے ہین یونہی یونہی
فتنہ ہی اک تری ٹھوکر کا مگر کچھ بھی نہین

اونکو بیتاب کیا کچھ نہ کیا نالۂ دل
یہ تو کچھ بھی نہوا یہ تو اثر کچھ بھی نہین

نہ کرون نالہ تو کس شغل مین کاٹون راتین
یہ تو مانا کہ یہ مانوس اثر کچھ بھی نہین

کعبے جانا بھی تو بتخانے سے ہو کر رہا ہے
دور اس راہ سے اللہ کا گھر کچھ بھی نہین

لامکان مین بھی تو کچھ جلوہ نظر آتا ہی
بیکسی مین تو ادھر اور ادھر کچھ بھی نہین

اک جفا تیری جو کچھ بھی نہین تو سب کچھ ہی
اک وفا میری کہ سب کچھ ہی مگر کچھ بھی نہین

خواب مین دیکھ لیا خلد کو ہمنے واعظ
اجی بس بیٹھیے بھی ہان لطف بشر کچھ بھی نہین

کچھ ہی یان خاک تو اک جنبش داماں کے لیے
تیری مجنون کے لیے بادیہ کچھ بھی نہین

آئینہ دیدۂ اعمیٰ ہی سہی پر ای چشم
وہی کچھ دیکھتے ہین جنکی نظر کچھ بھی نہین

میری ہی جوشش طبیعت نے اوٹھائے ہین فساد
خیر سے آپکی طینت مین تو شر کچھ بھی نہین

ہنر بنتے عیب ہی جب حد سے گذر جاتا ہے
اب بجز بی ہنری مجھ مین ہنر کچھ بھی نہین

ای نگاہ غلط انداز ادھر کچھ تو سہی
ای تغافل اثر و عربدہ گر کچھ بھی نہین

غیر کے وصل کا انکار مزہ دیتا ہے
پھر اسیطرح کہو بار دگر کچھ بھی نہین

حشر مین کسطرح ہوئے تجمل ہمین ای داغ
کہ مرے پاس بجز دامن تر کچھ بھی نہین

دست وحشت لیے تاب رگ جان نہین نہین
ہاتھ اوسکا رہے مین ادھر جو گریبان نہین نہین

لخت دل کو نہ دون پنجۂ مژگان نہین نہین
بنے وہ پھول چنے ہین گلستان نہین نہین

تیرے اقرار مین انکار تیرے ہان نہین نہین
عہد مین عہد ہے پیمان کسی پیمان نہین نہین

بے ثباتی کے سوا اور کوئی کیفیت
میری تربت مین نہین آپکے پیمان نہین نہین

راہ مین ہمسے ملا دیتی ہے شوخی اونکو
گر ابھی ہین تو ابھی چشم نگہبان نہین نہین

ہم نہ مدت سے یہ کہتے تھے کہ مر جائینگے
تم نہ پرسون یہ سنتے تھے کہ پرسان نہین نہین

گل کو ملتے تیرے عارض سے ملا حسن قبول
ورنہ کیا سبزۂ بیگانہ گلستان نہین نہین

خاک دیکھون تجھے ای چاک جگر کیا دیکھون
اونکے دامن مین نہین اونکے گریبان نہین نہین

مجکو حیرت کا گمان دل مین تمنا کا یقین
نالہ کہتا ہے کچھ اس خانۂ ویران نہین نہین

پہلے تھی دل مین کھٹک اب ہے رگ رگ مین کسک
چین ہے درد تجھے بھی شب ہجران نہین نہین

جلوہ ہوش ربا دیکھ لیا ای موسی
یان تحیر مین وہ لذت ہی کہ غش آئین نہین

نگہ شوخ جو ٹھہرے تو مرا دم نکلے
نیشتر مین وہ تڑپ ہی جو رگ جان مین نہین

داد بیداد ہی گر خاطر سفاک مین ہی
درد بیدرد وہ ہی گر اس دل ویران مین نہین

دیکھیے راہ مین ٹھوکر سے نہ کھل جائے گرہ
ایک فتنہ ہی یہ دل گوشۂ دامان مین نہین

ناز کو فتنہ بناوٹ کو بلا کہتے ہین
سادگی اک تری گنتی کسی سامان مین نہین

اب کب اس چشم نظر باز نے دھوکا کھایا
جوڑ کیا آپکے ٹوٹے ہوئے پیمان مین نہین

اف رے جلوہ کہ نہین اور نگہ شوق ہی ہی
دل بے پردہ کہ وہ ہی اور دل حیران مین نہین

رنگ گل نغمۂ بلبل اثر باد بہار
جیسے ہم قید ہوئے کوئی گلستان مین نہین

مانگتا قرض ترے واسطے ای چشم خیال
پر سیاہی ہی سفیدی شب ہجران مین نہین

ہو جو تاثیر تو ہیرے کی کنی ہی قاتل
کیا کرون اشک مرا تیرے نمکدان مین نہین

خار ہین بلبل و پروانہ سر بزم و چمن
یہ کھٹکتے ہوئے کانٹے تو بیابان مین نہین

اب تغافل ہی سے ہم چھیڑ کرینگے ناچار
آج لڑتی ہوئی نظرین صف مژگان مین نہین

۱۹۲ — ۱۰

داغ ہم تربت مجنون پہ چڑھاتے چادر
پر یہان تار کفن کو بھی گریبان مین نہین

کہان وہ گئے عیش و عشرت کے دن
مصیبت کی راتین ہین آفت کے دن

خبردار ای دل خبردار ہو
نہین اب نہین تیری غفلت کے دن

فزون روز محشر سے ہی ہر گھڑی
کٹین کسطرح تیرے فرقت کے دن

گذر جائے ہنس بول کر کوئی دم
کہ نزدیک آئے ہین رخصت کے دن

یہ افسانہ پورا تو ہوگا جبھی
جو دو چار ہونگے قیامت کے دن

ستم کرنے پہلے ہی سے اے نوجوان
ابھی آئے ہین تیرے شہرت کے دن

جوانی کو ترسا کرین خضر آپ
پھرینگے قیامت کو حضرت کے دن

بھلا دا انے تجھے دے دیا اے اجل
بلا لینگے ہم تجھکو فرقت کے دن

وہ راتین وہ باتین وہ گھاتین غضب
جوانی مین تھے کس شرارت کے دن

۱۹۲
یہ ہے داغ کی عرض یا مصطفےٰ
نہ محروم ہون مین شفاعت کے دن
۱۳

دست گلچین سے چھٹا آیا کف صیاد مین
ہین گل بازی کن تنہا اس گلشن ایجاد مین

کونسی خوبی نہین تیرے قد آزاد مین
شاخ ہے کیا سرو مین طرہ ہے کیا شمشاد مین

حشر مین انکا مرا اس صدمہ سے ہوگا ملاپ
اہل محشر کو کٹے گا دن مبارکباد مین

یارب انداز ستم کوئی نیا نکلا کہ آج
غش ہے وہ بیداد گر خود لذت بیداد مین

ہتی ہین تیری کمر کی کیا خیالی صورتین
چھنتی ہین باریکیان کیا مانی و بہزاد مین

ناتوانی ناتمامی نا امیدی نارسی
ہمنے بھر رکھا ہے کیا کیا دامن فریاد مین

ہم اسیرونکی ہے اک باد صبا پر بیان حال
پوچھ جاتی ہے کہ کیا باقی رہا میعاد مین

آگئے یہ گردش کہان تھی کوئی گردش زدہ
آگیا تیری نگاہ خانمان برباد مین

ہے یہی ذوق اسیری تو اسیری ہو چکی
مین نہین بھولا آشیانے کا کف صیاد مین

ہے جگر مین داغ یا ہے گنج قارون مین درم
غم ہے دلمین یا ہے قیدی قلعہ فولاد مین

عشق کے کوچے نے ہمکو دکھایا ہے بہشت
حضرت آدم نے جو دیکھا نہ اپنی یاد مین

محتسب پتھر ہے دل تیرا ترے کس کام کا
ڈال دے اسکو کسی مینخانے کی بنیاد مین

میرے دل سے داغ پوچھے کوئی دہلی کے مزے

۱۹۴ — ظلمت تھا وہ نور جھانکا اک جہان آباد ہین — ۹

ہین کہان اور بزم خواب کہان
لائی اے ہستیِ خراب کہان

اوسنے کہدی ہی آرزو دلکی
اب مری بات کا جواب کہان

ہمنے بھی صبر دل کو دے ہی لیا
اب وہ اگلا سا اضطراب کہان

دل پہ گرمی سی تیرے ہی بلبل
یون کلیجا ہوا کباب کہان

رات اور رات بھی جدائی کی
اب نکلتا ہی آفتاب کہان

بات کرنی جسے نہ آتے ہو
بات سننے کی اوسکو تاب کہان

وعدہ حشر آپ کرتے ہین
چار دن بعد یہ شباب کہان

کافرون سے ہی جب بھری دوزخ
غیر کے واسطے عذاب کہان

۱۹۵ — لیسے وہ ویرین جو داغ نہین
کچھ ہی یہ خانمان خراب کہان — ۱۱

جلوے مری نگاہ مین کون و مکان کے ہین
مجھسے کہان چھپینگے وہ ایسے کہان کے ہین

کھلتے نہین ہین راز جو سوز نہان کے ہین
کیا پھوٹنے کے واسطے چھالے زبان کے ہین

کرتے ہین قتل وہ طلب مغفرت کے بعد
جو تھے دعا کے ہاتھ وہی امتحان کے ہین

جسدن سے کچھ شریک ہوئی میری مشت خاک
اوس دور سے زمین پہ ستم آسمان کے ہین

قاصد یہان سے برق تھا پر ضعف آہ
بیمار کی ہی چال قدم ناتوان کے ہین

بازو دکھائے تمنے لگا کر ہزار ہاتھ
پورے پڑین تو دو بھی بہت امتحان کے ہین

ناصح کے سامنے کبھی سچ بولتا نہین
میری زبان مین رنگ تمہاری زبان کے ہین

کیسا جواب حضرت دل دیکھیے ذرا
پیغامبر کے ہاتھ مین ٹکڑے زبان کے ہین

کیا اضطراب شوق نے مجھکو خجل کیا
وہ پوچھتے ہین کیسے ارادے کہان کے ہین

عاشق ترے عدم کو گئے کسقدر تباہ
پوچھا ہر ایک نے یہ مسافر کہان کے ہین

۱۹۶
ہرچند داغ ایک ہی عیار ہے مگر
دشمن بھی تو چھٹے ہوئے سارے جہان کے ہین
۱۱

لکھوا گیا ہون دیکے پتا نامہ بر کو مین
اپنی خبر کو جاؤن الہی کدھر کو مین

مجھکو تباہ چشم مروت نے کر دیا
لجائے تو چراؤن کیسکی نظر کو مین

بس جاؤ کیا کرو گے نظر سے جگر مین چھپ
لو آؤ تم ادھر کو کھڑے ہو ادھر کو مین

خاموش اب تو شکوۂ ہمسایہ نے کیا
پھر تو ہی آہ نیم شبی اور سحر کو مین

جاکر در قبول پہ چھڑکی گئی دعا
صد شکر جا کے آپ نہ لایا اثر کو مین

مہر و وفا و راحت و آرام کو رقیب
جور و جفا و کاوش و خون جگر کو مین

میرا طریق عشق جدا ہی جہان سے
چلتا ہون چھوڑ چھوڑ کے ہر رہگذر کو مین

تم تو وہ پارسا ہو کہ در تک کبھی نہ آؤ
آتا تھا منہ چھپائے کہین سے سحر کو مین

دل دیکے اونکو اور بھی امید تھی مجھے
جانا تھا یہ کہ چھوٹ گیا عمر بھر کو مین

دونو مین ایک تو نکل آئیگا سخت جان
دیکھونگا آج دل سے لڑا کر جگر کو مین

۱۹۷
ای داغ صبح حشر تھی صبح شب وصال
جب یہ کہا کسی نے کہ جاتا ہون گھر کو مین
۹

بات میری کبھی سنی ہی نہین
جانتے وہ بری بھلی ہی نہین

دل لگی اونکی دل لگی ہی نہین
رنج بھی ہے فقط ہنسی ہی نہین

لطف مے تجھسے کیا کہون زاہد
ہاے کمبخت تو نے پی ہی نہین

اوڑ گئی یون وفا زمانے سے / کبھی گویا کسی مین تھی ہی نہین
جان کیا دون کہ جانتا ہون مین / تمنے یہ چیز لیکے دی ہی نہین
ہم تو دشمن کو دوست کر لیتے / پر کرین کیا تری خوشی ہی نہین
ہم تری آرزو پہ جیتے ہین / یہ نہین ہی تو زندگی ہی نہین
دل لگی دل لگی نہین ناصح / تیرے دل کو ابھی لگی ہی نہین

(۱۹۸) (۸)
داغ کیون تمکو بیوفا کہتا / وہ شکایت کا آدمی ہی نہین

سحر جو آئنہ یہ رشک ماہ دیکھتے ہین / نگاہ دیکھنے والے نگاہ دیکھتے ہین
کچھ اسطرح کے وہ قائل سوال کرتا ہی / ہمارے منہ کو ہمارے گواہ دیکھتے ہین
ہمیشہ کسکی نبھی اور کسکی نبھتی ہی / بنا ہے جاتے ہین جبتک نباہ دیکھتے ہین
کوئی بھی مجھسے شب وعدہ یہ نہین کہتا / اوٹھو چلو کہین جلدی سے راہ دیکھتے ہین
خدا کا خوف نہین پر بتونسے ڈرتا ہون / گناہگار نہ یہ بے گناہ دیکھتے ہین
اسی کے واسطے آنکھین خدانے دین ہمکو / کہ روز و شب یہ سفید و سیاہ دیکھتے ہین
غرض نہین ہی اونھین طور کی تجلی سے / جو خوش نصیب تری جلوہ گاہ دیکھتے ہین

(۱۹۹) (۹)
خدا کے واسطے لو داغ کی خبر جلدی / ہم اوسکا حال نہایت تباہ دیکھتے ہین

کیون قسم کہاتے ہو ہم جور سے باز آتے ہین / ان فریبون مین کہین اوفراز آتے ہین
یون تو آفت ہی ہر انداز پریزادونکا / وہ قیامت ہین جنھین ناز و نیاز آتے ہین
کچھ نہ پوچھو جو صدا آتی ہی میخانے سے / کبھی مسجد سے جو ہم پڑھکے نماز آتے ہین

سیکھ لے ای فلک اوسکی نگہ پرفن سے
شعبدے تجکو کہان شعبدہ باز آتے ہین

قاتل اوس شوخ کے انداز قیامت ہونگے
جسکی تصویر کو سو طرح کے ناز آتے ہین

آپکی بزم سے اوٹھ جاتے ہین سو رنج و ملال
جی سے جانے کو ہم ای بندہ نواز آتے ہین

لاکھ تو جال بچھائے مگر آزاد مزاج
تیرے پھندے مین کب ای زلف دراز آتے ہین

شمع کی طرح سے اپنا نہین جلنا رونا
غش پہ غش ہمکو دم سوز و گداز آتے ہین

۲۰۰ ساتھ نواب کے حج کرکے پھر ہم ای داغ
ہند مین دھوم ہی مہمان حجاز آتے ہین ۹

کبھی فلک کو پڑا دلجلونسے کام نہین
اگر نہ آگ لگا دون تو داغ نام نہین

وفور یاس نے یان کام ہی تمام کیا
زبان یار سے نکلی تھی ناتمام نہین

وہ کاش وصل کے انکار پر ہی قائم ہون
مگر اونھین تو کسی بات پر قیام نہین

الٰہی تو نے حسینون کو کیون کیا پیدا
کچھ انکی ذات سے دنیا کا انتظام نہین

سنائے جاتے ہین درپردہ گالیان مجکو
جو مین کہون تو کہین آپسے کلام نہین

وہ آئینگے شب وعدہ یقین نہین ای دل
چراغ گھی کے جلاؤن ابھی شام نہین

سوائے جور و جفا اور بغض و دغا
بتون کے واسطے دنیا مین کوئی کام نہین

پیون پلاؤن تجھے دور ہی سے ترساؤن
یہ روز عید ہی زاہد یہ صیام نہین

۲۰۱ دبا دیا ہی سنے وہ جو آپکی باتین
رئیس زادہ ہی داغ آپکا غلام نہین ۹

زہے جو چاہیے اونکے ستم مین خاک نہین
جب اڑ گئے خاک اوڑا لئے کہ ہم مین خاک نہین

بنے غبار کی اٹکھیلیان تماشا ہین
ابھی فلک ہی ابھی ایک دم مین خاک نہین

چلا ہی کعبے کو تو خاک چھاننے زاہد
فقط خدا ہی خدا ہی حرم مین خاک نہین

ہمیشہ کافر و مومن پہ ظلم اٹھتے ہین
سوا سنگدلی اور بس صنم مین خاک نہین

بنا ہی فتنہ خرامی سے فتنہ ہر ذرہ
زمین پر ترے نقش قدم مین خاک نہین

تو انکے بدلے جو حورین ملین تو خاک ملین
ہمارے واسطے باغ ارم مین خاک نہین

ہمین تھے وہ جو کبھی تھے خزانۂ عرفان
ہمین ہین اب جو ڈھونڈھو تو ہم مین خاک نہین

ملے تھے خاک مین اسواسطے کہ پالے
مگر ملا ہمین ملک عدم مین خاک نہین

گئے رقیب کے گھر داغ وہ شب وعدہ
اثر ترے تپش و رنج و غم مین خاک نہین

پھرا ہوا جو کسیکی نظر کو دیکھتے ہین
لگا کے تیر ہم اپنے جگر کو دیکھتے ہین

نظر چرا کے وہ یون ہر بشر کو دیکھتے ہین
کسیکو یہ نہین ثابت کدھر کو دیکھتے ہین

بنے ہوئے ہین وہ محفل مین صورت تصویر
ہر ایک کو یہ گمان ہی ادھر کو دیکھتے ہین

فروغ ماہ کہان یہ شب جدائی ہین
چراغ لیکے فرشتے سحر کو دیکھتے ہین

تمہارے پاس کہین بھول کر نہ آیا ہو
ہمین تلاش ہی ہم نامہ بر کو دیکھتے ہین

ہمین گمان یہ ہوتا ہی ہمکو روتا ہی
کسی جگہ جو کسی نوحہ گر کو دیکھتے ہین

خیال بعد فنا بھی ہی دوست دشمن کا
ہم آنکھ بند کیے ہر بشر کو دیکھتے ہین

الٰہی آج ہی پورا ہو وعدۂ دیدار
نہین تو اور کسی جلوہ گر کو دیکھتے ہین

بنی ہوئی ہی لفافے پہ خط کے آنکھ اپنی
قدم قدم روش نامہ بر کو دیکھتے ہین

مقام رشک ہوا عرصۂ قیامت بھی
تجھی کو دیکھتا ہی جس بشر کو دیکھتے ہین

یہ رشک ہی تن لاغر سے ناتوانون کے
وہ کھینچ کھینچ کے اپنی کمر کو دیکھتے ہین

بتون کے واسطے دنیا نہین ہی جنت ہی
بہشت دیکھتے ہین جبکے گھر کو دیکھتے ہین

حیا تو دیکھیے آئینہ سے بھی پردہ ہے
وہ اپنے ہاتھ ہی پہلے سحر کو دیکھتے ہیں

خدا کرے سر محشر وہ بت ہو بے پردہ
کہ ہم بھی دیکھتے ہیں سب کدھر کو دیکھتے ہیں

نکل نہ آئے کہیں داغ آرزو ڈر ہے
وہ چھیڑ کر مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں

کسی سے کچھ نہیں مطلب کہ دیکھنے والے
تمہاری آنکھ تمہاری نظر کو دیکھتے ہیں

۲۰۳

سکندر آئنہ اے داغ جام جم دیکھے
ہم اپنے خسرو والا گہر کو دیکھتے ہیں

۱۳

شراب ناب ہے ہر رنگ کی اپنے پیالے میں
وہ طرہ کونسا گل میں ہے کیا ہے شاخ لالے میں

فغاں نہیں آہ میں فریاد میں شیون میں نالے میں
سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والے میں

نگہیوں ہو لاکھ مستانہ ادا میں سیر نالے میں
گدائے میکدہ ہوں ہر طرح کی ہے پیالے میں

بغل میں دل نہیں معشوق ہے اور وہ بھی ہے کمسا
بھرے ہیں قہر کے انداز اس نازک کے پالے میں

خبر سنکر مرے مرنیکی وہ بولے رقیبوں سے
خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

قیامت کی خلش آفت کی کاوش قہر کی سوزش
مرے دلمیں تری حسرت ہے یا کانٹا ہے چھالے میں

کھلا جاتا ہے زاہد آرزو میں حوض کوثر کی
کوئی تصویر اسکی کھینچدے میرے پیالے میں

تمہارا دیکھنے آنا اور مریض غم کا مرجانا
مری جان فرق ہوتا ہے سنبھلنے میں سنبھالے میں

لباس سرخ سے ہوتا ہے کب خونیں کفن کوئی
نچوڑو تو لہو کی بوند تک نکلے نہ لالے میں

عجب کیا ہے شب غم عکس سے اپنے جھجک جائے
جو دیکھے منہ یہ اپنا آئنہ لیکر اوجالے میں

یہ کیسا رنج ہے یارب ٹپکتی ہے خوشی جس سے
کہ نغمے کی ہے کیفیت مرے دشمن کے نالے میں

نگاہ شوخ ہے حلقے میں چشم شرم آگیں کے
تماشا ہے کہ بجلی کوندتی ہے آج ہالے میں

لئے مجھے تو فرمایا انھیں کو داغ کہتے ہیں

۲۰۴　تمھین ہو ناوک قاتل مین کھینچے ہوے لائے ہمین　۱۹

رہیگا کوئی تو تیغ ستم کی یادگار ہمین
کسیکی نرگس مخمور کچھ کہدے اشارہ ہمین
وہ غنچہ ہون شگفتہ دل رہا کم خار ہمین
جنون مین دیکھیے میدان کسکے ہاتھ رہتا ہی
بڑھی کہین ہین کچھ شوخی تو کچھ شوخی مین بیتابی
وہ شرمائی ہوئی آنکھین وہ گھبرائی ہوئی آئی
عیادت کے لیے وہ بیخبر آیا کہ موت آئی
اجل کا نام لین تقدیر کو روئین مجھے کوسین
دل اپنا کسکا شیدا ہی تمھارا دل ہو شیدا
پلک اوٹھتی نہین میری طرف کیا تھک گئین آنکھین
کوئی جنت کا خواہان ہی کوئی کوثر کا طالب ہی
اسی گلشن کی کھائی ہی ہوا تازندگی ہمنے
ہوا ہی غیر کے طالع مین کیا ثابت یہ سیارہ
جو ہم او جڑے ہو دیر مہربان چرخ ای گلچین
پھرا جاتا ہی اوس بت کیطرف رخ اہل ایمان کا
خفا ہوتے ہو کیون عہد وفا کے ذکر پر سچ ہی
غضب ہی اور بھی اس سادگی پر مرگئے لاکھون
لے کیا تیر ہر زخم مین ہی چورا ای قاتل

مرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سوہزار ہمین
مزہ ہی راستہ دن چلتی رہے پرہیزگار ہمین
وہ کانٹا ہون کھٹکتا مین کسیکو گلعذار ہمین
پڑی ہی آبلو مین پھوٹ اور ایکا ہی خار ہمین
ہوئے تم اور سے کچھ اور آکر بیقرار ہمین
نکلکر گھر سے وہ گھبرا نہ لے بیدار ہمین
اشارے ہو گئے کیسے مرے بیمار ہمین
مرے قاتل کا چرچا کیون ہی بیسے سوگوار ہمین
یہ کسکے جانثار ہمین تمھارے جان نثار ہمین
ابھی تو ہو رہی ہین غیر سے باتین اشارہ ہمین
اوڑا کرتی ہی بے پر کی ہمیشہ بادہ خوار ہمین
جو مر جاؤن تو میرے پھول کرنا گلعذار ہمین
نشان مشتری ملتا نہین بے سیر ستارہ ہمین
بجائے برگ پیدا ہون نشیمن شاخسار ہمین
مسلمان اپنے قبلے سے منہ پھیرین ہزار ہمین
نہ تم وعدہ خلاف نہین نہ ہمنے اعتبار ہمین
کہا تھا کسنے بن بیٹھین وہ میرے سوگوار ہمین
اجل کے ہوش گم ہو گئے ہین بیسر دلفگار ہمین

۲۰۵ — ۲۱

جلانا داغ کا اچھا نہین دم غنیمت ہے
کہ ایسا باوفا اک آدھ نکلیگا ہزارون مین

کوئی جانے تو کیا جانے وہ یکتا ہی ہزارون مین
ستمگارون مین عیارون مین دلدارون مین

کسیکا دل تو کیا شیشہ نہ ٹوٹا بادہ خوارون مین
یہ توبہ ٹوٹکر کیون جا ملی پرہیزگارون مین

کہان ہی دختِ رز اے محتسب ہم بادہ خوارون مین
گئے ڈرسے وہ کافر جا چھپی پرہیزگارون مین

ملیگا بعد میرے بھی نہ مجھسا قدردان اسکو
قیامت تک رہیگا بخت تیرہ سوگوارون مین

ہوئی گرم عنان جب ہوش و صبر و تاب و عقل و دین
دل بیتاب بھی داخل ہوا پانچون سوارون مین

چوارا تو نہین وہ ہم سا آئو پیکا تو نہین دل ہی
یہ خوش ہی اپنے یارون مین وہ خوش ہی اپنے یارون مین

فرشتون سے سر روز جزا تکرار ہونی ہی
لگا رکھا ہی ہمکو بھی کسی نے جان نثارون مین

کوئی غنچہ دہن ہنسکر ہمین اب کیا ہنسائیگا
بہارین ہمنے لوٹی ہین بہت اگلی بہارون مین

دکھا دینگے صف محشر مین ہم کتنے نکلتے ہین
جو پوچھا اوسنے کوئی ہے مرا امیدوارون مین

پڑین جو تیری گردن مین وہ ٹوٹین ہاتھ ظالم
کہ بولے غیر آتی ہی مجھے بو ان کے ہارون مین

خوشی مرگ عدو کی لاکھ غم سے ہو گئی بدتر
مری آنکھون نے دیکھا ہی کسیکو سوگوارون مین

تغافل مانع دیدار ہوگا مین نہ مانونگا
نگہ تیری تڑپکر جا ملیگی بیقرارون مین

مرا ہی دل نہو مین ہی نہون ای مرگ پوسی
خدا جانے یہ کسکی فاتحہ ہی آج یارون مین

حقیقت برق کی کیا ہی گر اوسسے بھی ٹوٹے در ہین
سنبھلکر بیٹھنا جب بیٹھنا تم بیقرارون مین

خدا کے سامنے قسمین نہ کھانا دیکھنا ٹوٹا
ہمین تو آپنے ٹھہرا دیا بے اعتبارون مین

انھین لوگون کے آنے سے تو میخانے کی عظمت ہے
قدم لو شیخ کے تشریف لائے بادہ خوارون مین

تری برق تجلی گر ٹھہر جاتی تو کیا ہوتا
کہان چھپتا ہیون پر لوٹا ہی امیدوارون مین

وہ ہوا اٹھے وہ دل عالم سمجھا ہے یہ اگر کیسے / گر مرے ہیں زمین پر ور زندہ ہیں فراز رو نشین

وہ کترا کے چلے ہیں سیکڑوں حضرت ناصح / بڑے مرشد ہیں ہاتھوں ہاتھ لا لا اونکو رو نشین

مرا اختر جلایا ای فلک تجھپر گرے بجلی / شب فرقت یہ کیسی آگ روشن تھی ستارون مین

پڑا رہتا کرے وہ داغ بیکس اس طرح تنہا / کہ جسکی رات دن ہنس بولکر گذری ہو یارون مین
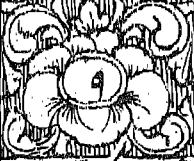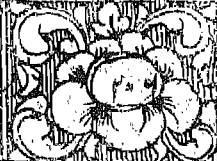
کہ جاتے ہو دل لیکر یہ دلدارونکی باتین ہین / تمہاری تو وہ باتین ہین جو عیارونکی باتین ہین

سوال وصل پر تکرار کیا کیا لطف دیتی ہی / اونھین بھی ہے پسند اپنے خریدارونکی باتین ہین

خدائی ہین سب اللہ والے کہ گئی زاہد / جو باتین مستونکی ہین وہ میخوارونکی باتین ہین

تجلی دیکھتے ہی حضرت موسیٰ کو غش آیا / نہ نکلی بات بھی منہ سے یہ ہشیارونکی باتین ہین

تو کیا ہین لب ترے اعجاز یا جادو کہین کچھ ہو / بظاہر فرق ہی پر ایک ان چارونکی باتین ہین

نہ کر عشق و جنون مین گفتگو ای ناصح ناداں / ترا منہ ہی کہ تو بولے یہ سرکارونکی باتین ہین

فرشتوں کی الٰہی کیا سنون مین قبر کے اندر / کہ میرے کان مین اب تک عزادارونکی باتین ہین

دعا دی کسنے چشم مست کو لیتے ہو کیا اوٹھ / کہ مجھسے آج کچھ بہکی ہوئے یارونکی باتین ہین

نہین ہی آپکی چھپائی داغ لا کھونکر آتی ہی / جسے سمجھے ہو خاموشی وہ عیارونکی باتین ہین

وہ سیدھے کعبے کو ڈرتے ہوئے ہم جاتے ہین / دیکھ لیتا ہی جو کوئی وہین تھم جاتے ہین
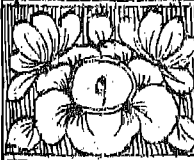
آپ کے گھر سے نکالا ہین ہم جاتے ہین / پھر نہ آئینگے کبھی کھاکے قسم جاتے ہین

پیچ کھاتا سر ہے قاصد کا قلم ہوتا ہی / غیر کو خط مین جو لکھتے قلم جاتے ہین

دیکھتے ہی مجھے محفل مین یہ فرمایا کہا / فتنے اوٹھتے ہین جہان اونکے قدم جاتے ہین

یون تو دم بھر نہین اٹھا اونھین شوخی سے قرار
جب تصور مین وہ آتے ہین تو تھم جاتے ہین

مر گیا مین تو کس افسوس سے ظالم نے کہا
ہاتھ آئے ہوے اندازِ ستم جاتے ہین

دل کا کیا حال کہون صبح کو جب اوس بت نے
لیکے انگڑائی کہا ناز سے ہم جاتے ہین

خوفِ عصیان ہی کہ مردون نے کفن اوڑھا ہی
بھیس بدلے طرفِ ملکِ عدم جاتے ہین

حضرت داغ یہ ہی کوچۂ قاتل اٹھیے
جس جگہ بیٹھتے ہین آپ تو جم جاتے ہین

تیری صورت کو دیکھتا ہون مین
اوسکی قدرت کو دیکھتا ہون مین

جب ہوئی صبح آ گئے ناصح
انھین حضرت کو دیکھتا ہون مین

وہ مصیبت سنی نہین جاتی
جس مصیبت کو دیکھتا ہون مین

دیکھنے آئے ہین جو میری نبض
اونکی صورت کو دیکھتا ہون مین

موت مجکو دکھائی دیتی ہی
جب طبیعت کو دیکھتا ہون مین

شب فرقت اوٹھا اوٹھا کر سر
صبح عشرت کو دیکھتا ہون مین

دور بیٹھا ہوا سر محفل
رنگ صحبت کو دیکھتا ہون مین

ہر مصیبت ہی تیرہ شب غم
آفت آفت کو دیکھتا ہون مین

نہ محبت کو جانتے ہو تم
نہ مروت کو دیکھتا ہون مین

کوئی دشمن کو یون نہ دیکھیگا
جیسے قسمت کو دیکھتا ہون مین

حشر مین داغ کوئی دوست نہین
ساری خلقت کو دیکھتا ہون مین

دنیا مین وضعدار حسین اور بھی تو ہین
معشوق اک تمھین تو نہین اور بھی تو ہین

تیرے ہی در پہ حشر کا ہنگامہ ہے بپا
اس شہر مین مکان و مکین اور بھی تو ہین

اے آہ اک فلک کو جلایا تو کیا کیا
ایسے ہزار برسر کین اور بھی تو ہین

نکلا نہ دل سے تیر ترا بیٹھ کر کبھی
ہونے کو ورنہ گوشہ نشین اور بھی تو ہین

کیا فرض ہے ملے تو یہ زاہد ہی کو ملے
خواہان خلد و حور برین اور بھی تو ہین

مرنا شب فراق مین جینے سے خوب ہے
بہلیگا دل کہ زیر زمین اور بھی تو ہین

کرتا ہے یون علاج کوئی درد عشق کا
تیرے علاوہ چارہ گرین اور بھی تو ہین

کیون چھوڑتی ہے جان و جگر کو تری نگاہ
سینے مین دل جہان ہے یہین اور بھی تو ہین

تمنے مری خبر بھی نہ پوچھی چلے گئے
غمخوار وقت بازپسین اور بھی تو ہین

تم خواب مین بھی آئے تو منہ کو چھپا لیا
دیکھو جہان مین پردہ نشین اور بھی تو ہین

یہ رنج یہ الم ہو تو کیونکر ہو زندگی
عاشق جہان مین داغ حزین اور بھی تو ہین

نالہ مین لجائے دل کر مدعا پیدا کرون
جب ستالون ایک کو تو دوسرا پیدا کرون

کیا کہون اللہ قدرت ہے تو کیا پیدا کرون
پیشتر سب سے ترے دل مین وفا پیدا کرون

آفرینش سے مری کچھ اور تو مطلب نہ تھا
مدعا یہ تھا کہ پیدا کرکے ناپیدا کرون

مین تو خواہان اجل ہون چارہ گر کو یہ تلاش
ڈھونڈھ کر سارے زمانے مین دوا پیدا کرون

یہ بتا دیتے ہین دشمن کو بھی اکثر راہ دوست
خضر مرجائین تو کوئی رہنما پیدا کرون

جو زمانے سے نرالا ہو فلک سے ہو جدا
فکر ہے اونکو وہ انداز جفا پیدا کرون

روز اک دل میرے سینے مین خدا پیدا کرے
اور مین ارمان اوس دل مین نیا پیدا کرون

غیر کو میرے جلانے کے لیے پیدا کیا
وان تو یہ تھا آدمی ہر کام کا پیدا کرون

ہای کیون آیا نہ صورت آفرین کو یہ خیال
آئینے کس کام کے جب ہین نہ انکو کیا پیدا کرون

سب دکھانے کے ہین قابل دلمین جتنے داغ ہین
کونسا پوشیدہ رکھون کونسا پیدا کرون

۲۱۱ ۹

دکھو ہوا ہی داغ عمر جاودان کی آرزو
مین کہان سے چشمۂ آب بقا پیدا کرون

وہ سویا بھی تو یون سویا بت عیار پہلو مین
کہ رکھکر تکیہ شب کو کھینچ لی دیوار پہلو مین

شرارت عشق کی دلمین برہمن کی نہ ہو کیونکر
برنگ سبحہ آتش دیدہ ہو زنار پہلو مین

چھپایا ہی ترے تیرونکو تیری ہی نگاہون نے
ہزارون بار سینے مین ہزارون بار پہلو مین

اوسے لائین مجھے لیجائین پیغام پہونچائین
یہ کیا کرتے ہین سب بیٹھے ہوئے غمخوار پہلو مین

جگر کی ناتوانی ہین کہون یا دلکی رنجوری
ادھر بیمار پہلو مین ادھر بیمار پہلو مین

کلیجا پیستا ہی دل مسلتا ہی کوئی ایسا
کہانسے آگئی ظالم تری رفتار پہلو مین

مرید اے شیخ صاحب آپکو سر پر بٹھا لینگے
بٹھاتے ہین بھلا ایسونکو کب میخوار پہلو مین

یہ بجلی کی طرح تڑپے یہ بسمل کیطرح لوٹے
رہا تو کیا رہا گر دل رہا بیکار پہلو مین

۲۱۲ ۱۱

یہ نقشہ ہو گیا ہی داغ انکی محفل کا
کہ ہر دم آئنہ ہی سامنے اغیار پہلو مین

کیون ناامید ہون وہ خدا ہی بشر نہین
فردوس اعطو کوئی قارونکا گھر نہین

وہ مست ناز ہو کہ کسیکی خبر نہین
اپنے بھی حال پر تمہین اتنی نظر نہین

آتا ہی مجھکو یاد سوال وصال پر
کہنا کسی کا ہاے وہ منہ پھیر کر نہین

کیونکر یقین ہو کہ کیا وعدہ غیر سے
ہمنے سنی ہی منہ سے ترے تم مگر نہین

دو ہوتے میرے دشمن جان ایک گھر مین
اچھا ہوا کسی کا ترے دلمین گھر نہین

ہین صبر دے بھی لونگا دل بیقرار کو
ٹھہرے جو ایک پل وہ تمھاری نظر نہین

ثابت جو بغض و کین ہو تو آجائے مجکو صبر
پھر کیا ہی دل مین آپکے یہ بھی اگر نہین

وحشت مین شغل چاک گریبان کا ہو گیا
اب ہاتھ بھی مرا دل تپا سپر نہین

رہتا ہی کوئی جوش جنون بے اثر کہین
وحشت کی جو خبر لے وہ مرا چارہ گر نہین

بیشک مجھے ہی عشق ترا پر خدا گواہ
جتنا ترے گمان مین ہی اسقدر نہین

۱۲ ای داغ کب چھپائے سے چھپتا ہی آفتاب
شہرہ کہان نہین ہی تمھارا کدھر نہین ۱۱

رخنہ گر یہ بت ہون یون اسلام مین
دخل ہی کیسا خدا اسکے کام مین

جنگ ہی ایک ایک سے آشام مین
بچ رہی تھی کسکی جھوٹی جام مین

گالیان دیکر بھڑک جاتے ہین آپ
کیا مزا ہی تلخی دشنام مین

جب وہ سنتے ہین بنا لیتے ہین منہ
ٹل گیا کیا زہر میرے نام مین

ناز مجھسے اور دشمن سے نیاز
طاق ہی وہ فتنہ گر ہر کام مین

جب شب غم کی دعا آئی ندا
صبح محشر ہی ابھی آرام مین

دل سے وابستہ ہین لاکھون حسرتیں
زلف سے بڑھکر کھنچے اس دام مین

شور یارب سے وہ کافر ڈر گیا
ہی اثر بیشک خدا کے نام مین

کوئی جانان کی زمین ہی فتنہ خیز
آسمان ہی مفت کے الزام مین

چشم دلبر نے دکھایا یہ طلسم
دل نہین دیکھا کسی نے دام مین

۱۴ داغ زاہد سے کہو کھنچتی ہی مے
ہو شریک اس کار نیک انجام مین ۱۴

فلک دیتا ہی جنکو عیش انکو غم بھی ہوتے ہین
جہان بجتے ہین نقارے وہان ماتم بھی ہوتے ہین

گلے شکوے کہان تک ہونگے آدھی رات تو گذری
پریشان تم بھی ہوتے ہو پریشان ہم بھی ہوتے ہین

جو رکھے چارہ گر کافور دونی آگ لگ جائے
کہین یہ زخم دل شرمندۂ مرہم بھی ہوتے ہین

وہ آنکھین سامری فن ہین وہ لب عیسے نفس دیکھو
مجھی پر سحر ہوتے ہین مجھی پر دم بھی ہوتے ہین

زمانہ دوستی پر ان حسینونکی نہ اترائے
یہ عالم دوست اکثر دشمن عالم بھی ہوتے ہین

بظاہر رہنما ہین اور دل مین بدگمانی ہی
ترے کوچے مین جو جاتا ہی آگے ہم بھی ہوتے ہین

ہمارے آنسوونکی آبداری اور ہی کچھ ہی
کہ یون ہونیکو روشن گوہر شبنم بھی ہوتے ہین

ہمارے ساتھ ہی پیدا ہوا ہی عشق اے ناصح
جدائی کسطرح سے ہو جدا توام بھی ہوتے ہین

خدا کے گھر مین کیا ہی کام زاہد وہ ادھر آ جا
جنھین ملتی نہین وہ تشنۂ زمزم بھی ہوتے ہین

نہین گھٹتی شب فرقت ہی اکثر ہمنے دیکھا ہی
جو بڑھ جاتے ہین حد سے وہ ہی گھٹکر کم بھی ہوتے ہین

بچاؤن پیرہن کیا چارہ گر مین دست وحشت سے
کہین ایسے گریبان و دامن ہمدم بھی ہوتے ہین

طبیعت کی کجی ہرگز مٹائے سے نہین مٹتی
کبھی سیدھے تمھارے گیسوے پرخم بھی ہوتے ہین

جو کہتا ہون کہ مرتا ہون تو فرماتے ہین مرجاؤ
جو غش آتا ہی تو مجھپر ہزارون دم بھی ہوتے ہین

۲۱۵ کسی کا وعدۂ دیدار تو اے داغ برحق ہی
مگر یہ دیکھیے دلشاد اسدن ہم بھی ہوتے ہین ۱۳

روح کو چین ہجوم غم دلبر مین نہین
صاحب خانہ کو آرام ترے گھر مین نہین

مجھکو امید ہی مشکل مری آسان ہوگی
جو رگ دشنے کے دلمین ہی وہ خنجر مین نہین

اے غم عشق نکل جا مرے دل سے باہر
ایسے مہمان کی توقیر کسی گھر مین نہین

کس سے وعدہ ہی جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو
یہ وہ گردش ہی جو مہر کے بھی مقدر مین نہین

مجھ پہ بیداد کرو تو بھی غنیمت جانون
تمسے امید کسیطرح کی محشر مین نہین

آپکے لطف و عنایت کا بھروسا کیا ہو
اک گھڑی بھر مین اگر ہے تو گھڑی بھر مین نہین

دل کے ٹکڑون کا مزہ حلق کی کاوش مین کہان
نگہ ناز کی تیزی دم خنجر مین نہین

لکھ لیے جاتے ہین جو شیفتہ کہلاتے ہین
کونسا نام ہے جو آپکے دفتر مین نہین

پھر اک جہان اور بنادے یارب
ہے لب عہد شکن ابھی محشر مین نہین

سخت جانون سے جو منہ پھیر گیا ہے قاتل
عرق شرم تو آب دم خنجر مین نہین

ہمہ تن درد ہو عاشق تو مزہ ہے کیا
سر مین ہے لین نہین دل مین ہے جو سر مین نہین

ہمنے کیا جانیے کیون سجدہ کیا اوس بت کو
جانتا ہون کہ خدا اور ہے پتھر مین نہین

۲۱۶

غیر کی عیش سے جلتا ہے عبث تو اے داغ
اوسکی تقدیر مین ہے تیرے مقدر مین نہین

۱۱

جب سر رہگذار پھرتے ہین
وہ بہت ہوشیار پھرتے ہین

کسکی آمد ہے میری بالین پر
مضطرب غمگسار پھرتے ہین

عشق خانہ خراب کے ہاتھون
دربدر شہریار پھرتے ہین

میکدے مین عجب تماشا ہے
چار بیٹھے ہین چار پھرتے ہین

حشر مین اینڈتے ہوئے یارب
کسکے تقصیروار پھرتے ہین

بات پر اپنی جان دینگے
قول سے جان نثار پھرتے ہین

دن مرے ہاے دیکھیے کسدن
اے شب انتظار پھرتے ہین

صدقے ہوتے ہین شمعرو اوسپر
گرد پروانہ وار پھرتے ہین

وہ وہی کوچہ ہے اوسکا اے قاصد
اک جہان بیقرار پھرتے ہین

ہائے اونکا خرام مستانہ | پیکے جب بادہ خوار پھرتے ہین

۲۱۶ — ۷

داغ کا ذکر سنکے وہ بولے
ایسے اسی ہزار پھرتے ہین

گر نہ لے اپنا ٹھکانا دشمن | دوست نادان ہین دانا دشمن
دیکھے گر اوسکی پلک یا اسد | تو ہو تیرون کا نشانا دشمن
دیدۂ تر نہ بہانا آنسو | ڈھونڈھتے ہین یہ بہانا دشمن
دوست کو دوست نہ سمجھا اپنے | اور دشمن کو نجانا دشمن
دوستی کی نہ رہی پھر امید | کاش ہو جائے زمانا دشمن
دشمن جان ہین بہت پائی عشق | تجھے جانا تجھے مانا دشمن

۲۱۷ — ۱۰

تم سمجھتے ہو اسے یار قدیم
دل ہوا ہے داغ پرانا دشمن

مزے عشق کے کچھ وہی جانتے ہین | کہ جو موت کو زندگی جانتے ہین
شب وصل لین اونکی اتنی بلائین | کہ ہمدم مرے ہاتھ ہی جانتے ہین
نہو دل تو کیا لطف آزار و راحت | برابر خوشی ناخوشی جانتے ہین
جو ہے میرے دل مین اوسی کو خبر ہے | جو مین جانتا ہون وہی جانتے ہین
پڑا ہون سر بزم مین دم چرائے | مگر وہ اوسے بیخودی جانتے ہین
کہان قدر ہمجنس ہمجنس کو ہے | فرشتون کو بھی آدمی جانتے ہین
کہون حال دل تو کہین اس سے حاصل | سبھی کو خبر ہے سبھی جانتے ہین
وہ نادان انجان بھولے ہین ایسے | کہ سب شیوہ دشمنی جانتے ہین

نہین جانتے اسکا انجام کیا ہی
وہ مرنا مرا دل لگی جانتے ہین

(۲۱۹) (۱۰)
سمجھتا ہی تو داغ کو رند زاہد
مگر رند اوسکو ولی جانتے ہین

چاک ہو پردۂ وحشت مجھے منظور نہین
ورنہ یہ ہاتھ گریبان سے کچھ دور نہین

وصل سے یاس ہوا ایسا دل مہجور نہین
بت اگر دور رہی مجھسے تو خدا دور نہین

چھین لین دلکو اگر وہ تو یہ مجبوری ہی
مین کہے جاؤنگا محتاج ہین مقدور نہین

سجدے کرنے سے مٹا خط جبین انکا ہی
ہم کہے دیتے ہین قسمت مین سی حور نہین

دلکو ہوتی ہی خبر آپ کہین یا نہ کہین
ہمکو معلوم ہی وہ بات جو مشہور نہین

محتسب مانع حلت ہی گمان ہی سے
سوکھنے کو بھی میسر مجھے انگور نہین

لب تک آئی تھی شکایت کہ محبت نے کہا
دیکھ پچھتائیگا خاموش یہ دستور نہین

راہ دن نامہ و پیغام کہانتک ہونگے
صاف کہدیجیے ملنا ہمین منظور نہین

تینے وہی کوہکن و قیس سے مجکو نسبت
کوئی دیوانہ نہین مین کوئی فردو نہین

(۲۲۰) (۱۱)
کیا کرے داغ کوئی اوسکی محبت کا علاج
وہ کلیجا ہی نہین جسمین یہ ناسور نہین

گلے ملا ہی وہ مست شباب برسون مین
ہوا ہی دل کو سرور شراب برسون مین

خدا کرے کہ مزہ انتظار کا نہ مٹے
مرے سوال کا وہ دین جواب برسون مین

بچین گے حضرت زاہد کہین بغیر پیے
ہمارے ہاتھ لگے ہین جناب برسون مین

حیا و شرم تمھاری گواہ ہی اسکی
ہوا ہی آج کوئی کامیاب برسون مین

یہ ضعف دل ہی کی خوبی ہی بلکہ ہی احسان
کبھی ہوا تو ہوا اضطراب برسون مین

شب وصال اوسے کیون نہ شرم آجائے
جب آئینہ سے بھی ٹوٹے حجاب پرسون مین

ہمارے بعد کچھ ایسا ہوا مزاج اونکا
کہ لطف روز ہی سب عتاب پرسون مین

نگاہ مست سے اوسکی ہوا یہ حال مرا
کہ جیسے پی ہو کسی نے شراب پرسون مین

کہان ہوا ہی رخ یار قابل بوسہ
یہ دن دکھائیگا یہ آفتاب پرسون مین

نہ کیون ہو ناز مجھے اپنے دلبری ظالم
کیا ہی تو نے جسے انتخاب پرسون مین

۲۲

وہ بولے داغ کی صورت کو ہم ترستے ہین
ملا ہی آج یہ خانہ خراب پرسون مین

۱۱

یہ فتنہ آتش الفت کا پہنچیگا نہ محشر مین
لگی ہی آپکے گھر سے بجھیگی آپکے گھر مین

خمار آلودہ آنکھین بل جبین پر درد ہی سر مین
لیے تم رات بھر بیچین کس کمبخت کے گھر مین

ہوا جب چاک دامن پارسا کہنے لگے یوسف
پھٹے مین پاؤن ضرب المثل ہی نام دفتر مین

مزا جاتا رہا چوری چھپے بھی دیکھ لینے کا
لگا دی غیر کی تصویر اوسنے روزن در مین

تری تو میکشی بھی جھوٹ سے خالی نہین ظالم
مجھے ملتی ہی وہ جو بچکے رہجاتی ہی ساغر مین

بدلجائیگی قسمت حشر کو اہل مصیبت کی
نہین ہی جب بھی تو ہوجائیگا پھیر مقدر مین

مذمت کر رہا ہی بادۂ انگور کی واعظ
مزہ جب ہی کہ ہو ایسی ہی تلخی آب کوثر مین

اثر ہوتا ہی ایسا جذب کامل اسکو کہتے ہین
بجاے آب خون نکلے گلہ ہی تیرے خنجر مین

تڑپکر لوٹکر رو دیا ہون مین جسدم شب فرقت
تو عالم موج دریا کا رہا ہی چین بستر مین

نکال اہل حسد کی بیکلی ہی ورنہ ای واعظ
رقیبون سے گلے ملنا پڑیگا مجکو محشر مین

۲۲

چلو کعبے ملیگی دولت وصل صنم تمکو
ملی کس چیز کی ای داغ ہی اللہ کے گھر مین

۹

کوئی اب تجھسے آرزو ہی نہین
اب جو دیکھا تجھے وہ تو ہی نہین

ناصحون سے کلام کون کرے
اپنی ایسون سے گفتگو ہی نہین

اسقدر ناز ہی تمھین گویا
کوئی دنیا مین خوبرو ہی نہین

جو ترے لطف سے نکل جاوے
وہ مرے دل کی آرزو ہی نہین

ہی وہ صورت پرست بھی دیکھو
فقط آئینہ عیب جو ہی نہین

رشک اوسکا ہو کیا گل فردوس
وہ نزاکت وہ رنگ و بو ہی نہین

سادہ لوحی تو عشق مین دیکھو
جانتا ہون کوئی عدو ہی نہین

تیغ تیری عبث ہی تشنہ خون
اس تن زار مین لہو ہی نہین

۲۲۳
عشق مین وضع کیا رہے ای داغ
کہ تجھے پاس آبرو ہی نہین
۱۲

ردیف واو

ضعف سے بیمار الفت کیا سنبھالے ہاتھ پانو
اس تپ اعضا شکن نے توڑ ڈالے ہاتھ پانو

تجھسے کیا نسبت کہ تھے لیلی کے کالے ہاتھ پانو
حق نے تیرے گورے سانچے مین ڈھالے ہاتھ پانو

ہاتھ پکڑے مجھکو کھینچے پھر سوے دشت بلا
ای جنون اب کر دیئے تیرے حوالے ہاتھ پانو

صدقے ایسی قید کے قربان اس زنجیر کے
وہ کہے یہ مجھسے جب چاہین چھڑا لے ہاتھ پانو

آپ اور مجھکو تہ زانو با کر کیجے ذبح
بیٹھے رہیے بس یہین جب تک سنبھالے ہاتھ پانو

خواہ پابند حنا ہو خواہ چکرین انکو زنجیر زمین
ہمنے اون لفظونکے ہاتھون سنبھالے ہاتھ پانو

در سے ہم اسیرون کی خبر کیونکر اوسے
صورت زنجیر کب کرتے ہین نالے ہاتھ پانو

دوڑنے دو اپنی رہ مین پٹکنے دو مجھے
ذبح سے پہلے ہی یہ مجرم تھکالے ہاتھ پانو

سیکڑون کو قتل لاکھون کو کیا ہی پایمال
یہ نکالے ہیں میری جان تونے نرالے ہاتھ پانو

ہاتھ اوٹھے جیب سے پھر پانون پیٹے خار سے
ہمنے زندان سے نکلتے ہی نکالے ہاتھ پانو

ہیں سنان نے سینہ خنجر نے لیا ناوک نے دل
ہین یہ تیری نذر ای تیغ جفا لے ہاتھ پانو

ذبح کرتے ہین یہی پامال کرتے ہین یہی
پھر بچا کے رکھتے ہین یہ حسن والے ہاتھ پانو

کر دیا ہی چور ہمکو نشۂ الفت نے داغ
اب بھلا کوئی سنبھلتے ہین سنبھالے ہاتھ پانو

سچ ہی تیری ہی آرزو مجکو
کہین جینے دے یون ہی تو مجکو

بندۂ تو خریدہ ہون ہر دم
رکھیے آنکھون کے روبرو مجکو

کل تک اوسکی تلاش تھی لیکن
آج ہی اپنی جستجو مجکو

پہلے وہ تھا کہ تم نہ تھے آگاہ
اب وہ ہون سن لو کو بکو مجکو

حشر مین کیا کہونگا جب وہ کہین
کیا نہین جانتا ہی تو مجکو

وان شکایت یہ وہ حکایت ہی
کہ نہین چاہیے گفتگو مجکو

ای حیات دو روزہ لے آئی
کن گرفتاریون مین تو مجکو

نکہت گل ہی ناگوار دماغ
کیا سمائی ہوئی ہی بو مجکو

داغ کیسو ہو خوش نہین آتی
نا امیدانہ آرزو مجکو

دکھانا گر تمھین مدنظر ہی روے روشن کو
لگایا کیون ہی پردہ تم لگا دو آگ چلمن کو

ہمین صیاد گلشن مین بھی تھا شوق گرفتاری
بنایا بارہا شکل قفس اپنے نشیمن کو

خدا چاہے اگر سنگین دلون کو سرنگون کرنا
تو پھر کیا ہی عجب گر بت کرے سجدہ برہمن کو

دم بسمل ہوئی کیون دیر اتنی دم نکلنے مین
قضا کیا مژدہ پہنچانے گئی ہی میرے دشمن کو

ملین روز ازل ہم غمزدون کو نعمتین کیا کیا
دل بیتاب ماتم کو لب فریاد شیون کو

اسے کہتے ہین وصل عاشق و معشوق ای قاتل
کہ دل کو تیرے خنجر نے نچھوڑا میری گردن کو

لباس عاشق دیوانہ بھی گویا ہی دیوانہ
گریبان آستین کو آستین لپٹی ہی دامن کو

ستم تیرے جو دیکھے جل گئے معشوق سے عاشق
بچھاتے ہین یہ پروانہ میری شمع بدن کو

۲۲۶

اجل کے ہاتھ سے ای داغ بچنے کا نہین کوئی
نہ چھوڑا دوست کو اسنے نہ چھوڑیگی دشمن کو

۱۵

پوشیدہ جب ہو راز کہ منھ مین زبان نہو
ہم بات بھی کرین تو بغیر از فغان نہو

لے جائین آہ مجھ سے میری بدگمانیان
ظالم وہان کہ تیرا پتا بھی جہان نہو

رکھنا ہماری خاک سے بچکر راہ ای صبا
درسینہ مین بند سوز جگر کا دھوان نہو
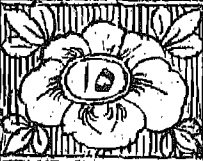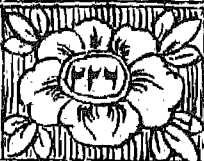
مارا نگاہ ناز سے پہلے جگر پہ تیر
پھر اوسپہ حکم یہ ہی کہ لب پہ فغان نہو

زاہد عذاب عشق جہنم لطف حق سمجھ
یعنے عذاب ہمکو یہان ہو وہان نہو

کچھ چاہیے بشر کے لیے غم کی چھیڑ چھاڑ
ہم بھی نہون اگر ستم آسمان نہو

اوٹھون گا خاک ہوکے تری رہگذر سے مین
تا بعد مرگ میرا جنازہ گران نہو

نیرنگیے چمن جو مجھے یاد آگئی
گل پر ہوا گمان کہ برگ خزان نہو

تمکو مزہ نہ دیگی کبھی داستان عشق
جبتک ہمارے منھ سے یہ قصہ بیان نہو

کہتے ہین لوگ زیر زمین جسکو آسمان
وہ کشتگان آتش غم کا دھوان نہو

باز آئے ایسے لطف سے جو ہو ستم شریک
ظالم خدا کے واسطے تو مہربان نہو

رکھتے ہین کیا چھپا کے غم یار دل مین ہم
ڈر ہی کہ یہ نصیب دل دشمنان نہو

اس بیخودی مین سینے گذاری شب فراق — زندہ ہون پر گمان ہو کہ تجھکو گمان نہو
ناقے کو قیس کیا نہ لگا لائے راہ پر — لیلے کا راز دار اگر ساربان نہو

۲۲۷ — ۱۱

تہمت کسی کو ظلم کی اے داغ کیون لگائین
شکوہ بتون سے کیا جو خدا مہربان نہو

یہ سُن سُن کے مرنا پڑا ہی کسی کو — نہین مرتے دیکھا کسی پر کسی کو
خدا لوٹے تو دے اپنا غم ہر کسی کو — کرے پر نہ مائل کسی پر کسی کو
بچاؤنگا تنہا بہشت برین مین — کر لیجاؤن گا دستکے اندر کسی کو
یہ بجلی نہین جسکی اک سیر کر لی — تڑپ جاؤ دیکھو جو مضطر کسی کو
مگر ناصحا ایسی دیوانی باتین — یہ کیا کھینچ مارا جو پتھر کسی کو
زہے منصفی قتل تو نے کیا ہو — وفا پر کسیکو دعا پر کسی کو
مجھے دیکھلو ہوکے چین بر جبین تم — نہ دیکھا ہو گر زیر خنجر کسی کو
محبت مین جیسا گئے لُٹ گئے ہم — لیا دل کسی سے دیا سر کسی کو
رہے ہے تشنۂ دید مشتاق اونکے — ملا بھی تو زہر آب خنجر کسی کو
بہت چھیڑ کر تجکو چھتانا پڑے گا — ستانے نہین بندہ پرور کسی کو

۲۲۸ — ۱۱

یہ کہتی ہو اے داغ چتون تمھاری
کہ تم چاہتے ہو ستمگر کسی کو

وقت آخر پوچھتے ہو کیا ہماری آرزو — اشک باری ہی تمنا بیقراری آرزو
خاک کرتا ہو تغافل گرچہ ساری آرزو — او سپہ تجھ سے آرزو سے ہماری آرزو
ایک سے ہو ایک الفت مین گرانبار الم — دل ہی مجھپر بار تو ہی دلپہ بھاری آرزو

چشم تر گریہ سے کب نکلے مرے دل کی مراد
ساتھ اشکون کے نہین ہو نکلی جاری آرزو

کہدو یہ اہل ہوس سے رکھین کام آئیگی
کوڑیون کے مول بکتی ہی ہماری آرزو

گر لگا رکھنے کا مشتاقون کی آجاے مزہ
تم کو ہو جاے مری امیدواری آرزو

نبھ گئی اک وضع سے ابتک تو آگے دیکھیے
چھوڑتی ہی یا نہین یہ وضعداری آرزو

کون تھا مجھسا تمنائی کہ برسون تیرے بعد
قبر پر آ آکے چلائی پکاری آرزو

لطف حسن و عشق تو جب ہی کہ دونو کے ملے دل
کچھ ہماری آرزو ہو کچھ تمھاری آرزو

رفتہ رفتہ تیر سینے سے مرے قاتل نکال
لطف کیا نکلے اگر اک بار ساری آرزو

۲۹ پھر مرے داغ کہن اے داغ تازہ ہو گئے
دل مین آئی صورت یاد بہاری آرزو ۹

کیا چاک کیا تونے مری جان مرے دل کو
سیرا ہی بنایا ہی گریبان مرے دل کو

اک کھیل ہوئی الفت جانان مرے دل کو
دشوار جو مجکو ہی وہ آسان مرے دل کو

تجکو ہی قسم درد محبت مری دل کی
تو چین نہ دینا کسی عنوان مرے دل کو

پھر حسرت و ارمان و تمنا بھی نہونگے
اے یاس نکر بے سر و سامان مرے دل کو

یا اوس بت گمراہ کو لا راہ وفا پر
یا پھیر دے اے گردش دوران مرے دل کو

اچھی کہی اچھا نہین کچھ دل کا لگانا
یہ لگ گئی اے ناصح نادان مرے دل کو

تاثیر دکھاجاے محبت تو عجب کیا
سینے سے لگا آج مری جان مرے دل کو

کچھ دور نہین بتکدہ و کعبہ سمجھ لین
کافر تیری آنکھون کو مسلمان مرے دل کو

۳۰ ہی لطف تو یہ تجکو ہو محشر مین بھی انکار
اور داغ کہے تو نے لیا ہان مرے دل کو ۹

جوہر دکھاؤ صاحب جوہر کے روبرو
ہو قدر آئینے کی سکندر کے روبرو

دل کھچا ہی باندھ کے دلبر کے روبرو
جاتا ہی اک اسیر ستمگر کے روبرو

کہتا ہی سرو شاخ ثمرور کو دیکھکر
مفلس ہی بے وقار توانگر کے روبرو

روکر تہی شکم کو بھرین کیون نہ اہل حرص
شیشے کو ہچکی لگتی ہی ساغر کے روبرو

ڈر ہی کہ بے نیاز سے چرخ ستم شریک
رویا ہون شب کو دیدۂ اختر کے روبرو

اوس بت مین اک خدائی کا جلوہ ہی ورنہ شیخ
سجدے کیے سے فائدہ پتھر کے روبرو

آنسو بہا رہا ہون خط یار پڑھ کے مین
یون دانہ ڈالتا ہون کبوتر کے روبرو

حاصل ہوئی بھی عقل فلاطون اگر تو کیا
چلتی نہین کسی کی مقدر کے روبرو

۲۳۱

ای داغ ہوگا ہم سے کسی کا جواب کیا
مقدار چشمہ کیا ہی سکندر کے روبرو

۹

طریق عشق مین ای دل ہین پیچ و خم سو سو
غلط پڑے ہین یہان خضر کے قدم سو سو

برس پڑے وہ مجھے دیکھکر خدا کی پناہ
ہزار ناز ہر اک ناز مین ستم سو سو

دل شکستہ کا مضمون لکھا نہین جاتا
کہ ایک نکتے پہ ٹوٹا کیے قلم سو سو

ہزار جلوے سے معمور ہی یہ کافر دل
اس ایک سنگ سے پیدا ہوئے صنم سو سو

خطر ہی پھینک نہ دے مرغ نامہ بر مکتوب
کہ نامے باندھتے ہین ایک پر مین ہم سو سو

کھلین نہ ہم سے کبھی پیچ اوسکی باتون کے
جو ایک بات کے پہلو بتائین ہم سو سو

بنو گے حشر مین تم دادخواہ کس کس کے
یہی سوال وہ کرتے ہین دمبدم سو سو

بہار خلد سے آباد تھا جہان آباد
ہر ایک کوچے مین تھے گلشن ارم سو سو

ابھی سے چرخ کی گردش کا داغ کیا شکوہ

۳۲ ابھی تو لائے گا چکر یہ پر ستم سو سو ۱۵

ہم تو مرتے ہین ادا پر دلستان ہو کوئی ہو
دوست دشمن مہربان نامہربان ہو کوئی ہو

اونسے لی ہو دست نازک مین پکڑکے ہو تیغ
یا الٰہی نیم بسمل نیم جان ہو کوئی ہو

شاد ہون کیا وعدۂ فردا سے ایکلفت گزین
یہ تو ممکن ہی نہین ہی تو جہان ہو کوئی ہو

سر مین ہو گردن مین ہو پہلو مین ہو سینے مین ہو
تیغ ہو خنجر ہو پیکان ہو سنان ہو کوئی ہو

غیر اچھا مین برا سچے ہو تم جھوٹے نہین
آدمی کا آدمی راحت رسان ہو کوئی ہو

میرے قصے مین برائی کیا ہی سن لیجیے
خواب راحت سے غرض ہی داستان ہو کوئی ہو

آدمی کے واسطے چشم بصیرت چاہیے
دل سے ہو منظور نظر وہ سچ نہان ہو کوئی ہو

ہم نہین اے آہ تو سارا زمانہ ہیچ ہی
پھونک دے سب کو زمین و آسمان ہو کوئی ہو

اے فلک یہ کیا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ ہو گیا
غم ہو یا شادی ہو لیکن جاودان ہو کوئی ہو

آشنا حرف تمنا سے ہو تو کیجیے قلم
مین نہین کہتا کہ میری ہی زبان ہو کوئی ہو

وہ نہو تو یاس ہو یہ تو نہو کوئی نہو
خانۂ دل مین الٰہی میہمان ہو کوئی ہو

غیر کو کیون چھوڑتے ہو قتل گاہ عام مین
امتحان کی جب کہ ٹھہری ممتحان ہو کوئی ہو

بزم دشمن مین ہی اذن عام یارب بھیجدے
حشر ہو طوفان ہو مرگ ناگہان ہو کوئی ہو

مدفن عشاق پر کافی ہی تیرا نقش پا
عاقبت ان بے نشانون کا نشان ہو کوئی ہو

۲۳۳ ۹
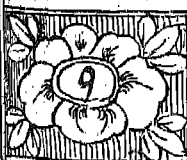
بعد مجنون داغ سے آباد ہی دشت جنون
اس خرابی کے لیے بے خانمان ہو کوئی ہو

نالہ کھینچین گے اگر تاثیر الٹی ہو تو ہو
رسم ہی تدبیر گو تقدیر الٹی ہو تو ہو

وہ بھی برہم مین بھی اٹھی قتل کا سامان درست
اب یہان گردن پہ گر شمشیر الٹی ہو تو ہو

کر لیا وعدہ اونھون نے ہو گئی تدبیر وصل
اور اس پر بھی اگر تقدیر اولٹی ہو تو ہو

ہے خیال وصل سے ای دل نہین ہے تا وصال
ہان مگر اس خواب کی تعبیر اولٹی ہو تو ہو

ہم گنہگارون کا لکھا ہو سکے تبدیل کیا
نامۂ اعمال کی تحریر اولٹی ہو تو ہو

مر بھی جاؤن تو نہوا اونکو مرا مردہ عزیز
بلکہ میری لاش کی تشہیر اولٹی ہو تو ہو
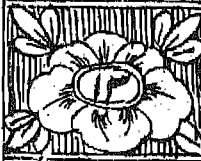
سامنے جو نالہ کیا تدبیر اپنی ہی درست
عقل تیری آسمان پیر اولٹی ہو تو ہو

اوس ستمگر سے دل نا فہم امید کرم
بیگناہی پر سے تجھے تعذیر اولٹی ہو تو ہو

۱۳۴

سیدھی سیدھی ہم تو باتین اونکو لکھ بھیجین گے داغ
وان اولٹ پھیر کی گر تقریر اولٹی ہو تو ہو

۱۳
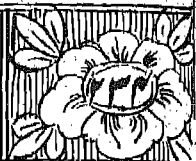
ای فلک چاہیے جی بھر کے نظارا ہمکو
جا کے آنا نہین دنیا مین دوبارا ہمکو

کبھی ایما نہ کنایا نہ اشارا ہمکو
کم نگاہی نے تری جان سے مارا ہمکو

ہم کسی زلف پریشان کی طرح ای تقدیر
خوب بگڑے تھے مگر خوب سنوارا ہمکو

جب کھنچے اوس سے ہوئے اور زیادہ مضطر
مرض عشق کے پرہیز نے مارا ہمکو

شکر صد شکر کہ اب قبر مین ہم جا پہونچے
توسن عمر نے منزل پہ اوتارا ہمکو

روز تکرار کرے کون خریدارون سے
دل کی اس گرمیِ بازار نے مارا ہمکو

چل تو ای دل رہ الفت مین کہین راہ نما
مل رہے گا کوئی اللہ کا پیارا ہمکو

اب تو ہم تذکرۂ غیر پر آفت ٹھہرے
پھر قیامت ہین جو چھیڑو گے دوبارا ہمکو

باتین اوس آئینہ رو کی بھی ہین گویا کہ طلسم
آج تو خوب ہی شیشے مین اوتارا ہمکو

آپ سے اب نہ بنے گا کوئی سودا اپنا
پھیر دیجیے دل بیتاب ہمارا ہمکو

ہم سیہ رو ہین سوا مردمک چشم سے بھی
پر جو دیکھے تو کہے آنکھ کا تارا ہمکو

بدسلوکی مین مزہ کیا ہی مزہ ہی آسمین
کہ ہمارا ہو تمھین پاس تمھارا ہمکو

بحر ہستی مین ہوے کشتی طوفانی ہم
نہین ملتا کہین ای داغ کنارا ہمکو

وہ طریق مہر و وفا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
تمھین رو رنہ یاد دلاؤن گا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کیا پہلے خط مین بہت رقم کہا پھر زبان سے اپنا غم
مگر اسپہ بھی مرا ماجرا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

نہین کسکی شرم لحاظ کیا یہ خدا کیواسطے کیا کہا
تمھین آینہ سے بھی تھی حیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ کسی کا شکوہ کوئی تجمل وہ کسی کا داغ کسی کا دل
وہ کسی کا کوئی تھا آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

مجھے ڈر ہی یہ ہنوز تمھین کہ پڑی ہین حشر کی قدین
دم باز پرس مری خطا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

چڑھے ذہن پر نہ زبان پر اب مرے چار حرف وصال جب
تو پھر آگے کہنے کا لطف کیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ابھی قول کرکے جو بہولے تم ہوئی اس سے تو مری عقل گم
کہ خدا کا نام بھی دفعتا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہ کہان کہ بیٹھو ہزار مین تمھین شرم آتی تھی چار مین
یہ تو دو ہی دن کا ہی ماجرا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

۱۷	وہ جو داغ سحر بیان رہا کہ ثنا گر اوسکا جہان رہا
کوئی شعر اوسکا برا بھلا نہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو	۲۳۶

عرصۂ حشر مین اللہ کرے گم مجکو
اور پھر ڈھونڈتے گھبرائے ہوئے تم مجکو

دیکھے مستی مین جو سرگرم تکلم مجکو
کہے واعظ بھی کہ للہ کوئی خم مجکو

غیرت ماہ کہے خسرو انجم مجکو
نام کو داغ ہون کیا جانتے ہو تم مجکو

ساقیا آہ مین کھینچی کیا کسی مجذوب کی روح
کوئی کھینچے لیے جاتا ہی سوئے خم مجکو

جب سے آنکھون مین سمائی ہین وہ کافر نظرین
رات دن اپنی نظر سے ہی توہم مجکو

یا سنا دے مرے مطلب کی کوئی اے ناصح
یا یہ کہدے کہ نہین تاب تکلم مجکو

ساقیا تشنہ ہی کیا تری آنکھین کم ہین
کہ ملے جام نے مجھے شیشہ مجھے خم مجکو

جم گئی گرد رہ میکدہ جب پھر واعظ
خاک سے پاک کرے بحر قلزم مجکو

سہم جاتی ہی خوشی ڈرتی ہی فرحت مجھسے
کبھی آتا ہے تو دزدیدہ تبسم مجکو

جب گئی لیکے گئی میری دعا سے تاثیر
گم کرے تجکو خدا تو نے کیا گم مجکو

مین نے اس حال پہ بھی دلکو بہت سمجھایا
ضعف سے گرچہ نہ تھی تاب تکلم مجکو

تم کہان غیر کہان جھوٹ غلط محض دروغ
خفقان ہی یہ جنون ہی یہ توہم مجکو

ضعف نے نام کو تھوڑا سا نشان رکھا تھا
تو نے اے بیخودی شوق کیا گم مجکو

ضبط وہ شی ہی کہ اے حضرت موسیٰ دیکھو
آپ دیتے ہین وہ تکلیف تکلم مجکو

لطف توبہ کا مزہ توبہ کا یہ ہی زاہد
ضد سے ساقی نے پلائے ہین کئی خم مجکو

کیون نہ حیران و پریشان ہون سننے والے
مین بھلا تمکو کہون اور برا تم مجکو

مین بھی حیران ہون اے داغ کہ یہ ہی کیا بات

۲۳۷ — وعدہ وہ کرتے ہین آتا ہی تبسم مجھکو — ۱۵

کیا ڈبوئے گا ترے عشق کا قلزم مجھکو
موج ساحل ہی سفینہ ہی تلاطم مجھکو

اپنے رونے پہ کچھ آیا جو تبسم مجھکو
یاد دے اوسکی کہا بھول گئے تم مجھکو

دیکھ اے وادی ایمن مجھے وہ خاک نہین
کہ فرشتون نے لیا پھر تیمم مجھکو

رشک نے جلوۂ دیدار سے رکھا محروم
کر گئے بے مدد نظر دیدۂ مردم مجھکو

دیکھنا چھیڑ سر حشر مرے پاس آکر
کہتے ہین کون ہو تمہین جانتے ہو تم مجھکو

ہنستے ہنستے کبھی روتا ہون تصور مین ترے
روتے روتے کبھی آتا ہی تبسم مجھکو

آتش تر سے یہ میخانہ ہی آتش خانہ
یان وضو چاہیے زاہد کہ تیمم مجھکو

معجزہ حضرت عیسی کا غلط بھی تو نہین
درد اوٹھتا ہی وہ کہتے ہین اگر قم مجھکو

دل نے سرمایۂ صد راحت و آرام و نشاط
کھو کے پایا تھا اوسے پا کے کیا گم مجھکو

اس تمنا سے مرے در پہ آتا نہ ہو
کہ مجھے ہو یہ گمان چاہتے ہو تم مجھکو

غم و شادی کے لیے شرط ہی الفت تیری
نالۂ بلبل سے مجھے دے غنچہ تبسم مجھکو

کیون گنہ لیتے ہین تھوڑی سی پلانیوالے
کل سے لے کوثر اوسے آج جو دے خم مجھکو

دیکھنا پیر مغان حضرت زاہد تو نہین
کوئی بیٹھا نظر آتا ہی پس خم مجھکو

کیا کرے دیکھیے کوثر یہ مری تشنہ لبی
سوکھ جاتا ہی یہان دیکھ کے قلزم مجھکو

۲۳۸ — ۱۶

مسکرائے مری میت پہ وہ منھ پھیر کے داغ
حشر تک یاد رہیگا یہ تبسم مجھکو

اللہ رے تلون ابھی کیا تھے ابھی کیا ہو
شوخی ہو تو شوخی ہو حیا ہو تو حیا ہو

محشر مین اوسی بت کا طرفدار خدا ہو
جنت سے بدل جائے جہنم تو مزا ہو

بسمل کے تڑپنے کا تماشا تو ذرا ہو
تھم تھم کے چھری پھیریے رہ رہ کے جفا ہو

گھر اپنے گئے ہین وہ مٹاتے ہوئے کسکو
یہ تو نہو وہ غیر کا نقش کف پا ہو

برباد کرونگا اوسی کوچے مین فغان مین
کیون رکتی ہی آگے مرے ای باد صبا ہو

فریاد جگر نغمہ ہی نالہ بلبل
دلکش ہو کسی طرح کی ہو کوئی صدا ہو

کیون وصل کی حسرت مرے دل سے نہین مٹتی
یہ کاوش الٰہی اوسی بدخو کی وفا ہو

نیرنگی خون شہدا دیکھ تو قاتل
پانی ہو جو جائے اُسے لگائے سے حنا ہو

مے عید کے اقرار پہ لی ہی رمضان مین
یہ قرض ادا ہو تو بڑا فرض ادا ہو

دعوے مجھے دلبر ہو زبان پر ہے تمھین ناز
یہ شرط ٹھہر جائے کہ جھوٹے کو سزا ہو

تعریف سے کوثر کے مجھے خوب پلائی
کیا بات ہی واعظ تری عقبی کا بھلا ہو

بوجہ چھپایا نہین قاصد نے خط اونکا
ایسا نہو کمبخت کی مٹھی مین قضا ہو

کیا توبہ کرون عشق سے ای حضرت ناصح
ڈرتا ہون کہ یہ بھی نہ شب غم کی دعا ہو

اس دل سے مجھے لاگ ہی سمجھے تو مین ہون
تم شان وفا کان وفا جان وفا ہو

واعظ نکرے طعن مری جرم و خطا پر
اسکا ہی اگر بخشنے والے کو مزا ہو

کیونکر نہ پھرون کعبے سے بتخانے کو الٹا
پھر جائے مرے ساتھ اگر قبلہ نما ہو

۲۳۹

کیون داغ کا ناص...
اک شخص ہی وہ تم او...

۱۷

...تے ہی نفرت ہوئی تمکو
...ستے مجھے ہو سے لگیا ہو
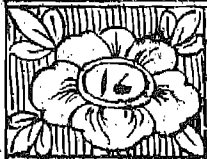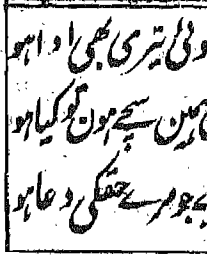
کچھ سوچ سمجھکر دل مضطر چھپا ہو
ایسا نہو اسمین کوئی تیری بھی ادا ہو
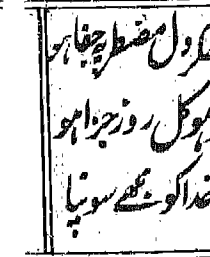
مین نے جو کہا سیر ہو کل روز جزا ہو
فرماتے ہین وان بھی ہمین سمجھے ہو تو کیا ہو

ہون صبح شب وصل خدا کو مجھے سونپا
دشمن ہی کو دیجیے جو مرے حق کی دعا ہو

اسطرح سے قاصد نے تو رک رک کے کہا حال
جیسے کہ سبق پڑھ کے کوئی بھول گیا ہو

جلتا ہون الٰہی نفس سرد سے اپنے
اسکو نہ جلائے تو جہنم کو سزا ہو

دل ہم نے بنایا ہی ہدف تیر لگائے
اب جس قدر انداز کی چٹکی مین قضا ہو

ڈر ہی نہ اوگین خار مژہ قبر پہ میری
یہ حسرت دیدار نہ انگشت نما ہو

قاصد یہ سمجھنا کہ یہی شہر ہی اوس کا
مشہور جہان نام تغافل کا حیا ہو

رنجش امری بڑھکر ہی تمھاری خفگی سے
مین جان سے بیزار ہون تم مجھسے خفا ہو

جی چاہتا ہی غیر کو دون اپنا مقدر
کیا اسمین برائی ہی کسیکا جو بھلا ہو

مین اور کرون دعوی خون مجھسے نہوگا
تم چھوڑ بھی دو ہاتھ کوئی سوچتے کیا ہو

مطرب سے کہو اون کو سنائے وہ سنین گے
جس ساز مین اک ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہو

چاہت کا مزہ بعد ہمارے نہ ملے گا
ہر شخص سے تم آپ کہو گے ہمین چاہو

ہوتی ہی وہان روز جفاؤن کی ترقی
ای ذوق فزون ہو ابھی ای شوق سوا ہو

دیوانے لگاتے ہین عجب رنگ کی مہندی
جب آبلون مین خون چھلک آئے حنا ہو

بدلون نہ کبھی اور حسینون کی وفا سے
وہ کینہ بھی اچھا جو ترے دل مین رہا ہو

٢٣٠ اوس بت سے بگاڑی نہ بن آئیگی تمھین ذوق
کیا پیش چلے جبکہ طرفدار خدا ہو ١٣

کیا خود وعدہ عیاری تو دیکھو
دل آزارون کی دلداری تو دیکھو

مرے دل کی وفاداری تو دیکھو
پھر اوسپر اپنی عیاری تو دیکھو

کیا جب وعدہ آنے کا نہ آئے
اس آسانی کی دشواری تو دیکھو

[illegible] جزا جسکی سزا کو
مری قدر گنہگاری تو دیکھو

وہ کہتے ہین مرے غم مین نہ مرنا
یہ مجبوری یہ ناچاری تو دیکھو

بنالین شرم آلودہ نگاہین
تغافل مین یہ ہشیاری تو دیکھو

مٹا نقش وفا اوس بت کے دلسے
ہماری گریہ وزاری تو دیکھو

نہ عاشق کا نہ یہ معشوق کا دوست
فلک کی تم ستمگاری تو دیکھو

پھنسایا اوس بت بیگانہ وش کو
محبت کی گرفتاری تو دیکھو

خدا سے بجستجو اونکو ہین موجود
رقیبون کی طرفداری تو دیکھو

خدا نے دی ہین آنکھین دیکھنے کو
تم اپنی مردم آزاری تو دیکھو

نہ آئی قبر مین بھی نیند مجکو
مری قسمت کی بیداری تو دیکھو
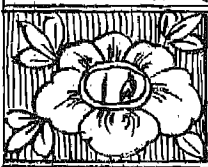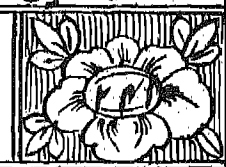
غزل کیا خاک لکھین حضرت داغ
ہجوم کار سرکاری تو دیکھو

چلتے نہین ہین ساتھ مرے ہمسفر کے پانون
ہر گام پر دبانے پڑے راہبر کے پانون

آنکھون کے بل چلون گا تری راہ شوق مین
موے مژہ بنین گے مری چشم تر کے پانون

کیا مضطرب رہے ہے شب فرقت مرے عزیز
تھکتے ہی تھکتے ٹوٹ گئے سارے گھر کے پانون

آتی ہے کوے یار سے مستانہ کسقدر
کیا لڑکھڑائے جاتے ہین باد سحر کے پانون

وقت خرام ناز تعجب نہین اگر
فتنے بھی اوٹھکے چوم لین اوس فتنہ گر کے پانون

ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جو ادھر
اوٹھتے ہین دیر دیر سے نامہ بر کے پانون

چلکر وہ میرے ساتھ بتائین جو راہ دوست
آب بقا سے دھو کے پیون مین خضر کے پانون

صیاد ہم قفس سے چھٹے بھی تو کیا چھٹے
کس کام کے ہین طائر بے بال و پر کے پانون

لاکھون مین مجکو تاڑ گیا وہ نگاہ باز
رکھا جو مین نے محفل اعدا مین ڈر کے پانون

آتا وہ دوڑ کر شب غم ای دعائے وصل
اللہ نے بنائے نہین ہین اثر کے پانون

تھک تھک کے بیٹھ جائے نہ کیون تیری آہ مین
لوہے کے تو نہین ہین الٰہی بشر کے پانون

وہ آئے کسطرح یہ گیا کس طریق سے
ہین تیر دلکے پانون تیری نظر کے پانون

سینے سے اپنے ساتھ اوڑا کر لیگئی
گویا تھا سے تیر نگہ میرے جگر کے پانون

پونہچی ہے ایک آن مین باب قبول تک
پھیلا لئے کیا دعا نے میری اثر کے پانون

ای داغ آدمی کی رسائی تو دیکھنا
سر پر دھرے ہین عرش نے خیر البشر کے پانون

۱۴۴ ۱۴۳

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوائے جہان کیون ہو
خلش کیون ہو طپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو

مزا آتا نہین تمکو تمہین کے ہمکو رنج و راحت کا
خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہان کیون ہو

یہ مصرع لکھدیا ظالم نے میری لوح تربت پر
جو ہو فرقت کی بےتابی تو یون خواب گران کیون ہو

ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہے
یہی بے اعتباری ہو تو کوئی رازدان کیون ہو

غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو

بہت نکلین گے روز حشر تیرے جور کے خواہان
ستم کا حوصلہ دنیا مین صرف امتحان کیون ہو

اونھین گو رنجش بیجا ہی لیکن ہی تو ہنسے ہی

محبت گر نہو باہم شکایت درمیان کیون ہو

گئے ٹھکرا کے مجکو اور پھر کہتے گئے یہ بھی

نصیب دشمنان تو پائمال آسمان کیون ہو

نہی تاکید ہی ضبط محبت کی وہ کہتے ہین

جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو

شریک دور ہو بزم عدو مین خاک ہوتے ہم

کسی نے رات گھبرا کر نہ پوچھا تم یہان کیون ہو

تحمل کر سکے کیا حسن نازک ان نگاہون کا

اوسے [illegible] ن نے چھپایا ہی وگرنہ وہ نہان کیون ہو

خدا شاہد خدا شاہد ہی کیون [illegible] کہتے ہو عدو ن پر

خدا کو کیا غرض میرے تمہارے درمیان کیون ہو

جگر سے کم نہین [illegible] ہی چارہ گر داغ جگر مجھکو

جو پیدا کی ہو مر کر وہ دولت رائگان کیون ہو

[illegible] تو یہ جان فزا ہی کیا خبر قاتل کے آنے کی

بتاؤ تو سہی تم داغ ایسے شادمان کیون ہو

ردیف ہاے ہوز

لڑ گئی یار گلعذار سے آنکھ

اب نہین چھپتی ہزار سے آنکھ

پھر وہ حیرت سے کچھ وہ حسرت سے
خوب بنتی ہی انتظار سے آنکھ

دید کا بھی ہی کیا برا لپکا
نہین رہتی ذرا قرار سے آنکھ

اون کو دیکھا ہی جو مکدر آج
بھر گئی سرمۂ غبار سے آنکھ

تودۂ ناوک نظر کیجیے
کیون چرائی مری مزار سے آنکھ

دو بدو یون ہی مے کشی کا مزہ
جام سے لب ملے تو یار سے آنکھ

اشک خون نہین نے گل کھلائے ہین
آج آئی ہی کس بہار سے آنکھ

کیا نہ چھپتا کسی نظر سے دل
چوکتی ہی نہین شکار سے آنکھ

بولے وہ شکوۂ تغافل پر
ملی کس امیدوار سے آنکھ

یار سے آنکھ کیا ملاؤن مین
نہین ملتی ہی رازدار سے آنکھ

۲۱

نشہ تیرا اوتر گیا ای داغ
کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ

۲۲

یون شب وعدہ رہی طالب دیدار کی آنکھ
جسطرح سوتے چمن مرغ گرفتار کی آنکھ

کبھی لگتی ہی نہین نرگس بیمار کی آنکھ
اپنے دیکھی ہی چمن مین کسی ہشیار کی آنکھ

ہم دکھلائین تجھے نرگس بیمار کی آنکھ
ڈورے ڈالے گی مگر بلبل گلزار کی آنکھ

آنکھ تقدیر نہ پھیرے نہ پھرے یار کی آنکھ
کیا ہوا ہم سے اگر پھر گئی اغیار کی آنکھ

نیند آئی ہی سر شام شب وصل اوٹھین
کیا برے وقت لگی طالع بیدار کی آنکھ

شوق نظارۂ گلشن ہو تو لیجیے صیاد
سیر گلزار کو اوس مرغ گرفتار کی آنکھ

رقص بسمل کے تماشے کا ہوا شوق ایسا
بن گیا حلقہ جوہر تری تلوار کی آنکھ

زلف دیتی ہی تری ابرو کو پرخم کا جواب
داد دیتی ہی تری شوخی رفتار کی آنکھ

طور بیلور ہوے دل کے خدا خیر کرے
بیطرح گھات مین ہی اوس بت عیار کی آنکھ

وہ تو تھے موسی ہی جنھین تاب نظارہ نہوئی
یان نہ جھپکے گی ترے طالب دیدار کی آنکھ

ای دل صاف صفائی کے تو معنی ہین
کبھی میلی نہوا اوس آئینہ رخسار کی آنکھ

اشک خون دیکھکے آنکھین نکال ای ظالم
دیکھنے آئی ہی ترے طالب دیدار کی آنکھ

کیون نہ پر خون ہو ازل سے کہ ملا ہی مجکو
شیشہ بادہ کا دل ساغر سرشار کی آنکھ

جلوہ یار نے دو رنگ دکھائے اپنے
ایک ظاہر مین تو ہی کافر دیندار کی آنکھ

اللہ اللہ کشش حسن کہ ہمراہ نگاہ
کھچی جاتی ہی ترے طالب دیدار کی آنکھ

ہوتی جاتی ہی دوسو ابوسہ لب کی قیمت
دیکھتے جاتے ہین وہ اپنے خریدار کی آنکھ

آگ عشق دل فرہاد کی بجھنے کی نہین
بہنے دریا بھی اگر چشمہ کہسار کی آنکھ

گفتگو سے جو کبھی بات اشارون کی بڑھی
جب تھکی اوسکی زبان لڑنیکو طیار کی آنکھ

ای صبا اوسکی گلی مین نہ اوڑا خاک مری
کہین میلی نہو اوس روزن دیوار کی آنکھ

دل چرایا ہی وہ اب آنکھ ملائین کیونکر
سامنے ہوتی ہی مشکل سے گنہگار کی آنکھ

ٹپکی پڑتی ہی نگہ سے تری الفت ای داغ
کوئی چھپتی ہی محبت کی نظر پیار کی آنکھ

یان لٹا سے جلتے ہین عشق بتان کے ساتھ
زاہد بھی لین گے وہانکی وہان کے ساتھ

پھونکا نہ دام کو نہ جلایا قفس مرا
بجلی کی تیزیان تھین فقط آشیان کے ساتھ

میرے غبار نے بھی کیا منہ نہ اوس طرف
مجکو کدورتین جو رہین آسمان کے ساتھ

آجائے خوب ناز و نزاکت کی تمکو چال
تم دو قدم چلو اگر اس ناتوان کے ساتھ

مانا کہ وہ ہین گھر ہی مین ملنے گر یہان
سو حجتین ہین دزد دل بدگمان کے ساتھ

واماندگی سے ایک جگہ تو بٹھا دیا / پھرتے تری تلاش میں کیا کارواں کے ساتھ

اے عشق باز آئے رفاقت سے تیری ہم / تو بھی کہیں روانہ ہو عمر رواں کے ساتھ

سب کو ہے تیرے یاد کی لذت جدا جدا / دل کی ہے دل کے ساتھ زباں کی زباں کے ساتھ

زاہد کو ایک قطرۂ زمزم پہ ناز ہے / یاں خم کے خم اوٹھائے ہیں پیر مغاں کے ساتھ

مشتی نہیں ہے خانۂ خدا کی کسطرح / کیا میری بیکسی بھی ہے بخشی مکاں کے ساتھ

ہم ایک کہکے سنتے ہیں دو چار گالیاں / اک چھیڑ ہو گئی ہے ترے پاسباں کے ساتھ

اقرار حشر اے دل مضطر غلط نہ جان / تقدیر تا الیقین ہے اکثر ہم گماں کے ساتھ

اللہ رکھے کہ نہ ہو داغ کی زباں / تعریف آپکی ہے ادا خوش بیاں کے ساتھ

دن گذار اب دل مجبور صد آفات کے ساتھ / وہ مرے رات کے ناداں ہی گئے رات کے ساتھ

حفظ تسلیم ادب خلق تواضع تعظیم / کتنی تکلیف ہے اے شوق ملاقات کے ساتھ

بیقراری تو ٹھہرتی ہے ٹھہرتی جاتی / آگیا صبر مگر مرگ مفاجات کے ساتھ

جا رہل بیٹھے جہاں پھر وہی رنگ اور ترنگ / کچھ عجب لطف ہے رندان خرابات کے ساتھ

لب ترے ذکر سی پہ مجھے یاد آگئے ہیں / چشمۂ خضر کا مذکور ہے ظلمات کے ساتھ

رہنما بادیہ گردی کو ہے بے جیب دری / پاؤں چلتے ہیں اشارے پہ مرے ہات کے ساتھ

جلوہ دیکھے جو بت ہوش ربا کا صوفی / روح کیا سلب نہ ہو جائے کرامات کے ساتھ

اپنے مذہب میں ہے برسوں کی عبادت سے فزوں / گذرے جو کوئی گھڑی خوش اوقات کے ساتھ

دست نواب ہے گہربار فلک دریا بار / داغ برسات نئی آئی ہے برسات کے ساتھ
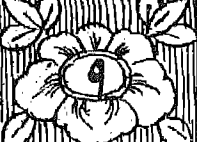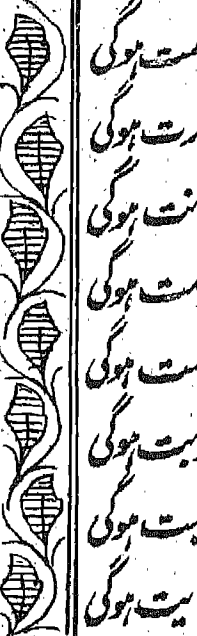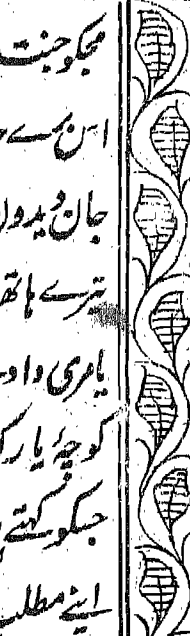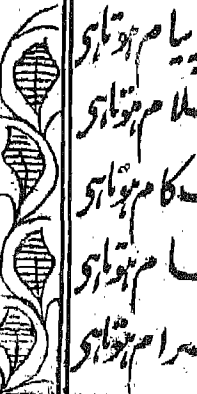
یارب ہمین دے عشق صنم اور زیادہ — کچھ تجھ سے نہین مانگتے ہم اور زیادہ

دل لیکے نہ کچھ مانگ صنم اور زیادہ — معتقد ورنہین تیری قسم اور زیادہ

ہستی سے ہوئی فکر عدم اور زیادہ — غم سنم اور زیادہ ہی الم اور زیادہ

بھرتا نہین جب زخم کسی شکل سے قاتل — بھرتا ہون تری تیغ کا دم اور زیادہ

تھی بخت زلیخا مین خریداری یوسف — اوروں نے لگائے نہ درم اور زیادہ

تلوار جو ہو جائے کمان خوب نہین ہی — ابرو مین شہ دوتان کے خم اور زیادہ

انسان کی خواہش کو بڑھاتی ہی سخاوت — کرتے ہین ستم اہل کرم اور زیادہ

آوارہ ہین مرے ساتھ بہت حسرت و ارمان — ہو وسعت صحرائے عدم اور زیادہ

زندان ہے بیابان مین تواضع ہوئی بڑھکر — کانٹون نے لیے میرے قدم اور زیادہ

دل مین کسی عالم تصویر کی تصویر — ہین چھیڑ نکر ناخن غم اور زیادہ

دشمن کیطرف ہے وہ ادھر پھول کے آیا ہین — تاریک ہو تو ای شب غم اور زیادہ

القاب ہی پر ختم ہوا نامہ کرون کیا — چلتا نہین مطلب پہ قلم اور زیادہ

گھر بیٹھے کہے دے طواف اوسکی گلی کا — جھگڑا ہی بس ای اہل حرم اور زیادہ

پہنچا ہون ادھر عرش ہے ای ہمت عالی — اچھا ہی پڑے بڑھکے قدم اور زیادہ

لے ای دل بیمار تمنا سے شفا کر — درمان سے ہوا درد والم اور زیادہ

جبتک وہ تماشے کو کھڑے تھے لب ساحل — بیتاب تھی موج لب یم اور زیادہ

دل پیچ مین تقدیر کے پابند اور اوسپر — طرہ ہی تری زلف کا خم اور زیادہ

رہبر نے ترا کوچہ دکھا کر مجھے چھوڑا — آگے نہ بڑھا چار قدم اور زیادہ

پہنچا ہون لب گور تو مین ای غم الفت — اب چھوڑ کہ مجھمین نہین دم اور زیادہ

بگڑی تھی ہوا آہ کی آخر شب وعدہ
نکلا مرے نالون کا بھرم اور زیادہ

کیا صلح کرین دل کی ترے تیر نظر سے
چھنتی ہے صفائی مین بہم اور زیادہ

دل لوٹ سے پھر اتھا جگر چھین لیا کیون
کیا مفت مین لی ایک رقم اور زیادہ

پائی ہے امان کسنے تری تیغ نظر سے
قربان ہوے صید حرم اور زیادہ

وہ حال ہے میرا کہ عدو کہتے ہین اوسے
گزرا نہ خبردار ستم اور زیادہ

ق

خط اوسکا بہت خوب عبارت بہت اچھی
اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

قاصد مگر اغیار کا لکھا ہے جہان حال
پاتا ہون وہان زور قلم اور زیادہ

صد شکر کہ نواب کے الطاف سے اے داغ
چند اہل سخن جسمین ہین کم اور زیادہ

نہین ہوتی بندے سے طاعت زیادہ
بس اب خانہ آباد دولت زیادہ

محبت مین ہو لطف دیکھے ہین لیکن
مزا دے گئی ہے شکایت زیادہ

مریض محبت کی اچھی دوا کی
اوسے کل سے ہے آج غفلت زیادہ

وہ تشریف لاتے ہی بولے کہ رخصت
نہین ہمکو ملنے کی فرصت زیادہ

الٰہی زمانے کو کیا ہو گیا ہے
محبت تو کم ہے عداوت زیادہ

عدم سے سب آتے ہین یان چار دنکو
نہین ہوتی منظور رخصت زیادہ

بنے حوض می صحن میخانہ بھر کر
زیادہ برس ابر رحمت زیادہ

تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھین
کہ ہے کون سا خوبصورت زیادہ

مری بندگی سے مرے جرم افزون
ترے قہر سے تیری رحمت زیادہ

حیا اوسکی آنکھون مین کیونکر ہو یارب
کہ شوخی سے بھی ہے شرارت زیادہ

۲۴۹ نکلتے نہ تھے داغ یون گفتگو مین
مگر بولی سے گرے آج حضرت زیادہ ۹

ردیف یاے تحتانی

مجکو جنت مین نہ راحت ہوگی
اگر یہی دل یہی قسمت ہوگی

اس سے حال یہ کہتے مین
رنج و غم کی یہی صورت ہوگی

جان دیدون تجھے پر ڈرتا ہون
کہ امانت مین خیانت ہوگی

تیرے ہاتھون مجھے اے رنج فراق
کبھی مرنے کی بھی فرصت ہوگی

یاری وا دیلے روز جزا
یا قیامت پہ قیامت ہوگی

کوچہ یار کوئی چھٹتا ہی
مین ہون گا مری تربت ہوگی

جسکو کہتے ہین جہنم کی آگ
غیر کی گرمی صحبت ہوگی

اپنے مطلب کی تو سن لو مجھسے
یہ نہ جانو کہ شکایت ہوگی

۲۵۰ اب کی میخانے سے اوٹھا ہی داغ
کیسے جائین گے جو وحشت ہوگی ۷

جب وہ ہت ہمکلام ہوتا ہی
دل و دین کا پیام ہوتا ہی

ادھر سے ہوتا ہی سامنا جسدن
دور ہی سے سلام ہوتا ہی

دل کو رو کون کہ چشم گریان کو
ایک ہی خوب کام ہوتا ہی

آپ مین اور مجمع اغیار
روز دربار عام ہوتا ہی

زیست سے تنگ ہین چھیڑا ہین
دیکھ غصہ حرام ہوتا ہی

سے کبھی موسیٰ سے لن ترانی کی | اب تو ہم سے کلام ہوتا ہے

۲۵ — ۱۱

داغ کا نام سنکے وہ بولے
آدمی کا یہ نام ہوتا ہے

اللہ اللہ رے پریشانی مری | زلف جاناں بھی ہے دیوانی مری
کیا ٹھکانا ہے ترے نازک طبع کا | ہو چکی جنت سے مہمانی مری
تیز ہے خنجر تو قاتل نازنین | سخت دشوار ہی ہے آسانی مری
رو پڑا اوس بدگمان سے ذکر عشق | میرے آگے آئی نادانی مری
آجکل ہے اونکو تصویروں سے شوق | کیا کبھی دیکھی تھی حیرانی مری
روسیاہی کام آئی روز حشر | شکل زاہد نے نہ پہچانی مری
بن گیا کعبہ وہی میرے لیے | ٹک گئی جس در پہ پیشانی مری
ہاے دل لیکر ترا ناز و غرور | واے دل دیکر پشیمانی مری
تر ہوا دامن مئے گلرنگ سے | رنگ لائی پاک دامانی مری
اس گرفتاری پہ اپنی میں نثار | لو وہ کرتے ہیں نگہبانی مری

۲۶ — ۱۲

آگیا داغ اونکے دل میں یہ غرور
شکل ہے دنیا میں لاثانی مری

سب لاگ ہے تیغ جنگجو کی | رکھتی ہے نہیں لگی گلو کی
جب پاؤں تھکے تو جستجو کی | جب دل ترسا تو آرزو کی
رستے پہ ترے چلی قیامت | سچ ہے کہ بڑی ہے چال جو کی
جب تم نہ ملے تو درد دل نے | اوٹھ اوٹھ کے اجل کی جستجو کی

مطلب کی کہی نہ ایک ظالم
کیا بات ہی تیری گفتگو کی

اونکو ہی عدو سے وہ تمنا
جس بات کی ہمنے آرزو کی

پھر وحشت دل ہی اور صحرا
لین خار نے دھجیان رفو کی

کچھ کم نہین وسعت ناامیدی
ہی یہ بھی ہزار آرزو کی

ہم بادہ کشون کی خاک سے بھی
آئے گی صدا سبو سبو کی

اللہ کو کیا جواب دونگا
عادت ہی بتون سے گفتگو کی

کچھ ضبط ہماری خاطر ای چشم
کچھ شرم ہماری آبرو کی

چھوڑا نہ ستم فلک نے دل کا
اور رہی تلاش کینہ جو کی

۵ ۱۲

اس خانہ خراب دل مین ای داغ
مٹی ہی خراب آرزو کی

تدبیر سے قسمت کی برائی نہین جاتی
بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہین جاتی

دل لیکے وہ اب جان طلب کرتے ہین مجھ سے
یہ ایسی دھری ہی کہ اٹھائی نہین جاتی

مر بھی تو سہی توبہ بھی ہو جائے گی زاہد
کمبخت قیامت ابھی آئی نہین جاتی

آنسو تو پیے جائین گے ای ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان سے کھائی نہین جاتی

پیسا ہی یہانتک تری رفتار نے ظالم
آندھی سے مری خاک اڑائی نہین جاتی

دل میرا ہو کہ تیغ نظر اُن کی
اک پھانس کی تکلیف اوٹھائی نہین جاتی

گرتی تھی نشیمن پہ مری کوند کے بجلی
صیاد کے گھر آگ لگائی نہین جاتی

ہر چند ہی افشاے محبت مین خرابی
یارون سے مگر آنکھ چرائی نہین جاتی

لے دیکے یہان دل مین ہی کیا ایک تمنا
وہ تا بزبان خوف سے لائی نہین جاتی
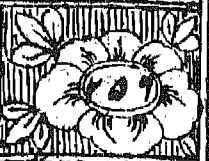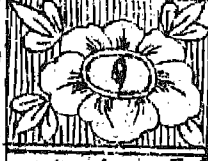
اللہ رے تنگی دہن ناز کہ لب سے
وعدہ پہ قسم آپ سے کھائی نہین جاتی

للہ مرے ذبح پہ تکبیر تو پڑھ لو
اتنی بھی زبان تم سے ہلائی نہین جاتی

یارب کوئی آفت تھا محبت کا ٹپکنا
وہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہین جاتی

۵۲ ۱۱

اے داغ کہا حال دل اوس دشمن جان سے
نادان ترے دل کی صفائی نہین جاتی

اشک خون رنگ لائے جاتا ہے
داغ اپنے چھپائے جاتا ہے

کس صفائی سے تیرے دل کا غبار
مٹتے مٹتے مٹائے جاتا ہے

کتنا با وضع ہے خیال اوس کا
بیکسی مین بھی آئے جاتا ہے

دیکھنا رشک اوسکی محفل مین
ایک کو ایک کھائے جاتا ہے

نا امیدی مٹائے جاتی ہے
شوق نقشہ جمائے جاتا ہے

ہمت اے خاک ہان مدد اے ضعیف
کوئی دامن بچائے جاتا ہے

وہ جدھر کو گئے اوٹھا یہ شور
وہ قیامت اوٹھائے جاتا ہے

دل یہ نعمت ہے تجھسا شیرین لب
نظرون نظرون مین کھائے جاتا ہے

آتش شوق کیا بجھے ناصح
تو پتنگے لگائے جاتا ہے

غم نے اوسکے گھلا دیا دیکھو
مجکو مہمان کھائے جاتا ہے

اوسکا آنا تو درکنار اے داغ
دل ہی قابو سے ہائے جاتا ہے

۲۵۵ ۹

ہر بات مین کافر کی کیا آن نکلتی ہے
وان آن نکلتی ہے یہان جان نکلتی ہے

سو حسن اوسے ملتے ہین سو ناز برستے ہین
اے وصل عدو تجھمین کیا شان نکلتی ہے

قسمت پہ مری کیا کیا رمال کو حیرت ہے
جو شکل نکلتی ہے حیران نکلتی ہے

وعدہ نہ وفا کرنا پھر اوسپہ یہ تاکیدین
تا حشر ٹھہر جاؤ کیون جان نکلتی ہی

یہ خانۂ دل جیسا سنسان نظر آیا
بستی کوئی کم ایسی ویران نکلتی ہی

آبادی دل کا ہی اس درجہ خیال اب تو
حسرت بھی نکلتی ہی تو جان نکلتی ہی

چتون کے شکن سے گرہ بل ابرو کے کھلین گے خم
پر دل کی گرہ کوئی آسان نکلتی ہی

دلبر ہین ادائین بھی دلکش ہین جفائین بھی
اک آن ستمگر ہین ہر آن نکلتی ہی

بیطرح کبھی جی مین اہر داغ پیکان اوسکی
یہ پھانس کوئی دل سے نادان نکلتی ہی

داغ ہر چند جہان گرد ہی سودائی ہی
آپ کے سر کی قسم آپ کا شیدائی ہی

صورت وصل نہ تھی کوئی بجز رنجش غیر
وہ جو بگڑے ہوئے آئے ہین تو بن آئی ہی

اور کیا خاک سے گی دل بسمل کی مراد
جو تماشا ہی جہان انکا وہ تماشائی ہی

شکوۂ ظلم پہ اول تو وہ خاموش ہوئے
پھر یہ جھنجلا کے کہا کیا مری سوائی ہی

جب کبھی بیٹھے بٹھائے خفقان اچھلا کی
ہمنے جا کر اوسے کوچے کی ہوا کھائی ہی

نہین معلوم کہ ہین کون بلا حضرت عشق
یون تو اپنی بھی زمانے سے شناسائی ہی

مژدہ اوسکو ہی جو ناکام ازل ہی تجھسے
حسرت اوس پر ہی جو کمبخت تمنائی ہی

یہ سُنی ایک ابھی مین نے دم بوسہ اونکی
وہ یہ کہتے ہی ہے موت تری آئی ہی

داغ کو اب کسی گلرو سے ملاقات نہین
ہمنے برسون اسی گلشن کی ہوا کھائی ہی

ہمارے قتل کی تدبیر روز وان ٹھہری
یہ زندگی تو نہ ٹھہری بلا سے جان ٹھہری

ہزارون دفن ہوئے مجھسے مضطرب یارب
یہ کس طرح سے زمین پر آسمان ٹھہری

ہماری خاک کی بربادیان ذرا دیکھو — کہان کہان ہے اوڑی اور کہان کہان ٹھہری

مرے تڑپنے سے شکو تمھین تو چین آیا — چلو تمھاری طبیعت تو مہربان ٹھہری

سر نیاز ہوا ٹھوکرون ہی مین پامال — جبین عجز مری سنگ آستان ٹھہری

پڑھا دیے جو اوسے چند حرف بیتابی — پیام بر کے دہن مین بھی زبان ٹھہری

جب آیا چین ہمین اسنے کردیا بیچین — تری نگاہ ہماری مزاجدان ٹھہری

یہان یہ غم کہ بکا دل کا مول اک بوسہ — وہان یہ فکر کہ قیمت بہت گران ٹھہری

۵۸

ہزار رنگ دکھائے گا داغ داغ جگر — مری بہار نہ ٹھہری کوئی خزان ٹھہری

۹

بچھڑے دل خاک سے ویسے بھی تو ملتا ہی — کوئی ملتے ہی سے اے عربدہ جو ملتا ہی

اسطرح دشمن جان سے نہین ملتا کوئی — کیا لپٹ کر ترے خنجر سے گلو ملتا ہی

کیجیے اے قسمت برگشتہ تلاش دشمن — دوست کو ڈھونڈتے مین ہم تو عدو ملتا ہی

مل گیا دل سے یکایک ترے سوفار کا رنگ — ورنہ بیگانے سے برسون مین لہو ملتا ہی

چرخ کمر مایہ سے کچھ ہم کو ملے یا نہ ملے — یہ بڑی دولت دنیا ہی کہ تو ملتا ہی

دیکھ چل کر مرے ساقی کی سخاوت زاہد — ایک ساغر کوئی مانگے تو سبو ملتا ہی

گل کھلائے گی عجب رنگ کی یہ شاخ مژہ — اسکو پانی کی جگہ روز لہو ملتا ہی

ارمغان دیتے ہین ہم پیر مغان کو جاکر — کوئی اچھا جو ہمین ظرف وضو ملتا ہی

۲۵۹

خاک مین داغ ملاتے ہین جو عزت تیری — مر بھی کمبخت کہ ایسون ہی سے تو ملتا ہی

۹

چھوٹے ہزار مرتبہ قاتل کے ہاتھ سے — نکلے نہ ایکبار بھی ہم دل کے ہاتھ سے

ای قیس گر صبا نے اوڑایا تو لطف کیا
اوٹھا نہ پردہ صاحب محمل کے ہاتھ سے

ای اضطراب شوق یہ کیسا اثر کیا
تلوار چھوٹی پڑتی ہی قاتل کے ہاتھ سے

ہی خط جادہ راہ محبت مین تیغ تیز
کٹتے ہین پانوٗن دوری منزل کے ہاتھ سے

بدلے شراب کے ہی مجھے زہر بھی قبول
اوس انجمن مین ساقی محفل کے ہاتھ سے

ٹھہرو ذرا الگ ہی الگ سے ارکر چلے
دامن بچائے جاتے ہو بسمل کے ہاتھ سے

کوئی سمجھ کی بات کرے تو جواب دین
دم ناک مین ہی ناصح جاہل کے ہاتھ سے

پوچھی نہ اہل فیض سے نوبت سوال کی
خود ہاتھ وہ ملاتے ہین سائل کے ہاتھ سے
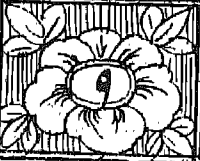
ای داغ دستگیر ہی وہ پیر دستگیر
مل جاے ہاتھ مرشد کامل کے ہاتھ سے

بے وجہ اجتناب نے رسوا کیا مجھے
ظالم ترے حجاب نے رسوا کیا مجھے

مین نے جو آہ کی تو کہا اوس نے غیر سے
اس خانماں خراب نے رسوا کیا مجھے

کہدی ہی ایسے نشے مین سب دل کی آرزو
اک ساغر شراب نے رسوا کیا مجھے

یارون پہ کھل گیا اثر الفت نہاں
اوس بت کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے

اوس بدگمان سے پوچھ کے تعبیر ہون خجل
میرے بیان خواب نے رسوا کیا مجھے

محشر مین حال دل دم پرسش کہے بنا
کیا کیا مرے جواب نے رسوا کیا مجھے

کچھ اون کے مہر و لطف نے مشہور کر دیا
کچھ رنجش و عتاب نے رسوا کیا مجھے

اس زلف خم بخم نے کیا شہرہ آپکا
اس دل کے پیچ و تاب نے رسوا کیا مجھے

ای داغ سب یہ حضرت دل کے سلوک ہین
جو کچھ کیا جناب نے رسوا کیا مجھے

آئینہ منہ پہ برا اور بھلا کہتا ہی
سچ ہی یہ صاف جو ہوتا ہی صفا کہتا ہی

دم اعجاز مسیحا کو برا کہتا ہی
لب ترا سحر کچھ ایسی ہوش ربا کہتا ہی

میرے افسانے پہ وہ اٹھ کے خفا کہتا ہی
کوئی سنتا بھی ہی اسکی کہ یہ کیا کہتا ہی

حق ہی اس بات مین ناصح کا طرفدار نہین
دل کی کہتا ہی جو وہ اس دل کو برا کہتا ہی

ہر دم اپنا دم آخر کی سناتا ہی خبر
ہر نفس ہر نفس احوال فنا کہتا ہی

چل چکی خوب ستمگر ترے خنجر کی زبان
دہن زخم کی سن تو کہ یہ کیا کہتا ہی

غیر اچھے جو زمانے کے برے کہلائین
مین برا ہون کہ جہان مجکو بھلا کہتا ہی

ہی ترے شربت دیدار کی تاثیر عجیب
زہر کہتا ہی کوئی کوئی دوا کہتا ہی

دیکھنا میرے بت ہوش ربا کا جلوہ
دیکھکر شیخ جسے صل علا کہتا ہی

شور محشر ترے مستون پہ بہت چلایا
ہی بھی جاتا نہ کسی سے کہ یہ کیا کہتا ہی

۲۶۱ ۱۲

ہند سے تابہ دکن داغ ہی شہرت تیری
اب تو کچھ اور ترا بخت رسا کہتا ہی

اس انجمن سے بہت بیوفا ہوکے چلے
سرور ہوکے ہم آئے خمار ہوکے چلے

بتون کے کوچے سے ہم دلفگار ہوکے چلے
شکار کرنے کو آئے شکار ہوکے چلے

بجھا لے میرے سرشک وانھین اتنا تل
کہ خوب تیغ تری آبدار ہوکے چلے

تری نگاہ بہت مست ہی سنبھل کے ذرا
سمند ناز و ادا پر سوار ہوکے چلے

ٹھہر گئے وہ جہان سرو باغ سے تھے گویا
اگر چلے تو نسیم بہار ہوکے چلے

نہین ہی بادہ و ساغر تو اتنی ای ساقی
نگاہ مست ہی خوشگوار ہوکے چلے

الہی جائینگے کس گھر یہ میرے وحشتناک
بہشت سے بھی اگر بیقرار ہوکے چلے

پیامبر بھی تو انسان ہے فرشتہ نہیں
الٰہی بھید دل بیقرار ہو کے چلے

وہ کشتہ دل ہوں جو دریا میں ہاتھ ڈالیں
تو موج بحر یقین ہے غبار ہو کے چلے

کسی کی آنکھ میں وہ انتظار ہو کے رہے
کسی کے دل سے شکیب و قرار ہو کے چلے

خبر نہ تھی کہ وہ کشتۂ تغافل ہوں
جو حشر بھی مرے سوئے مزار ہو کے چلے

گلے لگا کے اونھیں عذر پھر کیا میں نے
مری کمی سے وہ بہت شرمسار ہو کے چلے

۱۶۳ — نگاہ یار کی پھرتی ہے بزم سے اے داغ
رقیب بھی مرے یاروں میں یار ہو کے چلے — ۱۵

طبیعت کوئی دن میں بھر جائیگی
چڑھی ہے یہ آندھی اوتر جائے گی

رہیں گی دم مرگ تک یہ اٹھیں
یہ نیت کوئی آج بھر جائے گی

رہے یہ پیروی ہجر ہو یا وصال
کہ اک بات آخر ٹھہر جائے گی

نہ تھی یہ خبر ہم کو اپنی بہار
ادھر آئے گی اور ادھر جائے گی

محبت میں اے دل نہ ڈر سر پہ کھیل
وہ بازی نہیں ہے کہ ہر جائے گی

کہوں گو نہ میں حشر کو تیرے ظلم
یہ خلق خدا کیا مکر جائے گی

خدا کے لیے آج اقرار کر
کہ پھر بات کل حشر پر جائے گی

نہ گذری شب ہجر سمجھے تھے ہم
تڑپتے پھڑکتے گذر جائے گی

مرا حال بہتر ہے اوس سے کہو
ڈرین سے کہ جو سچی خبر جائے گی

نہ جائے کوئی میری میت کے ساتھ
مری بیکسی نوحہ گر جائے گی

رہے گا ترا جلوہ مد نظر
جہاں تک ہماری نظر جائے گی

شب وعدہ آجاؤ ورنہ قضا
مرے سر پہ احسان دھر جائے گی

نہ چھوڑیگی دامن کبھی مشت خاک
صبا ہم سے اوڑ کر کدھر جائیگی

صبا اوس گلی سے مری خاک کو
جب آئیگی برباد کر جائیگی

۲۶۴ — ۱۳

دیا دل تو ای داغ اندیشہ کیا
گذرنی جو ہو گی گذر جائیگی

دشمنوں سے دوستی غیروں سے یاری چاہیے
خاک کے پتلے ہے تو خاکساری چاہیے

عشق مین کچھ یاس کچھ امیدواری چاہیے
کچھ تحمل چاہیے کچھ بیقراری چاہیے

جنکو عشق و حسن کے دعوی ہین اونکے واسطے
دل ہمارا چاہیے صورت تمہاری چاہیے

وعدہ تو کر لو زبان سے پھر وفا کرنا نہ تم
ناامیدون کے لیے امیدواری چاہیے

اس تغافل اس حیا سے کب چھپا راز نہان
اب نرالی کوئی طرز پردہ داری چاہیے

چار حرف آرزو ہین لیکن ساری رات مین
اور قصے کے لیے تو عمر ساری چاہیے

دیکھ ہنس ہنس کر نہ لکھو اپنی وفا کا اعتبار
مرگ عاشق پر ستمگر اشکباری چاہیے

کھل گیا جب راز تو اخفا کیے سے فائدہ
اوٹھ گیا پردہ تو پھر کیا پردہ داری چاہیے

مست و بیخود اسقدر اپنی نہین تجکو خبر
او تغافل کیش کچھ تو ہوشیاری چاہیے

چارہ گر مشکل ہی میرے داغ سودا کا علاج
جا سے پنبہ دہن باد بہاری چاہیے

ای فلک شکر ہی کچھ رہ جائین ہم انجام کار
اس مرقع مین کوئی صورت ہماری چاہیے

مل گیا ہمکو وفا و عشق الفت کا صلہ
بندہ پرور آپکی بس یادگاری چاہیے

۳۶۵ — ۹

دلبہ گر قابو نہین ای داغ تو ہی جاے شکر
عاشقون کیواسطے بے اختیاری چاہیے

حسرتیں لیکے اس بزم سے چلنے والے
ہاتھ ملتے ہی اوٹھے عطر کے ملنے والے

وہ گئے گورِ غریبان پہ تو آئی یہ صدا
تھم ذرا او روشِ ناز سے چلنے والے

دیکھیے کیا ہوا آئی مرے نامے کا جواب
پاس اونکے ہین بہت زہر اُگلنے والے

ان جفاؤن پہ وفا کوئی نہ کرتا لیکن
دل بدلتا نہین او آنکھ بدلنے والے

شرم آلودہ نگاہین تو کرین گے بسمل
اب کوئی آن مین یہ تیر ہین چلنے والے

دل نے حسرت سے کہا تیر جو اوسکا نکلا
دیکھ اس طرح نکلتے ہین نکلنے والے

دلِ بیتاب وہ آتے ہین خبر آئی ہے
صبر کر صبر ذرا اے مچلنے والے

امتحان تیغِ جفا کا جو اونھین ہو منظور
بچ بچا کر ابھی ٹل جاتے ہین ٹلنے والے

۲۶ — ۹

گرمیٔ صحبتِ اغیار کے شکوے پہ کہا
آپ اے داغ ہمیشہ کے ہین جلنے والے

جفا کرتا ہے تو بدلے وفا کے
خدا کو مان اے بندے خدا کے

کسی کے عشق نے کی دلمین گرمی
کھلے جاتے ہین بند اونکی قبا کے

پریشان کردیا دل نے اولجھکر
کھلے جاتے ہین بل زلفِ دوتا کے

ہوا ہون کشتۂ پائے نگارین
مرا خون سر ہوا رنگِ حنا کے

نہ خوش ہو اے بتو ہم کو ستا کر
ڈرو سو کارخانے ہین خدا کے

ہوئی جاتی ہین کیون نیچی نگاہین
کہو تو کیا ہے قربان اس حیا کے

وہ روئے دیکھکر میت کو میری
نہ تھمے آنسو ذرا اہلِ عزا کے

اولجھنا زلف سے لڑنا نگہ سے
سبنے ہین حضرتِ دل بھی بلا کے

۶۷ — ۱۸

مری مشکل ہوئی اے داغ آسان
تصدق اپنے ہین مشکل کشا کے

جنون مین تن پہ لباس غبار باقی ہی | کب اپنے پاس کفن کو بھی تار باقی ہی
ابھی نزاکت رفتار یار باقی ہی | ابھی نہ ماشۂ نا پائدار باقی ہی
خزان ہی دیکھکے وحشت سی چھا گئی دل پر | ابھی نظارۂ فصل بہار باقی ہی
نہ دیکھی عیش گذشتہ کی پھر کبھی صورت | غلط کہ گردش لیل و نہار باقی ہی
وہ چشم زار کا سنتے ہی ماجرا گھبرائے | ابھی تو شرح دل بیقرار باقی ہی
خرام ناز نے تھوڑی قیامتین کین ہین | وہ دیکھیے تو کسی کا مزار باقی ہی
بسے ہے زہر عدو دل مین کینہ جو کی جگہ | جو ہم نہین تو ہمارا غبار باقی ہی
جو یہ نہین ہی تو کچھ بھی خلش نہین باقی | جو عشق ہی تو غم بیشمار باقی ہی
امید وصل چلی جاے ہان دل ناداں | بہت ابھی تو شب انتظار باقی ہی
جنون کے ہاتھ سے تار نفس بچاے خدا | رہا سہا یہی لے دیکھیے تار باقی ہی
صبا اوڑا نہ سکی آسمان مٹا نہ سکا | کہ دل مین اونکے ہمارا غبار باقی ہی
کرونگا مین بھی ترا ایک ہی لہو پانی | جو دم مین دم مرے ای تیغ یار باقی ہی
صفائیون سے مجھے خاک مین ملاتے ہو | صفائیون پہ بھی اتنا غبار باقی ہی
بیان سوز جگر پہ آپ گھبرائے | نکالنا ابھی دل کا غبار باقی ہی
مریض عشق کی کیا پوچھتے ہو پوچھو | کہ زندہ کوئی بھی بیمار دار باقی ہی
رکھین گے عمر بھر اس دلکو بس مین اے ظالم | اگر بچا ہے تو کل اختیار باقی ہی
پھر ابھی لوٹ لے ظالم نگاہ ناز سے تو | کہ دل مین مایۂ صبر و قرار باقی ہی
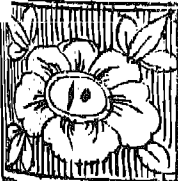
دم اخیر ہی اے داغ توبہ کر توبہ
گر روسیاہ ابھی اختیار باقی ہی
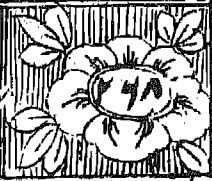
۲۶۸

کچھ بھی الفت نہ ترے دلمین جو چھوڑا باقی
رہ گئی ایک تمنا ہی تمنا باقی

دم اوکھڑتا ہی جو سینے مین تو دلمین شاید
رہ گیا اوسکی مژہ کا کوئی کانٹا باقی

گو وہ دل اونکا نہین کرتے ہین نظارداری
پر غنیمت ہی کہ اتنا ہی سہارا باقی

سنگ مین لعل بنا عشق کی نیرنگی سے
خون فرہاد کا تھا کوئی جو قطرا باقی

صبح اون مست نگاہون کا نہ پوچھو عالم
چین مین تھا رات کا کچھ نشہ صہبا باقی

دیکھکر تیرگی گور کو مین چونک پڑا
مین نے جانا کہ ابھی ہی شب یلدا باقی

بسملون کو جو ترے مل گئی راہ ظلمت
چشمۂ خضر مین پانی نہ رہیگا باقی

عاقبت کثرت عصیان سے مرے گھبرا کر
رہ گیا کاتب اعمال کو لکھنا باقی

میری تحریر کے انداز تو دیکھو گویا
کوئی مطلب نہ رہا ہی نہ رہیگا باقی

٢٦٥ — ٩
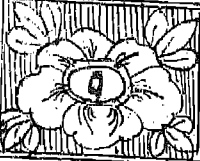
جیتے جی عشق و محبت کو مٹا دو اے داغ
کیون رہے بعد فنا مفت کا جھگڑا باقی
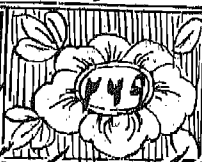
کبھی کچھ درد رہتا ہی کبھی کچھ سوز رہتا ہی
ہمارے دل پہ صدمہ اک نہ اک ہر روز رہتا ہی

نگاہین اونکی جادو سے قیامت ہوتی جاتی ہین
الٰہی کون سا فتنہ سبق آموز رہتا ہی

دل اپنا چین سے رہتا نہین اک آن پہلو مین
مگر دل مین تمہارا ناوک دلدوز رہتا ہی

جو مین ہون عشق مین مضطر وہ ہی میرے لیے مضطر
زیادہ مجھسے آشفتہ مرا دلسوز رہتا ہی

خوشی ہی عید ہی اغیار مین جلسے ہین باہم ہین
وہان تو رات دن نوروز ہی نوروز رہتا ہی

مصاحب ہی یہی اک ہجر مین اسکو خدا رکھے
مرا ہمدم مرا مونس غم جانسوز رہتا ہی

رقیب روسیہ بھی رات بھر پھرتا ہی سرگردان
خدا جانے کہان وہ شمع شب افروز رہتا ہی

کبھی کچھ غم اوٹھایا ہو تو جانین آپ کیا جانین
کہ کس کس غم مین آلودہ یہ غم اندوز رہتا ہی

۲۷ تصور مین کسیکے داغ نیند آتی نہین مجکو ۱۲
عجب بیدار اپنا طالع فیروز رہتا ہے

کیا صبا کوچۂ دلدار سے تو آتی ہے
مجکو اپنے دل گم گشتہ کی بو آتی ہے

صاف ہے سینہ ہمارا کہ نہ دل ہے نہ جگر
کیا صفائی سے تجھے اے آئینہ رو آتی ہے

نہ کیا تو نے کبھی غیر کا شکوہ ہمسے
بات کہنے ہی مین اے عربدہ جو آتی ہے

ہو رسا آہ تو کیا جانے کہان تک پہنچے
نارسائی مین تو یہ عرش کو چھو آتی ہے

تیری تلوار نے بھی چال اوڑائی تیری
کھنچ کے آتی ہے یہ جب تا بہ گلو آتی ہے

دشمنی ختم ہوئی ایک وفا دشمن پر
دوستی تجکو تو اے میرے عدو آتی ہے

تلخیِ موت کو فرہاد کی وہ کیا جانے
منھ سے شیرین کے ابھی دودھ کی بو آتی ہے

یاد آجاتی ہے وہ چین جبین دیکھ کے موج
لہر سی دلمین ہمارے لب جو آتی ہے

شجر خشک تو ہر سال ہرے ہوتے ہین
جا کے اے عمر جوانی کہین تو آتی ہے

دل اگر صاف نہو پاک نہو گا انسان
یون تو ابلیس کو بھی شرط وضو آتی ہے

جانتا ہون کہ یہی دشمن جان ہے میرا
اوسکے خنجر سے مجھے خون کی بو آتی ہے

۲۷ محفل یار مین اے داغ سوا حسرت کے ۹
کب ہمین کیفیت جام و سبو آتی ہے

طلب ہے چاہنے والون سے امتحانون کی
بری بنی ہے خدا خیر کرے جانون کی

خدا کرے ابھی اے باغبان گرے بجلی
ترے چمن کو لگے آگ آشیانون کی

تڑپ تڑپ کے کمبخت صبر کر نہ سکین
خرابیان ہین محبت مین نوجوانون کی

قدم قدم ہے تری چال کا نیا انداز
وگرنہ ایک روش ہے سب آسمانون کی

انھین تو کھیل تلون مزاجیان لیکن
یہان تو روز ہی شامت مزاجدانون کی

کسی لحاظ سے نالہ نہین کیا ہم نے
وگرنہ کون ہی بنیاد آسمانون کی

عجب نہین ہی کہ ہنگامۂ قیامت کو
ملے نہ قبر اگر ہم سے بے نشانون کی

سدھارتا نہین جنت کو کسلیے صیاد
کہ باغ خلد مین کثرت ہی آشیانون کی

٢٧٢ — ٩

یہ زہر آچکا ای داغ سب ہی مکر و فریب
ہزار پھیریے تسبیح لاکھ دانون کی

دل مرا لے کے مری جان دغا تمنے توکی
تھی مجھے چشم وفا تم سے جفا تمنے توکی

بے گناہون کو سزا دیتے ہو اللہ اللہ
بے خطا کہتے ہو ہان ہان کہ خطا تمنے توکی

کوئی بیچارہ بلا سے ہو پریشان خاطر
رخ پر نور پہ وا زلف دوتا تمنے توکی

ہمنے جو کی وہ بری کی یہ تو سچ ہی لیکن
تم تو اچھے ہو چلو ہم سے وفا تمنے توکی

غم دیا رنج دیا داغ دیا زہر دیا
خوب بیمار محبت کی دوا تمنے توکی

جانتے ہی نہین دشنام کا انجام ہی کیا
بات اک پہلے پہل نام خدا تمنے توکی
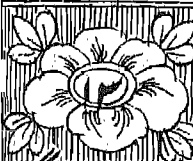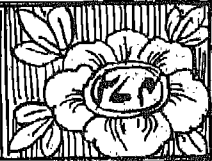
ہمنے جانا تھا کہ وہ پھول چڑھانے آئے
قبر عاشق پہ قیامت ہی بپا تمنے توکی

رشک دشمن نہ اوٹھا ہمسے ہمین تھے نادان
دوستی ورنہ حقیقت مین ادا تمنے توکی

٢٧٣ — ١٠

چار دن بھی کہین آرام نہ پایا ای داغ
بیوفاؤن پہ یونہین جان فدا تمنے توکی

جفا کی ان بتون نے یا وفا کی
دیا دل اب تو جو مرضی خدا کی

نئی شوخی ہی چشم فتنہ زا کی
تغافل یون کیا گویا حیا کی

ہمارا درد دیکھا جاے کس سے
ہمیشہ روح کھنچتی ہی دوا کی

شب اندوہ وغم کا پوچھنا کیا | بنا کی جو مرے دم پر بنا کی
تم اتنے ہو کہ دو گے ہم کو تقدیر | نہین کی تو بھی ہان ہم نے خطا کی
مٹاؤن داغ ہجران دل سے کیونکر | وہ پوچھین گے نشانی میری کیا کی
جواب قتل کیا قاتل نے سوچا | کہ اوس کو عید ہی روز جزا کی
کھلا اوسکی جفا کا کچھ نہ باعث | مگر اتنا کہ ہم سے کیون وفا کی
لگی ہی سینے سے دشمن کی تصویر | وہ کھولین کیا گرہ بند قبا کی
لڑے ہین غیر سے غصہ ہی مجھ پر | کوئی پوچھے تو مین نے کیا خطا کی
الٰہی وصل کی ہی رات ٹے ڈال | مجھے کوئی گھڑی روز جزا کی
رہی یان صلح پر بھی جنگ باہم | طبیعت اون سے مل مل کر لڑا کی
ابھی اقرار اس کا ہو چکا تھا | اودھر دیکھو تو پھر ہم سے حیا کی

پھر اوس بت پر فدا ہین حضرت داغ
قسم کھائی تھی کعبے مین خدا کی

منصفی دنیا سے ساری اوٹھ گئی | اے بتون ایمان داری اوٹھ گئی
دل سے وہ بے اختیاری اوٹھ گئی | اب تمنا ہی تمھاری اوٹھ گئی
وہ سوم مین میرے کب آئے کہ جب | بیٹھ کر مخلوق ساری اوٹھ گئی
وائے دشمن ہو گیا سارا جہان | ہائے رسم دوستداری اوٹھ گئی
بیطرح پھیلا ہی اون زلفون کا جال | اب امید رستگاری اوٹھ گئی
رہ گئے لاکھون کلیجا تھام کر | آنکھ جس جانب تمھاری اوٹھ گئی
جب ہوا سجدے مین اوس بت کا خیال | خود بخود گردن ہماری اوٹھ گئی

آئے بن ٹھن کر مرے ماتم مین وہ — جب کہ رسم سوگواری اوٹھ گئی

عشق نے بیباک آخر کردیا — اب وہ شرم آہ وزاری اوٹھ گئی

دور مین اوس چشم مست ناز کے — لذت پرہیزگاری اوٹھ گئی

ہی عجب اس نازکی پر بار ناز — تجھ سے یہ تلوار بھاری اوٹھ گئی

ہم کھنچے ایسے کہ آخر اون کو بھی — اب توقع ہی ہماری اوٹھ گئی

(۲۷۵) کس سے رکھیے داغ چشم دوستی — اوٹھ گئی یارون سے یاری اوٹھ گئی (۱۷)

اہی فلک دے ہمکو پورا غم تو کھانے کے لیے — وہ بھی حصہ کردیا سارے زمانے کے لیے

باغ مین جاتے ہین وہ تو گل کھلانے کے لیے — سیدھیان سرو وصنوبر کی سنانے کے لیے

سرگذشت اپنی فسانہ ہی زمانے کے لیے — گم ہوئے تھے ہم جہان سے یاد آنے کے لیے

ماجرائے دل ہی کیا یارب کہ جسکا شوق ہی — لب مگر مشتاق ہین پھر فسانے کے لیے

غنچۂ پردہ کے عوض تازہ ہوے داغ جنون — کیا بہار آئی تھی دیوانہ بنانے کے لیے

پاس اپنے دو لگے رہنے دیجیے میرا بھی دل — اک خوشی کو چاہیے اک غم اوٹھانے کے لیے

بس بہا ہی جبین تو وہ نازنین نازک مزاج — اب کہان سے لائیے دل چوٹ کھانے کے لیے

بعد محشر کیا یہ بت بیکار ہی رہجائینگے — اک نہ اک فتنہ ہی لازم ہر زمانے کے لیے

زاہد صد سالہ آیا میکدہ مین بھول کر — لا شراب کہنہ ساقی اس پرانے کے لیے

قتل دشمن کا نہین مشکل بہت آسان ہی — چاہیے اک دست مصاول بڑھانے کے لیے

چار حرف آرزوے دل ہین یون تو مختصر — گر بڑھاؤن مین تو قصہ ہی بڑھانے کے لیے

تم سے بچکر اک وفا حصے مین اپنے آگئی — تمنے خوبی کونسی چھوڑی زمانے کے لیے

آگیا کچھ یاد دل بھر آیا آنسو گر پڑے
ہم نہ روئے تھے تمھارے مسکرانے کے لیے

کثرت غم سے مرے دلمین جگہ ملتی نہین
عیش رستہ ڈھونڈھتا پھرتا ہی آنے کے لیے

مرگئے تو مرگئے ہم عشق مین ناصح کو کیا
موت آنے کے لیے ہی جان جانے کے لیے

اونچی چتون سے عیان ہی چاہتا ہی اونکا دل
رشک لیلی ہم نہین مجنون بنانے کے لیے

داغ جنت کو سدھارا کب اوسی کوچہ مین ہی
دور جا پاؤن اپنے کیون تھکانے کے لیے

بے مثل کیا اوس بت کافر کو خدا نے
سمجھے کہ نہ سمجھے کوئی مانے کہ نہ مانے

مایوس ہوئے ہم تو ہوئے غیر بھی ناکام
معمور کیا باب قبول اپنی دعا نے

ای حشر کچھ انصاف بھی ہوگا کہ نہ ہوگا
بیفائدہ آیا ہی جو سوتون کو جگانے

اس باغ مین ہی رنگ شہادت ہی کی رونق
جو گل نے رکھا منھ پہ وہی دلمین حنا نے

جب دلمین تمھارے ہی نہین گھر تو کہان گھر
کیا پوچھتے ہو خانہ خرابون کے ٹھکانے

انداز کہے دیتے ہین کشتی کے تمھارے
لوٹا ہی اسی ناز نے مارا ہی ادا نے

مرتے ہین ترے کوچے مین پامال محبت
گھر دیکھ لیا گلشن جنت مین قضا نے

اوڑتے ترے ٹکڑے ہوے دامن کیطرح سے
ای چرخ تجھے چھوڑ دیا دست دعا نے

میخانہ ہی اور داغ ہی اور نشۂ مے ہی
سوتا ہی رکھے خشت خم بادہ سرہانے

یہ شیشہ نہین وہ کہ جسمین پری ہی
فقط دلمین حسرت ہی حسرت بھری ہی

کہا تجکو سودائے زلف پری ہی
یہ اوٹھتی نہین ایسی تہمت دھری ہی

اشارے سے اون آنکھون کے جان بخش ٹھہرے
یہ اعجاز ہی یا کہ افسون گری ہی

نہ آ گئی اس سے وہ چشم خودبین
اگر آئینہ جام سکندری ہے

اوسے دیکھکر دل مین قائل ہو ناصح
مگر بات کیا ہے سخن پروری ہے

ہوئے طور بیطور الفت مین دل کے
قضا اک نہ اک روز آگے دھری ہے

گوارا نہین دل کی شرکت بھی ہم کو
محبت مین یان تک طبیعت بری ہے

کہان اسمین تیری سی محشر خرامی
لٹا تار ہا ہوا تیرا کبک دری ہے

صبا بن گئی چور باد سے چمن مین
کہ غنچے کی مٹھی جو زر سے بھری ہے

دلاسا بھی دیتے نہین عاشقون کو
یہ کیا دلدہی ہے یہ کیا دلبری ہے

۲۷۸
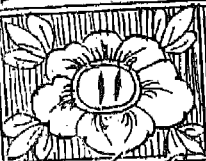
ملا داغ سے آج وہ ماہ پیکر
مبارک قران مہ و مشتری ہے

۱۱

سرو سر ہے کہ جو دلدار کے در تک پہنچے
دل وہ آئینہ ہے جو اوسکی نظر تک پہنچے

ناتوانی نے رکھا اونسے شب وعدہ جدا
ہم چلے شام سے رستہ تو سحر تک پہنچے

دلکو تھامون کہ ترے بزم مین آنسو پونچھون
ہاتھ جب دل سے اوٹھے دیدۂ تر تک پہنچے

شعبدے چال نے تیری تری آنکھونکو سکھائے
فتنے رفتار سے اوٹھ اوٹھ کے نظر تک پہنچے

دونون ہاتھون سے کیا ذبح مجھے قاتل نے
جب بھی کہتا ہے دکھے دو دو کمر تک پہنچے

اوسکے ہمراہ گیا ہے دل پر رنج و ملال
یا الٰہی وہ سلامت کہین گھر تک پہنچے

زلف آہستہ جھٹکیے مرا جی ڈرتا ہے
دیکھیے ہاتھ کا جھٹکا نہ کمر تک پہنچے

پس دیوار چمن رکھدے قفس اے صیاد
مین نہ پہونچون مرا نالہ گل تر تک پہنچے

کس طرح لیگا بلائین کوئی آسودۂ خاک
کچھ نہ پہنچے ترے گیسو جو کمر تک پہنچے

الٹ جام سے پینے سے کہا کج چال
کبھی ٹھنڈک بھی تو عاشق کے جگر تک پہنچے

۱۸۱ ۲۷۵

شوق ہی داد خدا ذوق ہی امداد خدا
داغ کیونکر نہ شہ جن و بشر تک پہونچے

جانا تھا کہ ہی موت ہی آرام جدائی
وان تیسری گور ہوئی شام جدائی

حسرت ہی کہ جو شخص ہی بے وصل ہو مشتاق
دے نامہ برا کر اوسے پیغام جدائی

پاس اپنے جو سرمایۂ الفت ہی تو یہ ہی
اک درہم داغ جگر انعام جدائی

ہی عالم دوری مین بڑا لطف تصور
اسواسطے ہون بندۂ بیدام جدائی

الجھائے کوئی عاشق دیرینہ تو پوچھون
کس طرح بسر کرتے ہین ایام جدائی

معشوق تو کیا تجھسے حذر کرتے ہین عاشق
ای داغ ترا نام ہے پیغام جدائی

قطعہ

کل داغ سے پوچھا یہ کسی نے کہ بتا تو
کیا حال ہی ای بسمل صمصام جدائی

سرشار ہی کیون بادۂ اندوہ مین غافل
گردون نے پلایا تجھے کیا جام جدائی

آنکھون سے برستے ہین در اشک تمنا
سینہ ہی ترا مخزن آلام جدائی

کیون دلپہ ترا ہاتھ ہی کیون چشم ہی پرنم
ہی تجھسے جدا کونسا آرام جدائی

آغاز جدائی کو جدائی نہ سمجھ تو
ہوتا ہی وصال ایک دن انجام جدائی

ہان صبر ہی درکار کہ اوس عربدہ جو پر
حسرت نہ کھلی وصل کی ہنگام جدائی

یہ سنکے کہا ہائے نہ پوچھو یہ نہ پوچھو
کچھ اور کرو ذکر نہ لو نام جدائی

کیا صدمہ قلق کیا ہی کہا کا غم ہجران
ہی رنج کا مذکور نہ یان نام جدائی

احباب کہ تھے واقف اسرار محبت
جھنجلا کے کہ او مورد الزام جدائی

ہم پوچھ چکے احوال خطاوار ہی ٹھہرے
گویا کہ دیا ہم نے یہ پیغام جدائی

اک نالہ کیا مرغ گرفتار کی صورت | مطلع یہ پڑھا اوسنے تہ دام جدائی

۳۸۰ — ۹

اللہ رے گردش ایام جدائی
کم صبح قیامت سے نہین شام جدائی
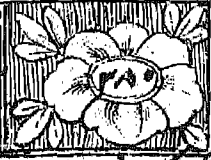
گھٹ گئے یون جو اہل دل شام وسحر بڑھتی ہے | جسطرح ہو کے قلم شاخ شجر بڑھتی ہے
قطع امید سے امید مگر بڑھتی ہے | کہ ادھر گھٹتی ہے الفت تو ادھر بڑھتی ہے
تول میزان نظر مین نظر دشمن و دوست | کسطرف کم ہے تری چاہ کدھر بڑھتی ہے
جلوۂ تابش خورشید سے گھٹتی ہے نگاہ | اوس مہ حسن کے دیکھے سے نظر بڑھتی ہے
دیکھیے خوب گھٹا کر جو شب ہجران کو | روز محشر سے یہ دو چار پہر بڑھتی ہے
چشم قاتل کو گر سنگ فسان ہے سرمہ | اور بھی برش شمشیر نظر بڑھتی ہے
یہ نہوگا کہ گھٹے اسکے عوض دن یہی | دل فقط لینے کی قیمت ہے جگر بڑھتی ہے
اسقدر بھی جو نہوتی تو نہوتی ثابت | زلف کے تار سے کیا اوسکی کمر بڑھتی ہے
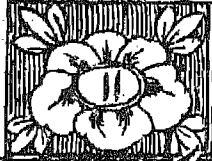
۳۸۱ — ۱۱

کوے سفاک مین بیخوف چلا ہے دیکھو
عمر سے یہ داغ بھی کمبخت مگر بڑھتی ہے

صبر آتا تو محبت مین بہت مشکل ہے | موت بھی تو نہین اسکو یہ وہ کافر دل ہے
ہجر ہے آفت جان وصل بلاے دل ہے | آدمی کے لیے ہر طرح غرض مشکل ہے
شمع جب آئینہ حیران ہے عاشق ششدر | واہ کیا عالم تصویر تری محفل ہے
ہمنے جو راز کہ خلوت مین کہا تھا اوس سے | آج افشا وہ رقیبون مین سر محفل ہے
تجکو اے قیس ہے کیون ناقہ و محمل کی تلاش | دلمین لیلی تو تری دل ہی ترا محمل ہے
حشر کے دن تو ملوگے یہ کیا مینے سوال | سنکے دیر مین ظالم نے کہا مشکل ہے

جمع ہین کسقدر آشفتہ خدا خیر کرے
اوسکی ہر ہر شکن زلف مین اک دل ہی

وہ زمانہ ہی گیا آپ کی دلجوئی کا
کہ تلاشین تھین زمانے مین کہین بھی دل ہی

صفحۂ دہر پہ یہ ہستی موہوم مگر
حرف ہی تو ہی غلط نقش ہی تو باطل ہی

ای غم یار کوئی اپنا ٹھکانا کرلے
دل تو پُردرد ہی تو درد کے کیون شامل ہی

(۲۸۱)
ہمکو قسمت نے دیا داغ تمنا ای داغ
وہ ہی ملتا ہی جس انعام کے جو قابل ہی
(۱۵)

ہون تو دیوانہ مگر خالی نہین تدبیر سے
مین نے باندھا ہی جنون کو حلقۂ زنجیر سے

مجرمان عشق کو کیا خوف ہی تعذیر سے
کٹ سکا کب رشتۂ الفت تری شمشیر سے

بنکے کیون جلتا ہی خاک عاشق دلگیر سے
آدمی اکسیر کا بنتا ہی اس اکسیر سے

گر تری وحشت نہ وہ کچھ بھی ہلائین ہاتھ پاون
شور محشر جیخ اوٹھے نالۂ زنجیر سے

جب چھٹا اون شست سے ناوک چلا پہلو سے دل
یہ شکار اوڑکر لپٹ چلتا ہی نوک تیر سے

سورۂ یوسف سنون کیا کان دھرکر وعظ مین
کان اوسنے بھر دیے ہین لذت تقریر سے

ہر خطاوار آپکے احسان کا مارا گیا
عفو کرنا جرم کا بڑھکر ہوا تعذیر سے

ظلم ہی آزاد پر پابندی مقصود بھی
کتنا بچ بچکر گیا نالہ مرا تاثیر سے

سمجھے نامے کو مرے کاتب وہ فوراً تہ مین
کچھ عجب انداز کی تقریر تھی تحریر سے

پہنی صورت کی پہنائین جنون نے بیڑیان
پڑ گئے تار گریبان پانو مین زنجیر سے

کیا کرین کچھ بس نہین تیرے لیے ای روز وصل
عمر تھوڑی ہی مانگ لیتے آسمان پیر سے

طبع نازک مین تلون اسقدر کاہے کو تھا
یہ اوڑایا رنگ میرے رنگ کی تغییر سے

دھڑکے بسمل اس تن بیجس کو جنبش ہو گئی
آگیا دم مجھمین گویا ریش شمشیر سے

شکر ہوا ہی دل کہ اون کو غصہ آکر رہ گیا
آلیا تھا موت نے پر بچ گئے تقدیر سے

(۲۸۳) (۱۳)

کسقدر ہی داغ مہر و لطف کا دنیا مین کال
مر گئے عشاق تو اس قحط عالمگیر سے

چارہ گر ہم ہوش مین آئینگے کیا تدبیر سے
عقل دیوانی نہین دھین جسنے زنجیر سے

بڑھ گئی وحشت زیادہ چارہ و تدبیر سے
اور دونے پانون اپنے کھل گئے زنجیر سے

جب لٹے مین وہ نگاہ عاشق دلگیر سے
چھپ گئی ہین چھپانسی کھب گئے ہین تیر سے

فکر ہی لکھینگے کس پر نامۂ اعمال خلق
کونسا کاغذ بچا یان شوق کی تحریر سے

تو نے رکھا ہی کہان تک ہمکو اے جوش جنون
جائینگے کس گھر نکل کر خانۂ زنجیر سے

کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ وہم و گمان
انتظار یار کی ہی کیفیت تاخیر سے

ہی کلام لطف مین بھی اک طرح کی نوک جھوک
میٹھی چھریان چلتی ہین شیرینی تقریر سے

بیقراری کا برا ہو منفعل قاتل سے ہون
اک جگہ ٹھہرا نہ مین تو بچ گیا ہر تیر سے

پڑ گئی کیونکر الٰہی دلمین اوس بت کے گرہ
بچ رہا تھا کونسا عقدہ مری تقدیر سے

ہی قم عیسی صدا قاتل کی مجکو وقت ذبح
جان آجاتی ہی ہر دم نعرۂ تکبیر سے

ہر سخن مین گرچہ سو پہلو بچاتا ہون مگر
آرزو مین ٹپکی پڑتی ہین مری تقریر سے

گر رسائی چاہتی ہی اور تو اپنا عروج
اے دعا ملجا کسی اونچی ہوئی تقدیر سے

(۲۸۴) (۹)

داغ جلنے کے لیے کافی ہی اوسکی بزم مین
کاٹ ڈالے کوئی پروانے کا سر گلگیر سے

چھوڑا ہی ساتھیون نے لیے کاروان مجھے
لیجائے دیکھیے مری قسمت کہان مجھے

شب کو نہ آئے تم تو دل بدگمان مجھے
وان لیگیا کہ موت سے جانا جہان مجھے

چکر مین مثل سنگ فلاخن ہون دیکھیے
چھٹین کب مرے نصیب کی گردش کہان مجھے

کیا درد دل کہون کہ سراپا ہون دردمند
آتی نہین ہے بات سوا لے فغان مجھے

پڑتی ہے اونکی آنکھ سر بزم جب کہین
جاتے ہین اک نگاہ پہ سو سو گمان مجھے

ہوتی نہ وہ گلی تو بہلتا نہ دل مرا
ملتا اگر زمین کے عوض آسمان مجھے

افسانے کہکے اوسکو سلاؤن تمام رات
نوکر ہی رکھ لے کاش ترا پاسبان مجھے

دل خط مین رکھ دیا بھی تو کیا فائدہ ہوا
قاصد کا ہے سوال کہے تو زبان مجھے

۲۸۵ اے داغ اوسکے ہاتھ سے گر ہون شہید مین
وہ موت بھی ہو زندگی جاودان مجھے **۹**

ہر گھڑی مجھکو قسم غیر کی دی جاتی ہے
وصل مین اونکی نئی چھیڑ چلی جاتی ہے

کبھی اصرار ہے مجھکو کبھی انکار وصال
بات تیری نہ اوٹھائی نہ دھری جاتی ہے

اللہ اللہ ری گران باری غم بعد فنا
کہ مری خاک سے آندھی بھی دبی جاتی ہے

حشر تک شکوہ اغیار سے ہے گا ظالم
آج کی آج کوئی خفگی کی جاتی ہے

چارہ گر رکھ نہ مرے زخم جگر پر مرہم
کہ مری لذت ایذا طلبی جاتی ہے

راستی پر کبھی آنے کا نہین اوسکا مزاج
اب بھلا کوئی طبیعت کی کجی جاتی ہے

اک ترا نام کہ ہر دم ہے وظیفہ مجھکو
اک مری بات کہ برسون نہین سنی جاتی ہے

چھیڑنا زلف پریشان کا بلا تھا اے دل
آئی شامت تری اب کوئی گھڑی جاتی ہے

۲۸۶ میرا چاہا نہ خدا نے کبھی چاہا اے داغ
غم تو بڑھتا ہے مگر عمر گھٹی جاتی ہے **۱۵**

کیا بھیڑ میکدے کے ہے در پر لگی ہوئی
پیاسون سبیل ہے سر کوثر لگی ہوئی

یہ کس کی لو ہے اے دل مضطر لگی ہوئی
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

دل کہلا کھلے ہر اک ترے زلف کیطرح
مضبوط اک گرہ ہے گرہ پر لگی ہوئی

رکھے قدم سنبھل کے رہ عشق مین وہی
آگے بھی جس کو ہو کبھی ٹھوکر لگی ہوئی

یون کون جانے درد محبت کو اے مسیحا
وہ جانے جسکے چوٹ ہو دل پر لگی ہوئی

یارب ہو دل کی خیر کہ بیڈھب کچھ آجکل
ہے گھات مین نگاہ ستمگر لگی ہوئی

میرا ہی سا ہو حال تمہارا بھی ناصحون
چیٹک تمھین بھی عشق کی ہو گر لگی ہوئی

گر زندگی خضر و مسیحا ہوئی تو کیا
ہے موت سب کے ساتھ مقرر لگی ہوئی

کوئی عدم سے آئے نہ اس قیدخانہ مین
قید حیات ساتھ ہو گر لگی ہوئی

بیشک ہے کچھ لگاؤ جو کرتا ہے یہ گریز
زاہد سے دختر رز ہے مقرر لگی ہوئی

ناقوس بتکدے مین نہ کعبے مین ہے اذان
ہے یاد میرے دوست کی گھر گھر لگی ہوئی

وان گالیون پہ منہ ہے ہمیشہ کھلا ہوا
یان مہر خاموشی مرے لب پر لگی ہوئی

جب مین نے آہ کی ہے قیامت اوٹھائی ہے
آواز پہ ہے شورش محشر لگی ہوئی

کیا دخل بیقراری دے جو اک طرف
کروٹ مری رہے لب بستر لگی ہوئی

ٹھہرے کبھی نہ اوس صف مژگان کے روبرو
ہو سامنے اگر صف محشر لگی ہوئی

تھوڑی سی نظر گذر کی ملے ہم کو ساقیا
ہے اپنی تاک جانب ساغر لگی ہوئی

٨٥

ہین آشنا نہین بت نا آشنا سے داغ
تہمت یہ مفت کی ہے مرے سر لگی ہوئی

٩

سکہنے دیتی نہین کچھ مجھے محبت تیری
لب پہ رہجاتی ہے آ آ کے شکایت تیری

اب ترا ہو دل بیتاب خدا حافظ ہے
کر چکے ہم تو محبت مین حفاظت تیری

دیکھیے کرتی ہی رسوائے زمانہ کیا کیا
مجکو یہ چاہ مری تجکو یہ صورت تیری

پوچھتے ہین وہ مری بات تو یون پوچھتے ہین
کہتے ہین کون ہی تو کیا ہی حقیقت تیری

یاد سب کچھ ہین مجھے ہجر کے صدمے ظالم
بھول جاتا ہون مگر دیکھکے صورت تیری

عدم آباد کو جاتے ہین بشر خالی ہاتھ
مجکو ہی ناز کہ لیجاؤن گا حسرت تیری

یار غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہین
اور پھر پوچھکے سب کہتے ہین قسمت تیری

ہی رقیبون کی زبان پر بھی ستم کا شکوہ
تو بھی مجبور ہی جاتی نہین عادت تیری

۲۸۸
کوچہ یار مین بھی جی نہین لگتا ای داغ
دیکھیے جائے گی کس روز یہ وحشت تیری
۹

وصل کی شب بھی وہی عادت پرہیز رہے
مہربانی بھی تمھاری ستم آمیز رہے

دام پھیلائے تری زلف دلاویز رہے
تیغ کھینچے ہوے مجھ پر نگہ تیز رہے

اک اشارے مین یہ تا ملک عدم جا پہنچا
توسن عمر کو کیا حاجت مہمیز رہے

وائے بربادی قسمت کہ گلی مین تیری
خاک ہو کر بھی رہے ہم تو ہوا تیز رہے

کون تھا گرم عنان آج کہ جو خاک مری
شوق پابوس مین گرد سم شبدیز رہے

کوئی دیوانہ رہا کوئی رہا سودائی
بو ترے زلف کی کیا کیا نہ جنون خیز رہے

نعمت خلد کو بھی منہ نہ لگایا اوسنے
تیرے بیمار کو جو عادت پرہیز رہے

گالیان سنتے ہو پھر عذر خطا کرتے ہو
اس سے بھی تیز ہوئی اوس سے بھی یہ تیز رہی

۲۸۹
گو کہ تیزی ہی طبیعت مین تمھاری ای داغ
بات پر سامنے اوسکے نہ کبھی تیز رہی
۱۵

کوئی کمی نہ کی تھی دل بیقرار نے
مجکو بچا لیا مرے پروردگار نے

پامال کر دیا فلک بدشعار نے
سیکھے ترے چلن روش روزگار نے

ایسے مزے لیے مرے پاے فگار نے
گھر دل مین کر لیا خلش نوک خار نے

سنتے تھے ایک عمر سے طوفان نوح کو
ہم کو دکھا دیا مژۂ اشکبار نے

سو حسرتین ملین ہین مرے ساتھ خاک مین
مٹی بھی دی تو اونکو اسی خاکسار نے

مین نے تو جان دی تھی بہانے سے موت کے
بدنام کر دیا اوسے ہر سوگوار نے

مجھسے ہی یہ گلہ کسی وعدہ خلاف کو
جھوٹا بنا دیا ہی ترے اعتبار نے

دیکھی ہی ہمنے آج وہ ظرف وضو مین بند
جو پی کے چھوڑ دی تھی کسی بادہ خوار نے

وہ بات ہی نہین وہ ملاقات ہی نہین
نادان جب اوبھار دیا تجکو جار نے

کہتے ہین مجھسے وصل مین کیون تجکو یاد ہین
رو رو کے پیٹ پیٹ کے وہ دن گزار نے

سب بھیڑ چھٹ گئی مرے جاتے ہی حشر مین
میدان کر دیا نفس شعلہ بار نے

وہ اور مجکو خط مین لکھے شکوۂ رقیب
پٹی پڑھائی ہی یہ کسی ہوشیار نے

قسمین ہزار دو نہ بتائین گے ہم کبھی
مانگی ہی جو دعا دل امیدوار نے

غیرون کو آج بزم مین اوسکی رولا دیا
بے اختیار نالۂ بے اختیار نے

۲۹۰

ای داغ ہاے داغ ہی عہد شباب کا
کیا داغ کھاے تیرے دل داغدار نے

۹

محبت کا اثر جاتا کہان ہی
ہمارا دردِ سر جاتا کہان ہی

دل بیتاب سینے سے نکل کر
چلا ہی تو کدھر جاتا کہان ہی

عدم کہتے ہین اوس کوچے کو اے دل
ادھر آ بیخبر جاتا کہان ہی

کہون کس منھ سے مین تیرے دہن ہی
جو ہوتا تو کدھر جاتا کہان ہی

ترے جاتے ہی مر جاؤنگا ظالم
مجھے تو چھوڑ کر جاتا کہاں ہی

کہاں جاتا ہی قاصد اوسکے در تک
خدا جانے کہ مر جاتا کہاں ہی

ہمارے ہاتھ سے دامن بچاکر
ارے بیداد گر جاتا کہاں ہی

تری چوری ہی سب میری نظر مین
چرا کر تو نظر جاتا کہاں ہی

٢٩١ — ٩

اگرچہ پاشکستہ ہم ہین ای داغ
مگر قصد سفر جاتا کہاں ہی

چلے ہو لیکے دل ہمراہ تم آنا یہان پھر بھی
کرم کرنا ہمارے حال پر ای مہربان پھر بھی

ابھی سمجھے نہین تم ماجرائے دل کی کیفیت
سنائینگے تمھین ہم ایکدن یہ داستان پھر بھی

عدو سے عیش ہی لیکن عدو جان ہین تجھسا
غنیمت ہی ہزارون دشمنو مین آسمان پھر بھی

غش آیا ہاتھ کانپے تیغ کے ٹکڑے ہوے آخر
کہو تو سخت جانو نکا کروگے امتحان پھر بھی

مری شوق شہادت نے تھکایا بازوے قاتل
دہان زخم سے شور رہا اک تہ ہان پھر بھی

نکل آیا ہی خط ہر چند تیرے روے گلگون پر
نکلتی ہی مگر اک بات تجھمین دلستان پھر بھی

چلا مین ہوکے خائف کوے جانان سے تو رکتے ہین
لگی کہنے قضا جاتا ہی تو آگے کہان پھر بھی

دیے مین امتحان کیا کیا کوئی انصاف سے دیکھے
رہا وہ بیمروت ہاے ہمسے بدگمان پھر بھی

٢٩٢ — ٩

تجھے ہی داغ کیا ارمان ایام گذشتہ کا
دوبارا جاکے آتی ہی کہین عمر روان پھر بھی

عشق کا لطف غم سے اوٹھتا ہی
غم جو اوٹھتا ہی ہم سے اوٹھتا ہی

فتنہ اوسکے قدم سے اوٹھتا ہی
ہر قدم پر ستم سے اوٹھتا ہی

دیکھیے کیا فساد قاصد پہ
میری طرز رقم سے اوٹھتا ہی

اوسکی کافر نگہ کے اوٹھتے ہی
شور دیر و حرم سے اوٹھتا ہی

ظلم پیہم اوٹھائے جاتے ہین
جبتک ای یار ہم سے اوٹھتا ہی

کس سے اوٹھتا ہی صدمۂ الفت
یہ ہمارے ہی دم سے اوٹھتا ہی

ہم پہ کیجیے جفا وفا آمیز
کہ ستم بھی کرم سے اوٹھتا ہی

گو قیامت اوٹھے مگر یہ دل
کوے بیت الصنم سے اوٹھتا ہی

۹۱ — ۹

گر نہ ٹھکرا لے وہ تو پھر ای داغ
کون خواب عدم سے اوٹھتا ہی

کمان تند خو کیا جانے کیا ہی
ہماری آرزو کیا جانے کیا ہی

اسے کچھ جانتے ہین دوست تیرے
محبت کو عدو کیا جانے کیا ہی

ہمارے اور اونکے دل ہی دل مین
ہمیشہ گفتگو کیا جانے کیا ہی

ستم مین کیا تامل تجھکو لیکن
لحاظ ای کینہ جو کیا جانے کیا ہی

بھرون کیا اوسکے آگے مین دم سرد
اسے وہ شعلہ خو کیا جانے کیا ہی

روان آنکھون سے یہ خون جگر ہی
کہ ہی دل کا لہو کیا جانے کیا ہی

قمر ہی یا کہ ہی مہر درخشان
ترا روے نکو کیا جانے کیا ہی

کہون کیا تجھسے ناصح لذت عشق
اسے کمبخت تو کیا جانے کیا ہی

۲۹۲ — ۱۵

جہان مین داغ نے دیکھا ہی کسکو
یہ یکتا چارسو کیا جانے کیا ہی

نکال اب تیر سینے سے کہ جان پر الم نکلے
جو یہ نکلے تو دل نکلے جو دل نکلے تو دم نکلے

تمنا وصل کی اک رات مین کیا ای صنم نکلے
قیامت تک یہ نکلے گر نہایت کم سے کم نکلے

خدا ہی حشر کے دن التجا تیری نہ مانو نین
مرے منھ سے نہین نکلے ترے منھ سے قسم نکلے

مرے دل سے کوئی پوچھے شب فرقت کی بیتابی
یہی فریاد تھی لب پر کہ یارب جلد دم نکلے

ہوئے مغرور وہ جب آہ میری بے اثر دیکھی
کسی کا اسطرح یارب نہ دنیا مین بھرم نکلے

مبارک ہو یہ گھر غیرونکو تم کو پاسبانون کو
ہمارا کیا اجارا ہی نکالا تم نے ہم نکلے

نہ اٹھے مر کے بھی ایسے ترے کوچے مین ہم بیٹھے
محبت مین اگر نکلے تو ہم ثابت قدم نکلے

نہ گذرا بے خلش یاد مژہ مین ایکدم ہم کو
اگر ڈوبے نشتر غم دل سے جب خار الم نکلے

رہ الفت کو اک سیدھا سا رستہ ہمنے جانا تھا
مگر دیکھا تو اس رستے مین صدہا پیچ و خم نکلے

سمجھکر رحم دل تمکو دیا تھا ہمنے دل اپنا
مگر تم تو بلا نکلے غضب نکلے ستم نکلے

نہ نکلا دل ہی سینے سے نہ پیکان ہی جدا نکلا
اگر نکلے تو دونون آشنا ہو کر بہم نکلے

برا ہو اس محبت کا کہ اسنے جان سے کھویا
لگا دل اوس ستمگر سے اجل کا جس سے دم نکلے

دم پرسش جو دیکھا اوس بت سفاک کو مضطر
صف محشر سے دل پکڑے ہوے گھبرا کے ہم نکلے

کہین کیا دلمین کیا آیا کہین کیا منھ سے کیا نکلا
کبھی جو چلتے پھرتے ہم سوئے بیت الصنم نکلے

٢٩٥
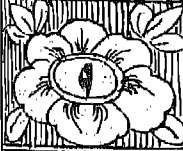
گئے ہین رنج و غم اے داغ بعد مرگ ساتھ اپنے
اگر نکلے تو یہ اپنے رفیقان عدم نکلے

٩

دیکھ سکتے نہین اوس بزم مین اغیار مجھے
لیچلی ہائے کہان حسرت دیدار مجھے

ایسی باتون سے تو بہتر ہی خموشی واعظ
کہ تری ضد سے کیا اور گنہگار مجھے

رحم آتا ہی دل زار تری حالت پر
کاش ہو جائے تری جان کا آزار مجھے

اپنے قاتل سے نہین خون کا دعوی مجکو
بلکہ خود جرم محبت پہ ہی اقرار مجھے

ہوگئی کثرت عصیان سے مری یہ نوبت
ہی یہ احسان ملائین جو گنہگار مجھے

مانگتا ہو مرے جینے کی دعا مین ظالم
جان کر جی سے خفا جان سے بیزار مجھے

بوئے ہین تیری محبت نے ہزارون کانٹے
دل ملا ہی کہ ملا وادیٔ پرخار مجھے

ہمنشین تجھسے وہ مین خاک کہون خلوت مین
آج جو اونسے کہا ہی سر بازار مجھے

(۹۶) (۹)
دل مرا لیکے وہ پچھتائے ہین دیکھین ای داغ
نظر آتی ہی پھری چشم خریدار مجھے

بلا سے نامہ کو تاثیر اگر نہین رکھتے
وہ تیرے منھ پہ تو کچھ نامہ بر نہین رکھتے

برائیان تری یاد آئین اس باعث
ہم اپنے حال زبون پہ نظر نہین رکھتے

گلی مین یار کے جانا ہی جان سے جانا
جو پاؤن رکھتے ہین وہ تن پہ سر نہین رکھتے

پسند آئی ہمین جب سے اونکی طرز خرام
قدم زمین پہ سر رہگذر نہین رکھتے

ہزار حیف ہوے بیقرار جنکے لیے
وہ ہاتھ بھی دل بیتاب پر نہین رکھتے

جو ہوگی ہم پہ عنایت تو کیا غضب ہوگا
کہ کیا اثر محبت بشر نہین رکھتے

رہا اگر نہ مجھے ہوش عشق مین نہ رہا
تمہارا دل ہی کہان تم خبر نہین رکھتے

بشر ہین اہل ہوس بھی مگر یہ سوز کہان
جگر تو رکھتے ہین داغ جگر نہین رکھتے

(۲۹۶) (۱۳)
اوٹھائین اونکے ستم کسطرح سے ہم ای داغ
کہ دل مین تاب و توان اسقدر نہین رکھتے

دیا اوس بوسہ لب نے مجھے شکر کے مزے
کھاکے دشنام لیے قند مکرر کے مزے

لب شیرین سے دم ذبح جو تکبیر سنی
مجکو شربت ہوئے زہراب خنجر کے مزے

پھیر کر نشتر مژگان سے کہان جاتے ہو
دیکھتے جاؤ ہمارے دل مضطر کے مزے

دل ترا آے کسی پر تو ہمین ہو انصاف
عشق دنیا مین چکھاوے تجھے محشر کے مزے

کچھ پیا خون جگر دل کا لہو کچھ چاٹا
چکھتی پھرتی ہین نگاہین تری گھر گھر کے مزے

دل کے سناٹون سے جنگل مین رہی ہی صبا
یاد آتے ہین جو غربت مین مجھے گھر کے مزے

جستجو زہر ہی گر حاصل مطلوب نہو
آب حیوان نے کیے تلخ سکندر کے مزے

باغ مین چل کے دکھا دے روش مستانہ
کبک و طاؤس اڑا لین تری ٹھوکر کے مزے

زیست کے لطف جو کچھ خضر و مسیحا سے بچے
وہ لیے ہمنے ترے عشق مین مر مر کے مزے

جن کو ہی جان عزیز اون کو نہین لذت عشق
خضر کیا جانے تری نیش خنجر کے مزے

جلوہ طور تو مین کہہ نہین سکتا زاہد
پوچھ آنکھون سے مری اوس رخ انور کے مزے

کاش یکبار کہی چھٹین قید سے ہمرہ اسیر
تجکو صیاد ستمگار پڑین پر کے مزے

۲۹۸ — داغ اس بات پہ ہی تشنہ لب و تشنہ دہن
کہ ملین ساقی کوثر مجھے کوثر کے مزے — ۹

دوست خوش ہونے لگے دوست کے مرجانے سے
غم کا یہ کال پڑا ہی مرے غم کھانے سے

آہین کچھی نہ سنی ایسی تو ٹھنڈی ستی
بجھ گیا اور بھی ناصح مرے بھڑکانے سے

وعدہ وصل کی تکرار نے ہمکو مارا
فیصلہ خوب ہوا بات کے بڑھ جانے سے

خود فراموش کیا یاد نے تیری اچھا
رہ گئی اپنی مصیبت مجھے یاد آنے سے

یہ بھی دشمن ہی کے حصے مین سہی اے تقدیر
کام کیا اوسکے تصور کو یہان آنے سے

مجرم عشق کے ارمان نرالے دیکھے
جرم کا حوصلہ بڑھتا ہی سزا پانے سے

خون بہا کی ہی عبث فکر مرے قتل کے بعد
اب دعا کیجیے کیا فائدہ گھبرانے سے

پند گو دیکھ ذرا ہاتھ تو رکھکر دل پر
لگ گئی آگ زیادہ ترے سمجھانے سے

کیجیے فکر سخن خاک وہ دل ہی نرہا

۲۹۹ داغ فرصت ہی نہین روز کے غم کھانے سے ۱۵

لٹ چلی باد صبا کیا کسی مستانے سے / جھومتی آج چلی آتی ہے میخانے سے

چور ہو جاؤن اگر جاؤن نہ میخانے سے / عہد شیشے سے تو پیمان ہے پیمانے سے

روح کس مست کی پیاسی گئی میخانے سے / مے اوڑی جاتی ہے ساقی ترے پیمانے سے

فکر ہے دوست کو احوال سناؤن کیونکر / ٹکڑے ہوتا ہے کلیجا مرے افسانے سے

گر پڑا ہون نگہ مست سے چکر کھا کر / ساقیا پہلے اوٹھا تو مجھے پیمانے سے

وہی وحشت ہے وہی خار وہی ویرانہ / دشت کس بات مین اچھا ہے کاشانے سے

سختیان کھینچنے کی ہو گئی عادت دل کو / بت چلے آئین نہ کھنچکر کہین سمجھانے سے

ڈر ہے تاثیر نہ کر جائے کسی کی فریاد / کان بھر لیجیے پہلے مرے افسانے سے

دل برباد مین آباد ہوے عشق جنون / کوئی بستی نہین بہتر مرے ویرانے سے

شکل ثابت نظر آتی نہین عمامے کی / شیخ نے بدلی ہے پگڑی کسی مستانے سے

کر دیا صاف الگ دل نے ہمین الفت مین / ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین بیگانے سے

جانشین قیس کے سب وحشی صحرا ہو جائین / دشت آباد نہو گر ترے دیوانے سے

نگہ مست تری گر ہی پڑی دل پہ مرے / لغزش پا نہ سنبھالی گئی مستانے سے

اوسکی بیداد نے چھوڑی نہین عالم مین جگہ / نالے گھبرائے ہوئے پھرتے ہین ویرانے سے

۳۰۰ ایک چلو مین بہت داغ بہک اوٹھے تھے
آج سنتے مین نکالے گئے میخانے سے ۱۱

آتش شوق کو کب دل سے جدا رکھا ہے / اس لگی کو تو کلیجے سے لگا رکھا ہے

دیکھ لینے کو تری سانس لگا رکھا ہے / ورنہ بیمار غم ہجر مین کیا رکھا ہے

نا امیدان وفا کا یونہین دل رکھتے ہین / آپ نے خاک مین جسطرح ملا رکھا ہی

کھائی ہی وعدۂ فردا پہ قسم کیا جھٹ پٹ / آج اس حرف تسلی نے لٹا رکھا ہی

اسقدر تو ہی ترا پردہ نشین پاس حجاب / کہ ترے درد کو بھی دلمین چھپا رکھا ہی

تجھے مکدر تو کدورت نے رکھا تھا برپا / صاف ہوا اب تو صفائی نے مٹا رکھا ہی

قطعہ

دل گم گشتہ کے مذکور پہ ایسے بگڑے / کہ بڑی دیر سے منہ تمنے بنا رکھا ہی

شانہ ہی گل ہی کہ دل ہی مجھے معلوم نہین / دیکھو تو زلف گرہ گیر مین کیا رکھا ہی

قطعہ

ستم ایجاد کا انداز ستم تو دیکھو / امتحان عشق و ہوس کا یہ بنا رکھا ہی

ہر گھڑی عاشق مضطر سے وہ ملتی ہی شبیہ / نقشہ بگڑی ہوئی صورت کا بنا رکھا ہی

شکوہ ہجر سے ای داغ اثر کی امید
آپنے نام شکایت کا دعا رکھا ہی

رنج و قلق کہ صدمہ و ایذا اوٹھائیے / دلکو بٹھا کے سینے مین کیا کیا اوٹھائیے

کس کس کا داغ ای ستم آرا اوٹھائیے / دل کا اوٹھائیے کہ جگر کا اوٹھائیے

ہم بھی جگر کو تھام لین دلکو سنبھال لین / تھم تھم کے رخ سے زلف چلیپا اوٹھائیے

عادت نہ جائے گرچہ قیامت ہی کیون نہ آئے / ملنے کے بعد پھر کوئی جھگڑا اوٹھائیے

دام بلائے زلف سے باندھا ہی سلسلہ / دل چاہتا ہی پھر کوئی چھلکا اوٹھائیے

یون خاک مین ملائیے اس شوق چشم کو / پلکون سے اوسکا نقش کف پا اوٹھائیے

ہم بھی بھرے ہوئے ہین کہ ہی چھیڑنے کی دیر / بہتر ہمین نکاسیے چھپا اوٹھائیے

ای ناتوانی دل بیمار الامان
طاقت نہین کہ دل سے تمنا اوٹھائیے

الفت کا داغ تک بھی نہ دیجیے رقیب کو
دولت یہ وہ نہین جسے بیجا اوٹھائیے

انداز یہ کہ جان نہین چھوڑنے کے آپ
تاکید یہ کہ ناز ہمارا اوٹھائیے

ہر چند کوہ سے بھی گران تر ہی بار عشق
ہمت یہ کہہ رہی ہی کہ تنہا اوٹھائیے

۳۰۲ — ۷

وہ داغ دردمند جو کل تک مریض تھا
آج آکے آپ اوسکا جنازہ اوٹھائیے

غیر کو اوس بزم مین توقیر پھر پیدا ہوئی
دل کو میرے کاہش ای تقدیر پھر پیدا ہوئی

دیکھتے ہین وہ جو پھر پھر کر مری جانب مگر
آہ بے تاثیر مین تاثیر پھر پیدا ہوئی

جذبۂ دل مین مرے سستی نہین تو کس لیے
اونکے آنے مین یہان تاخیر پھر پیدا ہوئی

دیکھ تو قاتل مری شوق شہادت کی کشش
گم ہوئی تھی جو تری شمشیر پھر پیدا ہوئی

بعد مجنون دیکھکر وحشت مری کہتی ہی خلق
اک بلا یہ زیر چرخ پیر پھر پیدا ہوئی

ہو گئی تھی گم جو اک مدت سے دل کی آرزو
شکل تیرے پیار کی تقریر پھر پیدا ہوئی

۳۰۳ — ۹

از سر نو ہوگا پروانہ اسیر عشق داغ
موج دود شمع سے زنجیر پھر پیدا ہوئی

کالیون مین ادا نکالی ہی
بات مین بات کیا نکالی ہی

دیکھیے دل فکر مین ہوس کیسی
ابتدا انتہا نکالی ہی

تمسے کیا شکوہ ہی گلا اوس سے
جسنے رسم وفا نکالی ہی

دردمندون کو قتل کرتے ہو
واہ اچھی دوا نکالی ہی

شب غم کا گذارنا کیا تھا
گھر سے اپنے بلا نکالی ہی

نام نکلا جہان مین پردہ نشین / یہ کہان کی حیا نکالی ہی
دل جو واپس طلب کیا تو کہا / یہ نئی التجا نکالی ہی
بات کیسی وہ ہو گئے ہین خفا / منھ سے جب اف ذرا نکالی ہی
داغ معجز بیان ہی کیا کہنا / طرز سب سے جدا نکالی ہی

۳۰۴ — ۹

جس سے جان بر ہون وہ تدبیر جفا کونسی ہی / موت کی کوئی بتائے تو دوا کونسی ہی
تجکو مشکل دل بیتاب بتا کونسی ہی / ایسی چلتی ہوئی وہ تیغ ادا کونسی ہی
خاک ہو کر کسی کوچے مین ہمین جانا تھا / آج کیا جانے کدھر کی ہی ہوا کونسی ہی
کوچہ یار سے دیتا ہی جو واعظ تفضیل / ایسی جنت مین نرالی وہ فضا کونسی ہی
گو برا ہون مگر اچھا ہون کہ چاہا تمکو / میری تقصیر ہی کیا میری خطا کونسی ہی
ناز کرتے ہین وہ ہر بار یہ کہہ کہکر / اسکو کہتے ہین ادا اور ادا کونسی ہی
امتحان کی ہمنے تہ تیغ جفا اے ظالم / اس سے بڑھکر رہ تسلیم و رضا کونسی ہی
موت ہی زندگی ہجر اجل رشک رقیب / اور عشاق کے مرنے کو قضا کونسی ہی
کیا کہون گا جو کہا اسنے کہ اچھا کہیے / بات اے داغ محبت کے سوا کونسی ہی

۳۰۵ — ۹

راز الفت کا نہ ہر اک ہمنشین سے پوچھیے / یہ ہمین کچھ جانتے ہین یہ ہمین سے پوچھیے
آپ نے جو جو دیے ہین رنج سب کھل جائینگے / اس دل غمگین سے اس جان حزین سے پوچھیے
میری خاموشی کا باعث پوچھیے مجھسے کچھ / حقیقت اپنی چشم سرمگین سے پوچھیے
داد کوئی دے سکے کیا اس خرام ناز کی / کیا زمین کے دم پہ بنتی ہی زمین سے پوچھیے

اپکا حال گذشتہ مین کہونگا ٹھیک ٹھیک
یاد ہی مجھکو یہ افسانہ کہین سے پوچھیے

گاہ کہتا ہون کہ کچھ دریافت کیجیے حال دل
گاہ کہتا ہون کہ کیا اوس نکتہ چین سے پوچھیے

اونسے پوچھی وصل کی صورت تو فرمانے لگے
پوچھیے اسکو تو صورت آفرین سے پوچھیے

نیک و بد ہمنے زمانے کا بتایا بھی تو کیا
آپ کا جن پر یقین ہی یہ اونھین سے پوچھیے
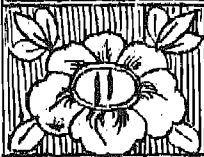
۱۱

جانتا ہی دل ہو داغ عشق کا ای داغ لطف
یہ فروغ روسیاہی اس نگین سے پوچھیے

رنج صحبت سے جو واقف دل شیدا ہوجاے
داغ ارمان سے بنے درد تمنا ہوجاے

زندہ دل خاک یہ ناکام تمنا ہوجاے
سخت مشکل ہی کہ مرکر کوئی پیدا ہوجاے

پھر نہ ہو تیری محبت مین پر اتنا ہوجاے
گر تری بدمزگی مجھکو گوارا ہوجاے

ہون وہ ناکام تمنا جو اجل چاہون مین
موت آگر مری بالین پہ مسیحا ہوجاے
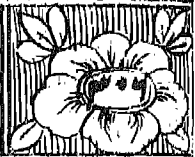
تیرے انداز وہ کافر ہین بت ہوش ربا
آدمی کیا جو فرشتہ ہو تو شیدا ہوجاے

قابل رحم ہی اوس شخص کی رسوائی بھی
پردے پردے ہی مین کمبخت جو رسوا ہوجاے

ہاے کہتا وہ کسی بت کا دم نظارہ
آنکھ بھر کر ہمین دیکھے تو بس اندھا ہوجاے

ساتھ قاصد کے چلا ہی دل بیتاب اپنا
کہین ایسا تو نہو راہ مین جھگڑا ہوجاے

بزم مین آپ بھی ہین دوست بھی ہین دشمن بھی
امتحان آج جو ہونا ہی ہمارا ہوجاے

آسمان سے بھی شکایت نہ کرون مین کیا خوب
میرا چاہا تو نہو آپ کا چاہا ہوجاے

۹
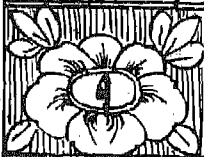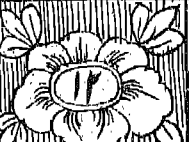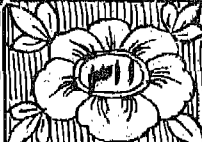
دشمن جان نہ سہی آپ مسیحا ہی سہی
داغ رنجور کسی طرح سے اچھا ہوجاے

پھر خوب نہ یہ غیرت شمشاد کرین گے
بندون کو غلامی سے جو آزاد کرین گے

ایجادِ ستم سے ہمین برباد کرین گے ۔ گر تیس دن ایسے ہی وہ ایجاد کرین گے

بیٹھین گے نہ خاموش ہم اے چرخِ ستمگار ۔ تھک جائین گے نالون سے تو فریاد کرین گے

آباد رہین حضرتِ دل اُنسے یقین ہے ۔ یہ خوب ہی مٹی مری برباد کرین گے

مانا کہ عداوت ہی سہی غیر سے لیکن ۔ اتنے بھی نہین آپ کہ بیداد کرین گے

نشتر رگِ جان کا ہے تو کانٹا ہے جگر کا ۔ کیا رکھکے تجھے اے دلِ ناشاد کرین گے

نالون سے مرے دیکھیے اب آئی قیامت ۔ چھیڑ اٹھا کے آپ بھی کیا یاد کرین گے

خاموش رہے وہ گلہ غیر بھی سُنکر ۔ بیٹھے تو یہ جانا تھا کچھ ارشاد کرین گے

۱۱

گذری ہے شبِ وعدہ اس امید مین اے داغ ۔ یاد آئین گے خود یا وہ مجھے یاد کرین گے

۱۲

وصل کی عیش مین سب ہجر کا غم بھول گئے ۔ یاد رکھنا تھا ہمین جس کو وہ ہم بھول گئے

لکھدیا قہر و جفا مہر و وفا کے بدلے ۔ مہربان آپ مگر طرزِ رقم بھول گئے

وعدۂ وصل قیامت مین بھی ہوگا نہ وفا ۔ وان بھی کہیے گا ترے سر کی قسم بھول گئے

کتنے بیخوف و خطر ظلم و ستم کرتے ہین ۔ سچ تو یہ ہے کہ خدا کو یہ صنم بھول گئے

نہ تمناے ستم یان نہ وہان مشقِ جفا ۔ وہ ہمین بھول گئے اب اونہین ہم بھول گئے

کچھ عجب طور کی تھی بیخودیِ شوق مین راہ ۔ دو قدم ٹھیک چلے چار قدم بھول گئے

لکھنے بیٹھے تھے اونھین حالِ پریشانی کا ۔ حرفِ مطلب کو اوٹھاتے ہی قلم بھول گئے

میری قسمت سے پڑے کچھ غلطی روزِ حساب ۔ سب کہین کاتبِ اعمال رقم بھول گئے

مجھپہ احسان کیا وعدہ فراموشی نے ۔ اسکی عادت سے وہ اندازِ ستم بھول گئے

لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینے مین ۔ اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے

برش تیغ فنا مین بھی عجب لذت ہی | زندگانی کے مزے اہل عدم بھول گئے

۹

عشق کی راہ مین جب کافر و دیندار آگئے
سب کے سب داغ رہ دیر و حرم بھول گئے

کل تک تو ہم زلف مین سو دل رہا کیے | بھول آگئے پھینک وہ بیٹھے مین آج کیا کیے
کچھ کم نہ تھی خرام سے گردش نگاہ کی | بیٹھے رہے وہ تو بھی تو فتنے اوٹھا کیے
تقدیر دیکھیے آپ نے عادت بگاڑ دی | دل مانتا نہین کہ رہون بے خطا کیے
مدت پیام بر کو بنایا ہی قصہ خوان | برسون ترا جواب ہم اوس سے سنا کیے
ہان جذب شوق لا اوسے بے پردہ کھینچکر | جاتا ہی کوئی منھ کو چھپائے حیا کیے
پونہچے کسی طرح سے نہ تا منزل مراد | بازو مین پر لگا کے ہم اکثر اوڑا کیے
رکھا تھا دل مین ہمنے کہ جانے نہ پائینگے | وہ خواب مین رقیب سے چھپ کر ملا کیے
بگڑے جو ذکر غیر پہ ہم اوسنے دھر لیا | کوئی جواب جب نہ بن آیا بنا کیے

۹ | ۱۰

ای داغ ہمنے ہاتھ دعا سے اوٹھا لیا
تقدیر کا ملےگا بغیر التجا کیے

ہم و دشمن بھی یک جا ہون تو الفت ہو ہی جاتی ہی
یہ ہی مل بیٹھنا ایسا محبت ہو ہی جاتی ہی
مصیبت گر کسی پر ہو مصیبت کا ہی خوگر ہو
اگر کیسا ہی مضطر ہو قناعت ہو ہی جاتی ہی
حیا گر منھ چھپاتی ہی ادا پردہ اوٹھاتی ہی
یہ شوخی کب بٹھاتی ہی قیامت ہو ہی جاتی ہی

پری وش کوئی ایسا ہو کہ اوس پر دم نکلتا ہو
جو ثابت عشق اعدا ہو تو نفرت ہو ہی جاتی ہے

تجھے کب صبر اے بدخو کہون کچھ گر کسی پہلو
ابھی قابو سے بے قابو طبیعت ہو ہی جاتی ہے

بھرا ہے رنج کا دفتر رکے کیونکر دل مضطر
جفائے یار کی اکثر شکایت ہو ہی جاتی ہے

نبھی ہے عمر بھر کس کی یہ ہے دل کی غلط فہمی
عداوت کیا نہین ہوتی عداوت ہو ہی جاتی ہے

ہوا کیا وصل سے حاصل حیا ہے درمیان حائل
ہمارے واسطے نازل مصیبت ہو ہی جاتی ہے

نہ رکھ تو داغ کو نالان سمجھ تو وہ بھی ہے انسان
کہ ان باتون سے اے نادان کدورت ہو ہی جاتی ہے

وہ نگہ راہ پر نہین آتی
نظر آتی نظر نہین آتی

دلبرون پر طبیعت آتی ہے
اس طرح اس قدر نہین آتی

کوچۂ یار ہی مین بیٹھ رہی
او قیامت ادھر نہین آتی

حسن محرم رہا کہ عشق رہا
غیب کی کچھ خبر نہین آتی

کیا لگے اوس نگاہ شوخ کی چوٹ
آتے جاتے نظر نہین آتی

گو طبیعت ہے اوسکی ہرجائی
پر مری راہ پر نہین آتی

قتل پر اپنے باندھتے ہم
ہاتھ اون کی کمر نہین آتی

دل کے لینے کی گھات ہی کچھ اور
یہ تجھے مفت پر نہین آتی

حال معلوم ہی قیامت کا
بات کہنے مین پر نہین آتی

آگے آتی تھی یاد بھی تیری
اب کبھی بھول کر نہین آتی

مرگ عاشق ہی کسقدر آسان
نوبت چارہ گر نہین آتی

حضرت دل اور اوسپہ حال کہین
موت کہکر مگر نہین آتی

۱۲ ۔ ۱۱

گل ہرے ہو گئے چمن مین داغ
تجھسے رونق مگر نہین آتی

یون مٹا جیسے کہ دہلی سے گمان دہلی
تھا مرا نام و نشان نام و نشان دہلی

لیگئے لوٹ کے اب شوکت و شان دہلی
پوربی پہلے اوڑاتے تھے زبان دہلی

دلی والون کے لیئے تارہ سنے کی جنت
لے گئے سر پہ ملک تحفہ مکان دہلی

رشک شمشاد تھا ہر خوش قد و ہر خوش رفتار
سرو آزاد تھا ہر ایک جوان دہلی

عارض صاف تھا ہر ایک مصفا بازار
چشم پر جلوہ تھی ایک ایک دکان دہلی

گرم ہنگامہ ہوے لالہ رخان پنجاب
گل کھلائے ہین نئے تونے خزان دہلی

اس سے بڑھکر کوئی محشر مین نہین طول حساب
بس یہی ہوگا کہ ہم اور بیان دہلی

دیدیا فوج کو انعام مین حکام نے سب
گنج قارون سے فزون گنج نہان دہلی

یا خدا مسجد جامع کا رہے نام بلند
کعبے والے کہین وہ آئی اذان دہلی

آسمان پر سے بھی نوحے کی صدا آتی ہی
کیا فرشتے بھی ہوے مرثیہ خوان دہلی

۱۳ ۔ ۹

میر و غالب و آزردہ سے پھر لوگ کہان
داغ اب یہ ہین غنیمت ہمہ دان دہلی

غضب ہی جسکو وہ کافر نگاہ مین رکھے
خدا نگاہ سے اوسکی پناہ مین رکھے

برا ہون مین تو مجھے رکھیے اپنی پیش نظر
برے کو چاہیے انسان نگاہ مین رکھے

پنھایا ہار گلے کا پھر اوسے طرہ
کہ پھول غیر کے تم نے کلاہ مین رکھے

جو شیخ دیکھ لے اک بار کیفیت میخانہ
تو بھول کر نہ قدم خانقاہ مین رکھے

اوسی سے تو دل بیتاب ٹھیک رہتا ہی
جو تجھکو باندھ کے زلف سیاہ مین رکھے

یہ فقر فاقہ کی خوبی نہین ہی اے زاہد
کہ تیس روزے اگر ایک ماہ مین رکھے

سر نیاز ہو اس راہ مین قدم فرسا
جبین سے پانون تمھی جلوہ گاہ مین رکھے

تلاش دیر و حرم مین عبث نہ کیونکر ہو
ترا ظہور رہی جب اشتباہ مین رکھے

۱۴

خدا کے عشق مین ہی داغ بت کی یاد رہے
ثواب ہم نے ملا کر گناہ مین رکھے

۱۳

شوخی مین اونکی چھیڑ ہی کچھ اضطراب کی
گھر کر گئی وفا کسی خانہ خراب کی

اوس روے بے نقاب کا جلوہ ہوا نقاب
نکلی ہی رنگ رنگ سی صورت حجاب کی

جنبش مین یون ہین وہ لب نازک نفس کے ساتھ
جیسے ہلے نسیم سے پتی گلاب کی

غصے نے اور رنگ ترا شوخ کر دیا
اچھی بنی بگاڑ مین صورت عتاب کی

گو چپ ہی پر جنبش لب کہہ رہی ہی صاف
قاصد کے منھ مین پھرتی ہی شوخی جواب کی

تم اور آرزو مرے ملنے کی روز حشر
مین اور گفتگو ستم بیحساب کی

اے اشک ڈوب مر تری تاثیر دیکھیے
اولٹی ہنسی اوڑی مری چشم پر آب کی

در پردہ جوش حسن نے بے پردہ کر دیا
ٹوٹی گرہ تڑاق سے بند نقاب کی

اے دل کمی کرے نہ کہین طول مدعا
لینی ہی کل خبر مجھے روز حساب کی

بھرا تھا چرخ دلمین کدورت بھر ہوے — اب خاک چھان کر مری مٹی خراب کی
اک بیکشی کی سزا ہی تو یا خدا — دوزخ مین ایک نہر بہا دے شراب کی
محشر مین توبہ توڑکے مین جیت جاؤنگا — زاہد سے مجھسے شرط ہوئی ہی ثواب کی

۳۱۵ — ای داغ آہ کی تو غضب کون سا کیا
ایسی بری لگی دل خانہ خراب کی — ۹

کیا شب ہجر مرے سر پہ بلا لائی ہی — اپنے ہمراہ اجل کو بھی لگا لائی ہی
نہین معلوم کہ ہی منزل مقصود کہان — عرش تک کی تو خبر آہ رسا لائی ہی
ہم گرفتار ہین خود شوق گرفتاری مین — ہمکو کیا پیچ مین وہ زلف دوتا لائی ہی
کون مرنے کو ترے کوچے مین خود آتا ہی — پر یہ بیتابی دل ہی کہ اڑا لائی ہی
کوچۂ یار مین یہ حسرت دیدار مجھے — روز لیجا کے نئی سیر دکھا لائی ہی
پاسبان کو در جانان سے اڑا کر لیجائے — خاک لائی ہی اگر خاک صبا لائی ہی
بت کیا کرتے ہین پامال اوسی مرتے کو — اپنے ہاتھون پہ جسے خلق خدا لائی ہی
جب کہین جانے مین ہوکے خفا جاتا ہون — منتون سے مجھے تقدیر منا لائی ہی

۳۱۶ — مجکو ای داغ کئی دن سے وہ یہ کہتے ہین
تجکو کمبخت یہان تیری قضا لائی ہی — ۹

بیدرد ہین جو درد کسی کا نہین رکھتے — ایسے بھی ہین یارب کہ تمنا نہین رکھتے
غیرت یہی کہتی ہی کہ ہو عشق مین شرکت — ہم حضرت دل کا بھی سہارا نہین رکھتے
تم زندہ ہین چھوڑکے گھر جاؤ نہ شب کو — مرنے کو بھی انسان کے تنہا نہین رکھتے
پروانہ و بلبل کو تو سب کہتے ہین عاشق — کیا قہر ہی تم نام ہمارا نہین رکھتے

سچ ہی کہ یونہین ڈوب گئین اپنی وفائین
ہم تم پہ کسی طرح کا دعوا نہین رکھتے

بیباک ہو سفاک ہو جو آج ہو تم ہو
بندے ہو مگر خوف خدا کا نہین رکھتے

اچھا ہو تو کیا جانئے کرے کیا یہ برائی
ہم جانکے دل کو کبھی اچھا نہین رکھتے

جس لطف وکرم پہ مجھے امید بندھی تھی
اخلاص وہ غیرون سے بھی ایسا نہین رکھتے

ای داغ یہ کس کام کی مستی وجوانی
تم اسمین جو اندیشۂ فردا نہین رکھتے

تو قیامت کی چال کرتا ہی
سب سے پہلے پایمال کرتا ہی

تجھسے جو عرض حال کرتا ہی
سچ تو یہ ہی کمال کرتا ہی

اوسکے انداز دیکھے کیا ہون
ناز حسن کا خیال کرتا ہی

دلکو اس عاجزی سے دیتا ہون
کوئی جانے سوال کرتا ہی

تیغ کرتی ہی خون ای قاتل
مفت تو ہاتھ لال کرتا ہی

نہین گھٹتا یہ داغ دل یارب
بدر کو تو ھلال کرتا ہی

یہ ستم کب نصیب ہوتے ہین
مجکو ظالم نہال کرتا ہی

درد دلدار تک نہین جاتا
نامہ بر انتقال کرتا ہی

داغ سے اور مدعی اوٹھے
وہ تمھارا خیال کرتا ہی

تجھسا کبھی زمانے مین کوئی سوختہ جان ہی
ہی برق جہان جو نفس شعلہ فشان ہی

زاہد بخدا کس کو یہان عشق بتان ہی
پر ضد سے ترے اب جو نہین بھی تو ہان ہی

کیا بزم ستمگار مین اندیشۂ جان ہی
قاصد نگہ یاس سے ہر سو نگران ہی

سننے مین خوشی بھی ہی زمانے مین کوئی چیز — ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین کدھر ہی یہ کہان ہی

کس شکل چھپاؤن تجھے ای راز محبت — جو دلمین نہان ہی وہی نظرون سے عیان ہی

رکتے ہی دم ذبح کہین عرض وفا پر — یہ آپ کا خنجر تو نہین میری زبان ہی

دے مجکو خم بادہ مرے قد کے برابر — ای پیر مغان ظرف مین کم رطل گران ہی

دل مین نے دیا تھا جسے دلدار سمجھکر — کیون تم وہی معشوق ہو یا مجکو گمان ہی

قاتل ترے خنجر مین نہین مورچہ اصلا — اک اک نگہ تیز کا بسمل کے نشان ہی

واعظ وہ فضا کیا ہی زمانے سے نرالی — فردوس بھی اک باغ ہی جنت بھی مکان ہی

شوخی بھی ہی لازم نگہ ناز و ادا مین — یہ تیر کا پیکان ہی یہ برچھی کی سنان ہی

۳۱۹
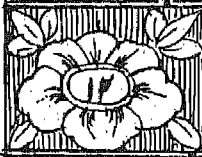
کیا پوچھتے ہو داغ کا تم ہم سے ٹھکانا
آوارہ و سرگشتہ ہی کیا جانے کہان ہی

۱۲

سودا ہی جو دل دیکے خریدار سے اولجھے — سلجھے ہوئے ہم سے نہ کبھی یار سے اولجھے

آنکھون سے لڑے گیسوئے خمدار سے اولجھے — یہ حضرت دل روز ہی دو چار سے اولجھے
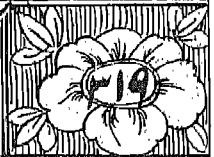
ہونے نہ دیا رشک نے اظہار تمنا — ہر بات مین ہم اپنی ہی گفتار سے اولجھے

اولجھاؤ سے اولجھاؤ ہی اس عشق مین یارب — دلدار سے اٹکے تھے کہ اغیار سے اولجھے

کیا سر ہو شانے سے لڑے گر دل صد چاک — ایک ایک گرفتار گرفتار سے اولجھے

اٹکے تو کسی چشم فسون ساز سے اٹکے — اولجھے تو کسی طرۂ طرار سے اولجھے

کیون آنکھ لڑے کیون ہو یہ اس دل کی حقیقت — آفت مین پھنسے مجھسے رکے یار سے اولجھے

آنے نہ دیا اونکو تو شوخی نے مرے ساتھ — ہر گام پہ وہ تیزی رفتار سے اولجھے

قاتل جو ذرا لگھ چہرا جاؤن تو پھرون — تار رگ گردن تری تلوار سے اولجھے

محشر مین سزا عشق کی مجرم کو کہان ہی — معلوم ہو جو تیرے گنہگار سے الجھے
چوری سے بھی پہونچے نہ ترے گھر مین کبھی ہم — برسون یونہین خار سر دیوار سے الجھے

٣٢ — ٩

کھلتے نہین تم داغ الجھتی ہی طبیعت
ایسے کسی عیار سے مکار سے الجھے

یہ بات کیا دم رفتار ہوتی آتی ہی — کہ اپنے سائے سے تکرار ہوتی آتی ہی
شب وصال قیامت تھی جب کسی نے کہا — وہ دیکھ صبح نمودار ہوتی آتی ہی
کچھ اور تو مرے ہمراہ بس نہین چلتا — نگاہ جانب اغیار ہوتی آتی ہی
تمہارے کوچے مین کیا تازہ گل کھلا کوئی — صبا جب آتی ہی گلزار ہوتی آتی ہی
کسی غضب کی ہی آمد تری خدا کی پناہ — نگاہ ناز سے تلوار ہوتی آتی ہی
ازل کے دن سے ہی مٹی خراب عاشق کی — یہ مشت خاک یونہین خوار ہوتی آتی ہی
الٰہی خیر ہو وہ خشمناک آتے ہین — کچھ اپنے آپ ہی گفتار ہوتی آتی ہی
چرا کے بھاگ گئے دل پھر آپ پوچھتے ہین — یہ دھوم کیا سر بازار ہوتی آتی ہی

٣٢ — ٩

تمھین نے داغ نرالے نہین دکھائے ستم
یونہین سلف سے مرے یار ہوتی آتی ہی

نگہ ناز جو غصے سے کبھی پھرتی ہی — دل پہ تلوار کلیجے پہ چھری پھرتی ہی
موت آتی ہی قیامت کو یہانتک آتے — پیچھے پیچھے کسی دشمن کے گلی پھرتی ہی
آگئے اترائے ہوئے کسکی گلی سے یارب — کہ نسیم سحری ہم سے اوڑی پھرتی ہی
نہ دیا خواہش آرام نے آرام کہین — مجکو پیچھے مری راحت طلبی پھرتی ہی
غیر سے رنج کی مجکو نہ خوشی کیونکر ہو — آپ کیا پھرتے ہین تقدیر مری پھرتی ہی

ہو مرے قتل سے قاتل کی خوشی کو بھی خوشی
موجبین کرتی ہوئی ہونٹوں مین ہنسی پھرتی ہے

ہی دھڑکتا کہ مین تجھسے کہوں یا نہ کہوں
بات اک لبین مرے رشک سے ہی پھرتی ہے

ہو گیا رشک تعب داغ جگر سے ایسا
آہ سوزان مرے سینے مین جلی پھرتی ہے

۲۱ داغ آوارہ کا تابوت مین لاشہ نہ رہا
ڈھونڈھتی خلق بیابان مین پڑی پھرتی ہے ۱۲

یہان لگ گئی کارگر ہو گئی
مری آہ تیری نظر ہو گئی

ہمین مر گئے صدمۂ رشک سے
بڑی خیر اے فتنہ گر ہو گئی

بنا حلقۂ زلف آغوش شوق
گرفتار او بھی کمر ہو گئی

لے ٹھوکرون ہی مین اہل نیاز
ہماری جبین سنگ در ہو گئی

نہ آئے محبت کے کوچے مین خضر
خدا جانے کیونکر بسر ہو گئی

ستم ہو گیا راز دل کھل گیا
چھپاتے چھپاتے خبر ہو گئی

کسی کی نہ تھی شوق نے قتل مین
اودھر ہی سے کچھ در گذر ہو گئی

فرشتے ہون مخبر تو کیا سے کیجیے
یہان بات کی وان خبر ہو گئی

وہان جھوٹے وعدے پہ لب ہلگیا
توقع یہان کس قدر ہو گئی

دکھا دینگے اے دل تجھے روز حشر
کہ ساری خدائی اودھر ہو گئی

کبھی یاس ہوتی نہ اپنی امید
تغافل سے تیری مگر ہو گئی

۲۲ یہان صبح پیری سے پہلے ہی داغ
جوانی چراغ سحر ہو گئی ۱۳

قول تیرا شوق میرا چاہیے
جھوٹ سچ کیواسطے کیا چاہیے

ای فلک سامان محشر ہی سہی
اپنی آنکھون کو تماشا چاہیے

ہو سکے کیا اپنی وحشت کا علاج
تیرے کوچے مین بھی صحرا چاہیے

دل مین قاتل سے رکاوٹ ہی تو ہو
خنجر اپنے دم سے اچھا چاہیے

گو تری نظرون سے کل گر ہی پڑین
آج تو کوئی سہارا چاہیے

کیجیے تیغ تبسم سے ہلاک
جور بھی اچھون کا اچھا چاہیے

ہر طرف ہی ترے بیمارون کا شور
ہر گلی مین اک مسیحا چاہیے

کیون نہ چھائے سیکڑون کے سر پہ ابر
کچھ گنہ گارون کا پردا چاہیے

تیرے جلوے کا تو کیا کہنا مگر
دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

کاش دیجے کچھ گرہ سے ہو نجات
تجھکو زاہد دین و دنیا چاہیے

دل کے جانب سے تغافل کیون ہوا
قرضدارون پر تقاضا چاہیے

وعدۂ فردا یہ بھی جمتے نہین
کہتے ہین وہ وقت دیکھا چاہیے

۳۲۴ — ۲۱

کیون نہین دیتے تسلی داغ کو
اوس سے لیجے گر تمنا چاہیے

نگہ شوق بے اثر نہوئی
تمکو پردے مین کیا نظر نہوئی

ہم نے تقلید خضر کی لیکن
چلتے پھرتے بھی تو بسر نہوئی

تارے گنتے ہو شام سے شب وصل
کیا کروگے اگر سحر نہوئی

دل ویران مین غم رہا قائم
کبھی بستی ادھر ادھر نہوئی

ماتم غیر بن تمھین دیکھا
ورنہ یہ عید کسکے گھر نہوئی

شب فرقت کے جاگنے والے
ایسے سوئے کہ پھر خبر نہوئی

وائے بیگانگی طبیعت کی
کہ ادھر سے کبھی ادھر نہ ہوئی

اس نزاکت سے قول اوس نے دیا
ہاتھ کی ہاتھ کو خبر نہ ہوئی

وعدہ اوس نے کیا وفا نہ کیا
دل کو تسکین ہوئی مگر نہ ہوئی

حال وہ کیا جو حشر مین نہ کہا
بات وہ کیا جو وقت پر نہ ہوئی

کسکے جلوے نے کردیا محجوب
آنکھ کے سامنے نظر نہ ہوئی

کبھی اونسے امید الفت ہے
کبھی یہ فکر ہے اگر نہ ہوئی

عشق مین ذوق اپنا اپنا ہے
دل مین کیفیت جگر نہ ہوئی

ہے بہت طول مدعا افسوس
ساری دنیا پیامبر نہ ہوئی

نہین معلوم کسکے دلمین رہے
کبھی ظاہر تری کمر نہ ہوئی

غیر محفوظ ہے ہر آفت سے
شدنی بھی تو عمر بھر نہ ہوئی

نہین سرکار عشق پر الزام
مین برا تھا مری بسر نہ ہوئی

خاک میخانہ تھی اسی قابل
یہ زمین آسمان پر نہ ہوئی

دل سے باتین بہت ہین شب غم
بات کرنے مین بھی سحر نہ ہوئی

دل جلے دفن ہوگئے جس مین
ابر سے وہ زمین تر نہ ہوئی

۳۲۵ — ۱۵

کیا تلون مزاج ہے اے داغ
چار دن بھی کہین بسر نہ ہوئی

مجھے اے اہل کعبہ یاد کیا میخانہ آتا ہے
ادھر دیوانہ جاتا ہے ادھر مستانہ آتا ہے

نہ دلمین غیر آتا ہے نہ صاحب خانہ آتا ہے
نظر چارون طرف ویرانہ ہی ویرانہ آتا ہے

تڑپتا لوٹتا اور رٹتا جو بیتابانہ آتا ہے
یہ مرغ نامہ بر آتا ہے یا پروانہ آتا ہے

مرے مژگان سے آنسو پوچھتا ہی کس لیے ناصح / ٹپک پڑتا ہی خود جو اس شجر مین دانہ آتا ہی

یہ عالم ہی کہ آفت ہی نگہ کچھ ہی ادا کچھ ہی / الٰہی خیر مجھسے آشنا بیگانہ آتا ہی

وہ نازک ہین تو کیا اپنے سے خنجر پھر نہین سکتا / تجھے کچھ ننگ بھی اے ہمت مردانہ آتا ہی

ترا کوچہ ہی وہ دار الشفا بیمار وحشت کو / پری آتی ہی بن جاتا ہی جو دیوانہ آتا ہی

دم تقریر نالے حلق مین چھریان چبھوتے ہین / زبان تک ٹکڑے ہو ہو کر مرا افسانہ آتا ہی

رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہین / ادھر جاتا ہی دیکھین یا ادھر پروانہ آتا ہی

جگر تک آتے آتے سو جگہ گرتا ہوا آیا / ترا تیر نظر آتا ہی یا مستانہ آتا ہی

کبھی چلنا کبھی رکنا کبھی ملنا کبھی چھپنا / ترے خنجر کو ہر انداز معشوقانہ آتا ہی

دغا شوخی شرارت بیحیائی فتنہ پردازی / تجھے کچھ اور بھی اے نرگس مستانہ آتا ہی

سکندر آئینے سے جام جم سے خوش ہوا تنہا / کوئی مسکین کو دیکھے ہاتھ جب پیمانہ آتا ہی

بھرے کچھ آنکھ مین آنسو پڑے کچھ حلق مین چھالے / قفس مین میسر مجکو آب و دانہ آتا ہی

وہی جھگڑا ہی فرقت کا وہی قصہ ہی الفت کا / تجھے اے داغ کوئی اور بھی افسانہ آتا ہی

کس طرح ظاہر کرون حسرت جو مکنون دل مین ہی / جس طرح غنچے مین بو ہی آرزو یون دل مین ہی

دعوت مژگان کرون مہمانی پیکان کرون / آہ مین کیا کیا کرون اک قطرۂ خون دل مین ہی

یا تو ایسی تمکنت یا ہمسے وحشت اسقدر / یا جنون سر مین ہوا یا کوئی مجنون دل مین ہی

دیکھتے رہجاؤ گے گر کوئی لٹکا چل گیا / جو تمھاری آنکھ مین ہی بات وہ افسون دل مین ہی

کیا کرینگے اہل محشر میرے داغون کا شمار / عشق کی دولت سے گویا گنج قارون دل مین ہی

آرزوے عیش سے کیا ہو جو قسمت مین نہو / جو نہین ہی تجھمین وہ اے بخت واژون دل مین ہی

اس محبت کا برا ہو ایک کو رحمت نہین
دل کدر سینے مین ہی جان محزون دلمین ہی

کس مصیبت مین پڑا ہون مین دم تحریر شوق
وہ سما سکتا نہین خط مین جو مضمون دلمین ہی

۲۷

ہان مدد اے جوش وحشت چلکے کر دیتا ہی داغ
خار صحرا یا نو مین ہی شوق ہامون دلمین ہی

۱۱

پھر تو لی زلف نے کچھ شب سے سیاہی تیری
بٹ گئی بخت سیہ خوب تباہی تیری

دم اظہار محبت ٹھہرا ے نالۂ دل
اولٹی ہو جاے نہ کمبخت گواہی تیری

یون تو اے ابر پتا بھی نہین ملتا تیرا
تو بہ کرتی ہی جھلکتی ہی سیاہی تیری

جب کہی دار پہ منصور نے اپنی ہی کہی
مین نے تار و نہ جز ا بات نباہی تیری

عمر بھر تو نے بھلائی کبھی چاہی میری
جیتے جی مینے برائی کبھی چاہی تیری

دونون ہاتھون سے جگر تھام لیا صبح سے
مین نے فریاد جو کی داد جو چاہی تیری

ڈرتے ڈرتے وہ مرا حال طبیعت کہنا
پردے پردے مین وہ دزدیدہ نگاہی تیری

ناصحا کہدے محبت مین خدا لگتی کچھ
مدعی لاکھ پہ بھاری ہی گواہی تیری

نظر آئی نہ مجھے بعد فنا شکل عذاب
اتنی گہری تو ہوا ہی قبر سیاہی تیری

سچ تو یہ ہی کہ برا حال برا ہوتا ہی
غیر نے مجھسے کہا ہے تباہی تیری

۲۸
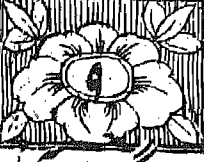
ہمنے اے داغ سفارش مین کمی کوئی کی
پر برائی تری تقدیر نے چاہی تیری

۹

صبر کیا آئے مجھے سانس بمشکل آئے
تو تو انسان ہی پتھر پہ اگر دل آئے
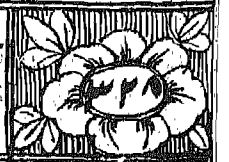
اسقدر تھی نگہ شوق کو قاتل کی تلاش
جب نظر مجکو فرشتے دم بسمل آئے

وہ جان بچانے کا زمانہ نہ رہا
اب تو اس بات کا رونا ہی کہین دل آئے

خواب مین بھی کبھی تنہا نہین دیکھا مجکو
دلمین بھی آئے تو اغیار کے شامل آئے

غیر معشوق ہو تجھسا بھی تو الفت کرون
ایسا آتا ہی تو مجھ پہ ہی مرا دل آئے

اس نزاکت پہ گئے غیر کے گھر چین سے تم
ہم اگر آپ مین آئے تو بمشکل آئے

مل گئے راہ مین مجکو یہ بڑی خیر ہوئی
لوگ جو بیٹھے شب کو تری محفل آئے

کیا کہین کس سے کہین جاکے وہان کیا گذری
یار کہتے مین مبارک ہو تمھین مل آئے

۳۲۹ — جسکو ہو داغ بہت حسن و شجاعت پہ غرور
میر سے نواب بہادر کے مقابل آئے — ۹

سنبھالکر کوئی لیجائے اوسکے پاس مجھے
بٹھائے دیتی ہی اک قدم پہ یاس مجھے

بٹھاکے بزم مین اپنی سبک نکر اتنا
نہ لے اڑین کہین ظالم مرے حواس مجھے

وہ چشم مست جو گلشن مین گل سے لڑتی ہی
اشارہ کرتی ہی بلبل کہ اک گلاس مجھے

وہ شکو نشے مین جھجکے جو عکس کاکل سے
بلا بلا کے بٹھاتے تھے اپنے پاس مجھے

غضب مین آگئے جب کے رہنے والے بھی
اوداس ہوگئے سب دیکھکر اوداس مجھے

رقیب سے سر محفل کلام ہوتے ہین
سمجھ لیا ہی ستمگر نے بدحواس مجھے

دیا ہی زہر مری چارہ گر نے تنگ آکر
دوا تو خوب ملی ہی جو آئے راس مجھے

بنا دیا غم فرقت نے سنگدل ایسا
کہ موت سے نہین آتی کبھی ہراس مجھے

۳۳۰ — صنم پرست کو اہے داغ شیخ کیا سمجھے
جو برہمن ہو وہ جانے خدا شناس مجھے — ۹

کون غمخوار الٰہی شب غم ہوتا ہی
اب تو پہلو مین مرے درد بھی کم ہوتا ہی

کیفیت خاص ہی گویا مرے مجبوری کی
حال جو یار کا ہنگام ستم ہوتا ہی

کس تبسم سے ملی جاتی ہین آنکھین دیکھو / کس مسرت سے مری موت کا غم ہوتا ہی
رشک ہی اپنے خط شوق پہ مجھکو کہ وہان / وہ ہی مضمون مرے دشمن کو رقم ہوتا ہی
غیر کا دل کہین تلوون کے تلے تو نے ملا / فتنہ ہر ایک ترا نقش قدم ہوتا ہی
حشر مین پوچھتے پھرتے ہین وہ ایک ایک سے یہ / یان کہین بھی کسی عاشق پہ ستم ہوتا ہی
یاد آجاتے ہین جب زخم محبت کے مزے / شربت خضر بھی حق مین مرے سم ہوتا ہی
خانۂ غیر کی آرایش و زیبایش کیا / سوچ لیجے کہین دوزخ بھی ارم ہوتا ہی

۱۳۱ — ۹

رہ گیا چھیڑ کے مین قصۂ غم جب یہ سنا
داغ اس سر کی قسم مجھکو الم ہوتا ہی

چوٹ دل کی وہین ابھر آئی / جب ہنسی آئی آنکھ بھر آئی
جا شب ہجر وہ سحر آئی / تو ہی جانے کی پھر اگر آئی
آئینہ کیون ہوا جمال ترا / اپنی صورت سے تجھے نظر آئی
صبح سے تکو آرہی ہی ہنسی / خواب مین کس کی چشم تر آئی
تھی شب وصل کسقدر کوتاہ / شام گذری کہ بس سحر آئی
اب کہان تک سناؤن قصۂ غیر / میری آنکھون مین نیند بھر آئی
تم سے تو واسطہ ہی کچھ نہ رہا / اب طبیعت رقیب پر آئی
میرے مرقد پہ مجھسے کہتے ہین / کیون تجھے نیند اسقدر آئی

۱۳۲ — ۷

صدمہ پہنچا جگر کا دل تک داغ
ایک کی چوٹ ایک پر آئی

مطلب کی تم سنو تو ذرا کوئی کچھ کہے / جب بے سبب سے خفا ہو تو کیا کوئی کچھ کہے

سوچا جواب کیا مرے حاضر جواب نے
تاکید ہی کہ روز جزا کوئی کچھ کہے

ہم آپ چھیڑ چھیڑ کے کھاتے ہین گالیان
کانون کو پڑ گیا ہی مزا کوئی کچھ کہے

بندے ہین ہم تو عشق کے ای شیخ و برہمن
پروا نہین ہمین بخدا کوئی کچھ کہے

کمبخت نامراد تو مدت سے ہی خطاب
جی چاہتا ہی اس سے سوا کوئی کچھ کہے

ناصح کے کہے سنے پہ ہمارا نہین عمل
جو جی مین آگیا وہ کیا کوئی کچھ کہے

ای داغ اوسکی بزم مین ہم گل کھلا چکے
اس کا ہی انتظار ذرا کوئی کچھ کہے

مرے کوچے مین وہ کن شوخیون سے جا بجا ٹھہرے
بڑھے بڑھکر تھمے دم بھر چلے چلکر ذرا ٹھہرے

تغافل کی نہ ٹھہرے آج قاتل فیصلا ٹھہرے
نہین تلوار تو فقرہ کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

تسلی دلکو جو دیتے ہین کیسے لوگ ہین یارب
جگر ہی جب نہ ٹھہرے تو جگر پر ہاتھ کیا ٹھہرے

مسیح و خضر کو کیا مین دونون ہم تو جب جانین
جو دل گرتا ہوا سنبھلے جو دم جاتا ہوا ٹھہرے

اوڑا جاتا ہی مطلب کیا لکھون خط مین ای قاصد
پریشانی ٹھہرنے دے تو مضمون مدعا ٹھہرے

بہار بیخزان دیکھی ہی کب تو نے دکھا دین ہم
جو اوسکی طبع مین ای باغبان رنگ وفا ٹھہرے

گلہ جور و ستم کا حشر مین پھر عشق کا دعوے
مرا دشمن ترے آگے جو کوئی بیخطا ٹھہرے

مری افتادگی نے آسمان پر مجکو پہونچایا
زمین پر وہ نہ ٹھہرے جو تمہاری خاک پا ٹھہرے

وہی انسان پورا ہی اوسیکے ہم تو قائل ہین
بھلونمین جو بھلا ٹھہرے برونمین جو برا ٹھہرے

مزا چکھا نہین دنیا کا زاہد تمنے دنیا مین
کبھی تو بادہ نوشیکے بھی ای مرد خدا ٹھہرے

صبا تجکو تو غنچے چٹکیون ہی مین اوڑا دیتے
جو نکہت غنچہ دہن ہو آوارہ تو ٹھہرائے کیا ٹھہرے

ابھی سامان آہ و نالہ و فریاد سمجھے ہو
قدم آگے نہ رکھے عرش اعلی پر دعا ٹھہرے

تری آنکھین مین اپنے تاک لین ایسے ٹھہرنیکو
ٹھہرتی ہی اگر تو چشم دشمن مین حیا ٹھہرے

متاع شوق بھی ہی مایۂ الفت بھی رکھتے ہین
اگر لیجے تو ٹھہرے سودا ہمارا آپ کا ٹھہرے

شب وعدہ جب اون سے شکوۂ تاخیر کرتا ہون
تو کہتے ہین کہ ہم انسان کیا ٹھہرے ہوا ٹھہرے

رہا روز جزا کے بعد کا غم تجکو محشر مین
کہ دنکو تو یہ ٹھہرے راتکو کیا جانے کیا ٹھہرے

۳۳۴ — قسم ہی اوسکی یہ مرضی نہین ای داور محشر
کہ مجرم داغ ٹھہرے اور دشمن بیخطا ٹھہرے — ۱۱

شوق دیدار و فکر سر بھی ہی
اب ادھر بھی ہی دل ادھر بھی ہی

تجکو عشاق پر نظر بھی ہی
مرتے جیتون کی کچھ خبر بھی ہی

قتل کر چارہ گر جو صحت ہو
سر اگر ہی تو درد سر بھی ہی

چشم شفاک اسطرف بھی نگاہ
دل کے پہلو ہی مین جگر بھی ہی

کیا کرون برق ہی جو تو ای آہ
تجھ مین کمبخت کچھ اثر بھی ہی

اوسکے انداز سن لیے قاصد
عشوہ گر ہی تو فتنہ گر بھی ہی

لکھکے خط پوچھتا پھرا گھر گھر
کوئی دنیا مین نامہ بر بھی ہی

کیسے گھبرا گئے وہ جو مین نے کہا
لٹ گیا دل مرا خبر بھی ہی

دولت وصل بیوصال کہان
نفع کے ساتھ ہی ضرر بھی ہی

دل ہمارا طریق الفت مین
راہزن بھی ہی راہبر بھی ہی

۳۳۵ — تو ہی ای داغ اور کوچۂ یار
خانہ آباد تیرا گھر بھی ہی — ۱۰

کون شبنم کے چھینٹون پہ عبث شاد رہے
کچھ کمی یان بھی نہین غمکدہ آباد رہے

طبع آزاد اگر ہو وقت آزاد کے ساتھ
ایک ہی پانون سے گلگشت مین شمشاد رہے

عکس رخسار سے بنجائے مصور تصویر
دیکھ لے تجھکو تو بہزاد نہ بہزاد رہے

اسکے پھندے مین پھنسے دیکھیے کیونکر بلبلین
جو نہ آزاد رکھے اور نہ آزاد رہے

کوئی پہلو تو رہے کہکے پلٹ جانے کا
آنکھ سے وہ نہ رہے لب سے جو ارشاد رہے

ہون وہ ناکام تمنا جو اثر ہاتھ بھی آسے
مجھسے دامن مین چھپا کر مری فریاد رہے

دوستے شہرت نہ تھی مجھسے طبیعت کی
جا بسو لے نہ کبھی ای دل ناشاد رہے

خلد مین بھی نہ لگا دل ترے دیوانون کا
یان رہے وان رہے ویرانے مین برباد رہے

رنج وہ رنج ہی جسمین نہ بتون کو بھولین
عیش وہ عیش ہی جسمین نہ خدا یاد رہے

٣٣ — ١٣

داغ آزاد منش وہ ہی کہ ای بندہ نواز
آپ کا بندہ رہے اور پھر آزاد رہے

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے
نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

کی گھڑی ہی چمن سے تو ای ستم ایجاد رہے
تیر سے سینہ مین جو میرا دل ناشاد رہے

وعدۂ حشر پہ کیا صبر ہو تم کہدو گے
ایسے ہنگامہ مین کیا یاد رہے

کوئی مشتاق شہادت نہ کہین سر ہو جائے
بس بہت حق مین مرے اک شخص کے جلاد رہے

کھو دیا عیش قفس اپنی وفاداری نے
لطف صیاد سے ہم رات دن آزاد رہے

دیکھ لے سیر حرم حضرت زاہد رخصت
آپ کا کعبہ مرا بتکدہ آباد رہے

یہ رہا عرش تو ای حوصلۂ دل دیکھا
مین کہتا تھا کہ سینہ ہی مین فریاد رہے

خاک آیا جو مرے منھ کو کلیجا آیا
کوئی دن کاش یہ مہر لب فریاد رہے

باہم اک وعدۂ فردا یہ نوشتہ ہو جائے
کہ مری سہو کی عادت ہی مجھے یاد رہے

اس دل تنگ میں کس کس کو جگہ دوں یارب	غم رہے دم رہے فریاد رہے یاد رہے
دل غم عشق سے دن رات گھلا جاتا ہی	کہیں محروم نہ ظالم تری بیداد رہے
تنگ آیا تو مرے منھ سے شکایت نکلی	لب پر آئی ہوئی کیونکر ستم ایجاد رہے

۲۳۵ — ۱۱
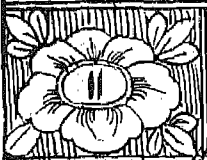
تم نے اے داغ محبت سے کیا ہی انکار
یہ سخن یاد رہے یاد رہے یاد رہے

منا لیتے ہیں ہر مظلوم کو وہ عذر خواہی سے	گنہگاروں کو نفرت ہو گئی ہی بیگناہی سے
جفا کے بعد وہ اچھے ڈرے قہر الٰہی سے	مجھے کہتے ہیں جلدی توبہ کیجئے داد خواہی سے
نہ اٹھیں کچھ قاتل سے لاشیں ناتوانوں کی	فلک تنکے ہی چنوائے نسیم صبحگاہی سے
شہادت دشمنوں کی شاق ہی شوق شہادت کو	مرا محضر بنائیں دوست اپنے ہی گواہی سے
سیہ کاری سے میری کاتب اعمال حیران ہی	کہ اسکا نامۂ اعمال لکھیں کس سیاہی سے
نہ دھو آب وضو سے داغ پیشانی کو اے زاہد	ارے ناداں یہ دھبا مٹے گا روسیاہی سے
گران بار محبت دفن ہیں زیر زمیں اکثر	الٰہی کس طرح یہ بوجھ اٹھا پشت ماہی سے
سراسیمہ پریشاں مضطرب آشفتہ و حیران	مرا قاصد تو آیا لیکن آیا کس تباہی سے
شہ درویش مجھ نے لطف پایا دین و دنیا کا	یہ دولت لی گدائی سے وہ دولت بادشاہی سے
بنی ہی سرمۂ چشم ملائک دیکھنا رتبہ	اڑی ہی گرد راہ عشق میں جو پاے راہی سے

۲۳۶ — ۸

مبارک دوستوں کو اب تمھیں ہم عشرتیں ہیں
جناب داغ اچھے ہو گئے فضل الٰہی سے
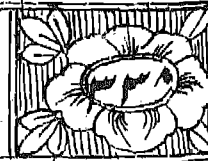
ترے وعدے کو بت حیلہ جو نہ قرار ہی نہ قیام ہی
کبھی شام ہی کبھی صبح ہی کبھی صبح ہی کبھی شام ہی

مرا ذکر اون سے جو آ گیا کہ جہان مین ایک ہی باوفا
تو کہا کہ مین نہین جانتا مرا دور ہی سے سلام ہی
رہین کوئی دم جو لڑائیان یونہین اون نگاہون سے درمیان
تو ہمارے دل کا بھی مہربان کوئی پل مین قصہ تمام ہی
کبھی دیکھ تو سر رہگذر کہ تڑپتے کتنے ہین خاک پر
نہ چل ایسی چال تو فتنہ گر کوئی یہ بھی طرز خرام ہی
اوسے آج دیکھ کے جلوہ گر مجھے آئی قدرت حق نظر
کہ یہ شمس ہی کہ یہ ہی قمر کہ وہ حور وش لب بام ہی
وہ ستم سے ہاتھ اوٹھائے کیون وہ کسی کا دل نہ دکھائے کیون
کوئی آسمین مرہی نہ جائے کیون اوسے اپنے کام سے کام ہی
ہوئے مین مین کہ نہین خبر وہ کدھر ہین اور مین ہم کدھر
نہ ہی نامہ بر نہ پیامبر نہ سلام ہی نہ پیام ہی
دل دردمین کا جسکو نہ پاس ہو یہی نامرادہی دیکھلو
جسے داغ کہتے ہین ای بتو وہ اسی روسیاہ کا نام ہی

۳۳۹

خوب اب دیکھ لیے طور تمھارے ہمنے
ہے برہم ہی تری زلف پریشان کیطرح
جان و دل آپ پہ واللہ نہین ہیکو عزیز
پاس غیرون کو بٹھا کر یہ دکھایا تمنے
چوٹ کیا کیا نہ لگی دلپہ ہمارے لیکن

دن مصیبت کے گذارے ہوگذارے ہمنے
کام بگڑے ہوے ہر چند سنوارے ہمنے
جان و دل آپکے صدقے مین اوتارے ہمنے
سر پہ دیکھے تھے چلتے ہوے آرے ہمنے
درد پر درد محبت کے سہارے ہمنے

تنگی گوشۂ زندان سے جو ہم خوگر تھے
گو رہین بھی نہ کبھی پاؤن پسارے ہمنے

پھر تو پایا ہی محبت کی مصیبت مین مزا
عیش و آرام کیے ترک جو سارے ہمنے

۴۸

مطلب اے داغ نہین دیر و حرم سے ہمکو
بستر اپنا تو کیا سب سے کنارے ہمنے

۲۴

بھلا ہو پیر مغان کا ادھر نگاہ ملے
فقیر ہین کوئی چلو خدا کی راہ ملے

کہان سے رات کو ہمسے ذرا نگاہ ملے
تلاش مین ہو کہ جھوٹا کوئی گواہ ملے

قریب میکدہ مجکو جو خانقاہ ملے
گلے ثواب سے کیا کیا مرا گناہ ملے

وہ روز حشر ہی دینا نہین کہ داد ملے
کہان چھپو گے جو دو چار دادخواہ ملے

مری خرابی مین آکر وہ چوکڑی بھولے
کہ پھر نہ خانہ خرابی کو گھر کی راہ ملے

ترا دل آئے کسی پر تو عرش ہلجائے
اثر تلاش مین ہی اسطرح کی آہ ملے

تمہارے کوچے مین ہر روز وہ قیامت ہے
کہ سایہ ڈھونڈھ رہا ہے کہین پناہ ملے

ترا غرور سمایا ہے اسقدر دل مین
نگاہ بھی نہ ملاؤن جو بادشاہ ملے

سر برہنہ مجنون پہ آشیان ہے تاج
نہ رکھے سر پہ جو فغفور کی کلاہ ملے

فلک کیطرح جفائین نہ سیکھیے ہر روز
اسیکی قدر ہے نعمت جو گاہ گاہ ملے

تمہارے حسن سے کیا رتبہ ماہ کنعان کو
وہی تو چاند جسے ڈوبنے کو چاہ ملے

سب اہل حشر جب اپنے کیے کو پائینگے
بڑا مزہ ہو جو سبکو مرا گناہ ملے

کرون مین عرض اگر جانکی امان پاؤن
کہون پتے کی اگر قہر سے پناہ ملے

یہ ہی مزے کی لڑائی یہ ہی مزے کا ملاپ
کہ تجھسے آنکھ لڑی اور پھر نگاہ ملے

ہوا ہے دود جگر سے یہ گھر مرا تاریک
کہ موت ڈھونڈھتی پھرتی ہے کوئی راہ ملے

خدا اسکو صبر تری تاثیر کا دیتا یا رب
جلا دیا ہی مجھے خاک مین یہ آہ سے ملے

بلا سے وعدۂ الفت نہ پیش کرتے ہم
ملے ہوئے ہین جو دشمن سے وہ گواہ سے ملے

ٹھہر نہ آہ مری جان لے کے چلتی ہو
سفر کرے جو مسافر کو زاد راہ سے ملے

مثل سنی ہی کہ ملتے سے کوئی ملتا ہی
ملو تو آنکھ ملے دل سے ملے نگاہ سے ملے

قمر کو جامۂ شب تو بصر کو پردۂ چشم
کئی لباس ترے نور کو سیاہ سے ملے

اثر کہان سے ملے جب یہ پھوٹ ہو باہم
الگ الگ رہے دونون حرف آہ سے ملے

لگا کے پانون مین اوسکے اوڑاؤن قاصد کو
اگر مجھے ترے توسن کی گرد راہ سے ملے

اس انقلاب مین ڈھونڈھون جو مشک اور کافور
تو یہ سفید سے ملے اور وہ سیاہ سے ملے

تو یہ بخشش عصیان اوسے سنا دینا
جو شرمسار کہین داغ روسیاہ سے ملے
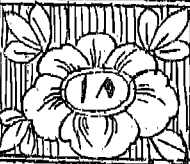
ہی پریشانی دل حسن بھی کچھ غم مین رہے
زلف برہم کی ادا خاطر برہم مین رہے

رشک نے آگ لگا دی تپش غم مین رہے
بزم دشمن مین رہے ہم کہ جہنم مین رہے

چھین لین حشر کے دن تم سے نہ حورین مجھکو
اونکو حسرت ہی کہ یہ ہمکو ملے ہم مین رہے

مرگ دشمن کی دعا مانگ کے پچھتایا ہون
کہین ایسا نہ ہو وہ غیر کے ماتم مین رہے

عاشق و شیفتہ و والہ و شیدا وہ ہی
رات دن لاکھ خوشی سے جو ترے غم مین رہے

وا عذار ان کرون کیا یہ بہت مشکل ہی
آدمی بن کے کوئی جنت آدم مین رہے

غیر کا غم اوسے اشکون نین ڈبوئے رکھے
جو نہ اک سے گھڑی بھر کبھی شبنم مین رہے

عقدۂ بند قبا کھولدے ظالم شب وصل
یہ گرہ کاش ترے گیسوے پرخم مین رہے

وعدۂ وصل پہ سر اک کو لگائے رکھے
کہ زمانہ اسی ٹھٹکے مین اسی دم مین رہے

نور کیواسطے پریان تہ چھٹین گی زاہد — اوسکی امید کہ جو دوسرے عالم مین رہے

جمع ہو تیرگی داغ جگر ہی چھٹ کر — کچھ سیاہی تو مرے دیدۂ پرنم مین رہے

نغمۂ عیش سے یاد آ گئے نالے ہمکو — بزم شادی مین رہے تو بھی تو ماتم مین رہے

گردش چشم بلا شوخی رفتار غضب — ایسے چلتے ہوئے فتنے اسی عالم مین رہے

تیری اوتری ہوئی مہندی جو اوس ہاتھ لگی — ید بیضا کا نشان پنجۂ مریم مین رہے

مجھسے مینوش کو بلوا دیے میرا ذمہ — بوند پانی کی اگر کوثر و زمزم مین رہے

ترے چھینٹون سے فلک تازہ رہا کئے پھول — آگ لگجائے گل داغ جو شبنم مین رہے

دلمین مہمان دل آزار بہت سے ہین — کوئی ایسا نہین جو دل کیطرح ہم مین رہے

۱۴۳ — ۲۱

مجرم عشق کو کیا حکم ہوا ای داور حشر
داغ جنت مین رہے یا کہ جہنم مین رہے

ہر بات ہی شوخ فتنہ گر کی — شوخی سے مزاج مین نظر کی

تاثیر ہوئی ہی کس نظر کی — وہ آنکھ نہین ہی نامہ بر کی

بیچین ہی جان ہر بشر کی — چٹکی ہی غضب تری نظر کی

آتا نہ شب وصال ای مرگ — مہمان ہی عمر رات بھر کی

مقبول نہ ہو دعاے عاشق — ہر دم ہی یہی دعا اثر کی

رویا ہی مجھی کو خواب مین بھی — جب آنکھ لگی ہی نوحہ گر کی

خاطر سے ترے عدو کے خاطر — گو اپنے خلاف تھی مگر کی

زانو پہ ترے رہا تھا جب سے — لیتا ہون بلائین اپنے سر کی

کیون آئی صبا تری گلی مین — پھرنے والی ہزار گھر کی

کچھ کہتی ہی اپنی بدگمانی
سن لی ہی او نھون نے نامہ بر کی
سب اوسکی نظر کو دیکھتے ہین
تعریف کرین مرے جگر کی
امید سزا مین رات دن مین
گنتا ہون خطائین عمر بھر کی
اب میری عوض اوسے سنبھالو
ملتی نہین نبض چارہ گر کی
رہتی ہی برنگ شمع مردہ
وہ آہ کہ جان تھی اثر کی
کیا بات ہی خیر ہو الٰہی
رکتی ہی زبان نامہ بر کی
تلوار مجھی کو ہی مری آہ
وہ بھی ظالم ترے کمر کی
کچھ صبر کیے سے بن نہ آیا
یون بھی تو بہت دنون بسر کی
کیون رحم نہ آئے بیکسی پر
جب مجھسے گئی رہی کدھر کی
ای شمع ہمارا ساتھ دینا
تکلیف ہی اور دو پہر کی
انسان و ملک مین سب دعا گو
پھر بھی تو کہین نہین اثر کی

ای داغ وہ لطف کیا کرین گے
احسان کیا جفا اگر کی

۳۴۳

شوق مین ایک فتنۂ قامت کے
ہم گلے ملگئے قیامت کے
دلمین مضمون یاس و حسرت کے
بن گئے نقش لوح تربت کے
کبھی احسان ہی جو اوٹھے ہون
دوست تیرے قیامت کے
کسنے کوسا مجھے کہ بد دعا
ہاتھ اوٹھے ہوئے ہین خلقت کے
بتکدہ لوٹ کر نہ کعبہ
کار خانے ہین اوسکی قدرت کے
کچھ عدو کو تو کچھ فلک کو ملے
حصے ہو جائین میری قسمت کے

یاد رہجاے گی جفا تیری
دن گذر جائین گے مصیبت کے

اوسنے پوچھا مزاج کیسا ہی
رنگ اب دیکھنا طبیعت کے

اک ترے دل پہ اختیار نہین
سب ہین قبضے مین دست قدرت کے

رشک ہی دیکھیے ستم تیرے
بعد میرے ہون کسکی قسمت کے

وہ نزاکت سے تھم گئے چل کر
لو قدم گر گئے قیامت کے

اونکو لطف عدم کہان جو غریب
ہو رہے بعد مرگ تربت کے

کان رکھکر اگر وہ سن لیتے
بوسے لیتا لب شکایت کے

ہم ترے جور سب اوٹھائین گے
اے ستمگر علاوہ فرقت کے

دل ترا چھین کر عدو کو دیا
ہتکھنڈے ہین یہ دست قدرت کے

آئینہ دیکھکر یہ پھر سے کہیے
دو نہین ہوتے ایک صورت کے

آئی تیشے سے یہ صدا پیہم
کوہکن کام ہین یہ فرصت کے

اپنے بدلے رقیب کو بھیجا
یہ نئے ڈھنگ ہین عیادت کے

۳۴۴

داغ سا دوسرا نہ دیکھو گے
گل ہزارون ہین ایک صورت کے

۱۸

وہ قیامت توڑتے ہین پوچھکر کیا حال ہی
پرسش دل بھی الٰہی پرسش اعمال ہی

بدنصیبی کو نکلنا اس سے اک اشکال ہی
میرے ماتھے کی لکیرین کس بلا کا جال ہی

راہ مین لیتا ہی تیرے تیر کو میرا جگر
پیشوائی نام اسکا ہی یہ استقبال ہی

جم گئی ہی آنکھ کی پتلی کسی مشتاق کی
مین یہ مانونگا کہ عارض پر تمھارے خال ہی

داغ عصیان جذب کر لیتا ہی اشک شرم کو
دامن تر ہی مرا منھ پر مرے رومال ہی

خون دل رگ رگ سے پانی کیطرح بہنے لگا
سرخ آنسو کیا پسینا تک ہمارا لال ہی

تجکو ای ناصح خبر کیا عشق کے انجام کی
کوئی کاہن ہی منجم ہی کہ تو رمال ہی

تنگ آئے ہین دل بیمار سے بیماردار
مجھسے بدتر پوچھنے والونکا میرے حال ہی

پس گئے ہین یون تو لاکھون گردش افلاک سے
جس پہ عاشق ہی قیامت ٹوٹ پڑا پامال ہی

ہین سراپا درد ہون اللہ ہی اس کا گواہ
شکل انگشت شہادت تن پہ ہر اک بال ہی

ایک مین سو مدعی اک تم ہزارون جان نثار
عشق کا یہ حال دیکھا حسن کا وہ حال ہی

حضرت ناصح چلے ہین نذر دینے جان اوسے
دل بغل مین اور خالی ہاتھ پر رومال ہی

نامہ بر اونکا تو وعدہ اور تیرا اعتبار
مکر ہی فقرہ ہی عیاری ہی دم ہی چال ہی

مین نے اون سے عرض کی آتا جنازہ ہے پر کر
پہلے تو بولے وہ اچھا پھر کہا اشکال ہی

وہ یہ سنتے ہی رہے اور لیگئے دل چھین کر
ہم یہ کہتے ہی رہے دیکھو پرایا مال ہی

بولتے ہو موت کے معنے پہ تم لفظ وصال
اور کبھی تو اک محل پر اسکا استعمال ہی

غیر تیرے فیض سے محسود عالم ہو گیا
جسنے دیکھا بول اوٹھا کیا اقبال ہی

۳۴۵ — ۱۷
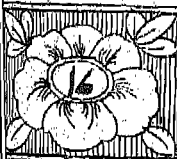
فرض ہی کیا یہ کہ مرنے پہ ہوتا ہو عذاب
بلکہ ہستی سے عدم مین داغ تو خوشحال ہی
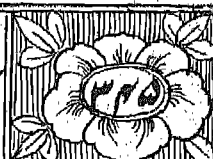
کیا تھا جرم وفا لذت سزا کے لیئے
ستم کے لطف اوٹھائے مزے جفا کے لیے

خدا کرے نہ کسی کا امیدوار وصال
دعائین مانگتے ہین ترک مدعا کے لیے

جو یہ لباس ہو تجھسا ہی جامہ زیب بھی ہو
بنا نہ دامن محشر تری قبا کے لیے

مری خبر کو وہ آئین تو جلد آئین کہین
فرشتے کہتے ہین کیا حکم ہی قضا کے لیے

بڑا مزہ ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ
وہ منتون سے کہین چپ رہو خدا کے لیے

غرض جہان سے کیا ای فلک مرے ہوتے
اثر تو لوٹ لیا بات سے نے تیری
زبان جلائی کیے قطع ہاتھ پوچھون سے
مرے مزار کو تو دو کیا ہی تیورون سے
رقیب سے بھی تو بردون مین بات کرتے ہین
شریر آنکھ نگہ بیقرار چتون شوخ
صفت کا رتبہ یہان ذات سے سوا دیکھا
ملے تو حشر مین لیلون زبان ناصح کی
کسی زمانے مین گستاخ ہم بھی تھے ایتو
نہین ضرور کہ اوسکی کوئی خطا ہی کرے
نیا ستم ہی ستمگر نے قتل پر میرے

غریب خانہ ہی موجود ہر بلا کے لیے
رہا نہ کچھ بھی مری عرض مدعا کے لیے
یہ بندوبست ہوے ہین مری دعا کے لیے
بہانہ یہ ہی کہ روزن کیے ہوا کے لیے
یہ مکر ہی اونھین افزایش جفا کے لیے
تم اپنی شکل تو پیدا کرو حیا کے لیے
دعا ہی تجھسے زیادہ تری وفا کے لیے
عجیب چیز ہی یہ طول مدعا کے لیے
زبان ہی بہر ستایش ول التجا کے لیے
بہانہ چاہیے کیا ظلم نار وا کے لیے
کیا ہی جمع رقیبون کو مرحبا کے لیے
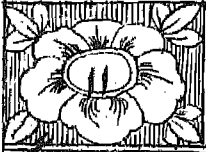
۱۱ ترے کہے سے ہم ای داغ چھوڑ دین گے عشق ۱۴۳
خدا کے واسطے دیتا ہی کیون خدا کے لیے

گر ایک بھی ہزار مین وہ مان جائینگے
سمجھے گا قتل ہمکو تو قربان جائینگے
مجنون کا حال سنکے پریشان ہو گئے
کافر ہو گر رقیب تو وہ حور وش چھٹے
روز جزا کا خوف دلایا تو یہ کہا
پروا نہین وہ غیر کے گھر جائین غم یہ ہی

ہم ای پیامبر ترے قربان جائینگے
پر سر کے ساتھ آپکے احسان جائینگے
میری اگر سنو گے تو اوسان جائینگے
جنت مین تو تمام مسلمان جائینگے
ان دھمکیون کو آپ کی ہم مان جائینگے
ہمراہ اوسکے سب مرے ارمان جائینگے

ہر چند آج کل سے زیادہ ہی سادگی
تیور یہ کہہ رہے ہین کہ مہمان جائین گے

جائین لباس غیر مین ہم بن کے دادخواہ
پر کیا کرین وہ حشر مین پہچان جائین گے

تنہا وہ کیا خیال مین میرے نہ آئین گے
دیکھون کہانتک اونکے نگہبان جائین گے

مین لاکھ پہلوون سے کرون عرض مدعا
پہچاننے کی بات وہ پہچان جائین گے

ای داغ ابتداے محبت مین کیا گلہ
وہ جانتے نہین ہین تمھین جان جائین گے

٣٤٧ — ٢١

پوچھتا جا مرے مرقد پہ گذرنیوالے
کیا گذرتی ہی تری جان پہ مرنیوالے

مرحبا ای دل ودین لیکے مکرنیوالے
ہاتھ کانون پہ مرے نام سے دھرنیوالے

منزل عیش نہین ہی یہ سراے فانی
رات کی رات ٹھہر جائین ٹھہرنیوالے

کثرت داغ محبت سے کھلا ہی گلزار
سیر کرتے ہین مرے دلمین گذرنیوالے

داغ دل داغ جگر نقش جفا نقش وفا
نہ مٹائے سے مٹین گے یہ ابھرنیوالے

ناتوان وہ ہون کہ نقش مین بھرتے ہین لہو
رنگ ہر پیکر تصویر مین بھرنیوالے

غنچۂ گل مین دھرا کیا ہی بتا ای بلبل
جمع ہین چند ورق وہ بھی بکھرنیوالے

رند میخوار ہی پیتے ہین پلاکر ورنہ
اپنی دوزخ کو بھرا کرتے ہین بھرنیوالے

یہی اقرار یہی قول یہی وعدہ تھا
او دغاباز فسون ساز مکرنیوالے

مدفن اہل وفا پر یہ دعا کی اوسنے
حشر کے دن بھی نہ پیدا ہون یہ مرنیوالے

آہ و افغان سے گئے صبر وتحمل پہلے
چلنے والون سے بھی آگے ہین ٹھہرنیوالے

چارہ گر لاکھ کا منہ خاک سے بھرنا ہی محال
مشک زخمون مین مرے بھرتے ہین بھرنیوالے

کھولتا کوئی تو چہرے سے ترے دلکی گرہ
ہمنے دیکھے ہی نہین گانٹھ کترنیوالے

بدگمان ہون نظر آئی نہو وہ زلف سیاہ
وہم مین ڈالتے ہین خواب مین ڈرنیوالے

آپ محشر مین نہین قول کے سچے کیا خوب
اونگلیان اوٹھین گی وہ آئے مکرنیوالے

نہ ملی روز قیامت بھی حیات جاوید
ہمنے دیکھے بہت اوس شوخ پہ نیوالے

گالیان غیر کو دیتا ہون سنو تم خاموش
مین بھی دیکھون تو بڑی بات اکرنیوالے

عمر بھر عالم ہستی مین جو معدوم رہے
حضرت خضر سے دیکھے نہین مرنیوالے

دختر رز ہی بہت تیز مزاج ای زاہد
تیرا کیا منہ ہی اسے بھرتے ہین بھرنیوالے
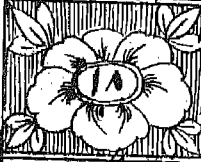
عمر بھر حسن خدا داد رہا کرتا ہی
دو گھڑی بعد بگڑتے ہین سنورنیوالے

داغ کہتے ہین جنھین دیکھیے وہ بیٹھے ہین
آپ کی جان سے دور آپ پہ مرنیوالے

۴۸۳ — ۱۸

دیکھتا جا ادھر اودھر سے ڈرنیوالے
سیدھی نظرین کیے محشر مین گذرنیوالے

راہ دیکھینگے نہ دنیا سے گذرنیوالے
ہم تو جاتے ہین ٹھہر جائین ٹھہرنیوالے

قلزم عشق سے ای خضر ہمین خوف نہین
بیٹھ کر تہ مین ادھر تم ہین ادھر نیوالے

اس گذرگاہ سے پہنچین تو کہین منزل تک
جیسی گذری کی گذارینگے گذرنیوالے
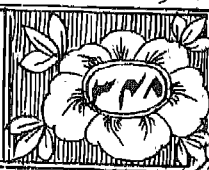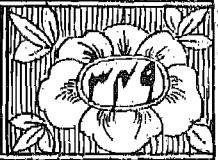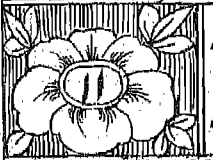
منہ نہ پھیرا جگر و دل نے صف مژگان سے
سچ تو یہ ہی وہ بھی بڑے اچھے ہین مرنیوالے

ہو کے لبریز نہ چھلکے گا مرا ساغر دل
میکدے سے ہون اگر لاکھ ہون بھرنیوالے

ایک تو حسن بلا اوسپہ بناوٹ آفت
گھر بگاڑینگے ہزارون کے سنورنیوالے

کیا جہان گذرا نہین بھی لگی ہی گذری
معل لیجاتے ہین غم یان سے گذرنیوالے

قتل ہونگے ترے ہاتھون سے خوشی اسکی ہی
آج اترائے ہوے پھرتے ہین مرنیوالے

تیرے گیسوے پریشان نکرین سودائی
سر نہ ہو جائین کسی کے یہ بکھرنیوالے

آہ کے ساتھ فلک سے یہ دعائین آئین — جل گئے سایۂ طوبیٰ مین ٹھہرنے والے

حشر مین لطف جب آوے کہ ہون دو دو باتین — وہ کہین کون ہو تم ہم کہین مرنے والے

کشتی نوح سے بھی کود پڑون طوفان مین — دین سہارا جو مجھے پار اوترنے والے

خوشنوائی نے رکھا ہمکو اسیر اے صیاد — ہمسے اچھے ہے صدقے مین اوترنے والے

کیا ترے کاکل شبگونکی بلائین لین گے — بوالہوس تیرگی بخت سے ڈرنے والے

ہی وہی قہر وہی جبر وہی کبر وغرور — بت خدا ہین مگر انصاف نکرنے والے

غسل میت کی شہیدونکو ترے کیا حاجت — بے نہائے بھی نکھرتے ہین نکھرنے والے

۳۴۹ حضرت داغ جہان بیٹھ گئے بیٹھ گئے
اور ہون گے تری محفل سے اوبھرنے والے ۱۱

دل دے تو اس مزاج کا پروردگار دے — جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گذار دے

کس طرح چین مجکو دل بیقرار دے — تم اختیار دو نہ خدا اختیار دے

اوترے جو تن سے سر تو نہ ہے سرفرازیان — ایسا نہو کہ وہ مجھے دلسے اوتار دے

دل اوس نگاہ ناز سے ہمنے لڑا دیا — آگے نصیب ہی جسے پروردگار دے

سنتے ہو داستان مری جانتے ہو جھوٹ — ہو بات کا مزہ تو خدا اعتبار دے

دل چاہتا ہی مفت ملے نقد داغ عشق — اس بدچلن کو کوئی نکوڑی اودھار دے

لیجاؤن جب بہشت مین اوس حوروش کو مین — پہلے فرشتہ دور سے پردہ پکار دے

جنت بغیر حور کے درکار ہی مجھے — دنیا مین دیکھ لون جو خدا استعار دے

فرقت مین آب ودانہ ہمین یون حرام ہی — جسطرح منھ کو قفل کوئی روزہ دار دے

جز بیکسی نہین ہی شب ہجر ہمنشین — کس سے کہون کہ کوئی اجل کو پکار دے

۳۵۰ — ۲۲

کیون ناز اوٹھاؤن داغ کسی پر جفا کے مین
مجکو اگر مزہ ستم روزگار دے

ترک غم مجھ سے نہین چاہتی غیرت میری
غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری

دل یہ کہتا ہی بنے گی یہین تربت میری
اک زمین ہی مرے سینے مین کدورت میری

مر گیا مین تو نہ جانون کہ بلا سے چھوٹے
بندہ پرور یہ محبت ہی محبت میری

دل ہی شی ہی کہ غبارے سے مین کہتا ہون
تمھین بیٹھ نکالو کوئی صورت میری

مین یہ کہتا تھا کہ لے لیجیے دل کھلتا ہی
دیکھیے آپ کی غفلت ہی کہ غفلت میری

دھوم ہی زیر زمین کشتۂ ناز آیا ہی
ہو گئی عید شہیدون کو زیارت میری

اپنے سایے سے یہ کہتا ہون کہ تو ہی مونس ہول
کچھ تو بہلے غم ہجران مین طبیعت میری

سر سے پہلے وہ زبان کاٹ لیا کرتے ہین
کہ خدا سے نکرے کوئی شکایت میری

کیا کہون گا اگر اوس بت نے کہا محشر مین
داور حشر ترے ہاتھ ہی عزت میری

خوب تقدیر کی خوبی نے کیا ہی برباد
جا بجا مجکو لیے پھرتی ہی شہرت میری

جب تمھی چال کا انداز صبا مین دیکھا
پس گئی خاک مری مٹ گئی تربت میری

ناتوان دیکھکر افسوس نہ آیا مجھ پر
وہ خفا ہین کہ اوڑائی ہی نزاکت میری

شوق کہتا ہی ابھی عرض تمنا کیجے
دل یہ کہتا ہی کہ پڑتی نہین ہمت میری

حشر مین تجھسا جفا کار خدا سا منصف
دل سا انصاف طلب اور شہادت میری

کیا جدائی کا اثر ہی کہ شب تنہائی
میری تصویر سے ملتی نہین صورت میری

جب کوئی فتنہ زمانے مین نیا اوٹھتا ہی
وہ اشارے سے بتا دیتے ہین تربت میری

اوسکے کوچے سے جنازہ نہ اوٹھائین احباب
مین نہ نکلون نکلا نہ نکلنے کی جو حسرت میری

شوق کی چھیڑ نہ وہ آج تمنا کی خلش — بھر گئی کیا دل اغیار مین حسرت میری

بخشنے جائین گے سیہ کار بہت روز جزا — کہین جنت مین نہ پہنچے شب فرقت میری

جسطرح تو مری آغوش سے نکلا اے شوخ — یون ہی ہاتھون سے نکلتی ہے طبیعت میری

قرض ملجائے گی وہ قیمے رمضان مین مجکو — حضرت شیخ جو کرلین گے ضمانت میری

کہین دنیا مین نہین اسکا ٹھکانا اے داغ
چھوڑ کر مجکو کہان جائے مصیبت میری

۲۵ — ۲۱

رحم آیا جو اوسے دیکھکے حالت میری — غم یہ کہتا ہے کہ اب دیکھیے فرحت میری
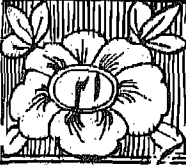
دوست کیون عشق مین کرتے ہین شکایت میری — مجھپہ کیا زور کسی کا ہے طبیعت میری

کون جانے گا ترا چاہنے والا مجکو — حشر کے روز بدل جائیگی صورت میری

بیچیا ہوتے ہین مہمان کہین ایسے بھی — کہ نکالے سے نکلتی نہین حسرت میری

کیا فلک ٹوٹ پڑا بعد فنا بھی مجھپر — بیٹھی جاتی ہے دبی جاتی ہے تربت میری

عمر بھر آئینہ اس غم مین رہا چشم پر آب — کہ نہ سکتے مین دکھادی اسے صورت میری

آو مسیحا انہین گر غیر کی الفت ہے تمھین — چھپ کے کیون سیکھتے ہو طرز محبت میری

جور وہ جور تغافل وہ تغافل اونکا — دل یہ دل اور طبیعت یہ طبیعت میری

مجکو وہ خامہ و قرطاس جو کچھ لکھ جاؤن — لکھ چکے کاتب اعمال حقیقت میری

صبح سے آج وہ تیور ہی نہین ہین اونکے — آئینہ دیکھکے دیکھی ہے جو صورت میری

پھر لیے تیر و کمان کوئی چلا آتا ہے — خود تجھے یا کہ چھپائے مجھے تربت میری

یون تو برسون نہ پلاؤن نہ پیون اے زاہد — توبہ کرتے ہی بدل جاتی ہے نیت میری

دور بیٹھا ہون چھپائے ہوئے پول خاموش — مجلس وعظ مین دیکھے کوئی خلوت میری

تم نہین غیر سہی غیر نہین چرخ سہی
اک نہ اک فتنہ لگا رکھتی ہی قسمت میری

بن گئی جی پہ کچھ ایسی کہ الٰہی توبہ
سانس لینے سے بگڑتی ہی طبیعت میری

پیر گردون ہی مگر پیر مغان ای ساقی
نہ سفارش تری مقبول نہ منت میری

وہ دبے پانون چلین حشر کے ڈر سے توبہ
فلک ہی چال اوڑا لے نہ قیامت میری

تا دم مرگ محبت مین دعائین دون گا
واہ کیا شی ہی سلامت رہے قسمت میری

کون سا لب ہی کہ جس پر نہین شکوہ تیرا
کون سا دل ہی کہ جسمین نہین حسرت میری

اپنی تصویر پہ نازان ہو تمھارا کیا ہی
آنکھ نرگس کی دہن غنچے کا حیرت میری

٣٥٢

موت آئی ہوئی ٹلجائے یہ آئی نہ رکے
الامان داغ قیامت ہی طبیعت میری

١٣

اب بقا نے گرچہ بہت روک تھام کی
پیری چلی نہ حضر علیہ السلام کی

ساقی نہ رسم ترک ہو شرب مدام کی
پہلے چھڑک زمین پہ قاضی کے نام کی

کیا جانے خط مین کیا ہی کہ قاصد کا ہی چال
پوچھی جو صبح کی تو کہی اوسنے شام کی

جس خط پہ یہ لگائی اوسی کا ملا جواب
اک مہر میرے پاس ہی دشمن کے نام کی

اللہ رے غرور کہ آئینہ دیکھکر
اپنے بھی عکس سے ہی شکایت سلام کی

ہو گرچہ بادشاہ رقیب سیاہ رو
خالق مگر بنائے نہ صورت غلام کی

صبح شب وصال نہ جانے دیا اونھین
فرصت نہ آسمان کو ملی انتقام کی

افسانۂ فراق مین گذری شب وصال
جب صبح ہو گئی تو کہانی تمام کی

رکھنا الگ بچا کے رقیبون سے ای فلک
آزار میرے حق کا جفا میرے نام کی

تیری ہی یاد ہی انھین تیرا ہی ذکر ہی
دل اپنے کام کا نہ زبان اپنے کام کی

یہ چھیڑ دیکھنا کہ دم شکوۂ فراق / تائید ہو رہی ہی ہمارے کلام کی

۲۵۳ — ۱۱

اے داغ قتل ہو کے ملا رتبۂ شہید / ہوتی ہی اب نیاز وہان میرے نام کی

ہر ایک بے نمود کی اوس سے نمود ہی / موجود ہی وہی جو عدیم الوجود ہی

کیا قبر ناتوان کی ترے بے نمود ہی / افسوس فاتحہ ہی نہ جسکی درود ہی

اوس شعلہ رو کے رخ پہ جو خط کی نمود ہی / کیا آتش خلیل کا یارب یہ دود ہی

پوشیدہ اوسکا حسن ہی اکب نقاب سے / پردے مین بھی ہزار طرح کی نمود ہی

روز نخست لین مری آہون نے چٹکیان / رنگ اسلیے فلک کا ازل سے کبود ہی

کیا دل دیا اگر نہ دیا جوہر قبول / ایسے بھی ہین کہ جنکو زیان ہی نہ سود ہی

گو ناخن ہلال بڑھاتا رہے فلک / مشکل کسی کی عقدۂ دل کی کشود ہی

اس ہاتھ نے لٹائے ہین کس کس طرح گہر / مژگان چشم تر بھی عجب دست جود ہی

توبہ کا در کھلا ہی نہ کر چھپ کے میکشی / اے شیخ یہ طریقۂ شرب الیہود ہی

دھوکا نہ دو کہ پہلے عداوت تھی اب نہین / ایسے محل مین ہوتے ہین معنی بود ہی

۲۵۴ — ۱۵

وہ سر ہی سرفراز جو اے داغ تا بہ زیست / درگاہ بے نیاز مین صرف سجود ہی

بعد میرے کیون نوید وصل یار آنے کو تھی / وہ چمن ہی مشکیا جسمین بہار آنے کو تھی

موت میرے پاس روز انتظار آنے کو تھی / آگئی تقدیر سے جو بیقرار آنے کو تھی

میرے مرنے کی خبر سنکر کیا مشکل سے ضبط / اونکے ہونٹھون پر ہنسی بے اختیار آنے کو تھی

کنج مرقد مین کرون کیا اب تڑپنے کا علاج / ایکبار آئی اجل بھی ایک بار آنے کو تھی

سنکے آمد آمد اونکی قبر مین یہ حال تھا
عمر رفتہ پھر مری زیر مزار آنے کو تھی

کوہکن کے پاس جاتا ہو نہ مجنون کا غبار
ایک آندھی آج سوے کوہسار آنے کو تھی

آسمان پھرتا رہا ہی مضطرب عید کی رات
کونسی مجھ تک خوشی پروردگار آنے کو تھی

صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا
میری قابو مین طبیعت ایکبار آنے کو تھی

لوگ سمجھانے لگے یہ دن نہین تکرار کا
گفتگو اون سے مری روز شمار آنے کو تھی

صبر و تسکین و تحمل یہ تو سب جانے کو تھے
یاد تیری دلمین اے غفلت شعار آنے کو تھی

نالہ کرنا تو قیامت تھا کہ پہلی آہ مین
آسمان پر سے فرشتونکی پکار آنے کو تھی

غیر کا مذکور کرتے بیٹھے وہ کچھ یاد آگیا
وصل مین لذت دم بوس و کنار آنے کو تھی

فتنۂ محشر نے آکر حشر برپا کر دیا
نیند آنکھون مین مری زیر مزار آنے کو تھی

ہاے زاہد چل دیا تو بزم مے سے تشنہ کام
تیری دعوت کو شراب خوشگوار آنے کو تھی

۲۵۵

ہے گران جنس وفا ہی داغ کیا ہر ایک شے
اب وہ کوڑی کو بھی نہین ملتی جو چار آنے کو تھی

۲۵۶
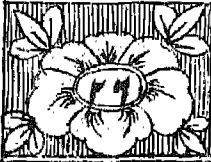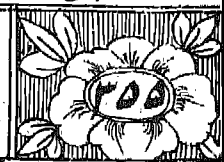
وہ آئے خندہ پیشانی کہین سے
تبسم ہے عیان چین جبین سے

ملے کیا کوئی اوس پردہ نشین سے
چھپاے منھ جو صورت آفرین سے

شفا ہو عیسی گردون نشین سے
ہماری بندگی پوچھے یہین سے

کسی کا رشک حورون کو الٰہی
نکلوا دے نہ فردوس برین سے

شب وعدہ مدد کر اے نزاکت
قسم ٹوٹے نہ میری نازنین سے

اوسے افسانۂ غم ڈرتے ڈرتے
سنایا کچھ کہین سے کچھ کہین سے

وہ آئے کیون کہ طرز بے وفائی
اوڑا کر لیگئے جان حزین سے

مرے لاشے پر اوس نے مسکرا کر — ملین آنکھین عدو کی آستین سے
نگاہ گرم کو جب برق جانون — کہ ملجاے اس آہ آتشین سے
اثر تک دسترس کیونکر ہو یارب — دعا سے ہاتھ باندھے ہین یہین سے
اونھون نے دل لیا ہی مفت وہ بھی — بڑی حجت سے نفرت سے نہین سے
رہا اس مین ہمیشہ دست وحشت — گریبان کم نہین ہی آستین سے
بنایا تجھکو اور ایسا بنایا — کہے کیا کوئی صورت آفرین سے
فرشتے کیا لکھین اوسکی برائی — اوڑے ہین ہوش زلف عنبرین سے
تمھین پیدا اگر اللہ کی شان — جفا کی داد مین چاہون تمھین سے
تمھارے گھر مین ہی اوس کا ٹھکانا — گیا گذرا ہو جو دنیا و دین سے
گئے ہین اور یہ کہتے گئے ہین — بہل جاؤگے اپنے ہمنشین سے
قیامت کا تو وعدہ اوس پر انکار — کلیجا پک گیا تیری نہین سے
عدو کی بات آیت جانتے ہو — خدا محفوظ رکھے اس یقین سے
مری بربادیون کی مشورت کو — فلک چھپ چھپ کے ملتا ہی زمین سے
لگا دو تیر بھی انکار کے ساتھ — یہ چلے کا کام کیا خالی نہین سے
ڈھلا سارا بدن سانچے مین گویا — ذرا اوترا نہین ظالم کہین سے
پڑا ہون منھ لپیٹے میکدے مین — حجاب آتا ہی مجھکو اہل دین سے
یہ جان ناتوان لیجے وہ دیجے — بدلتی ہین نگاہ شرمگین سے
الٰہی وہ زمانہ پھر دکھاوے — کہ وہ واقف نہون کچھ مہر وکین سے
ٹپکتا ہی عرق بن بن کے آنسو — عیان ہی گریۂ قسمت جبین سے

شبِ وعدہ زبان تھک گئی ہی — کہان تک قصہ خوانی ہمنشین سے
نہین آتا تجھے گر ای تمنا — نکلنا سیکھلے جان حزین سے
ہمارے سامنے شکوہ عدو کا — ہماری گھات ای ظالم ہمین سے
بتاؤن نام ای دربان تجھے کیا — یہ کہدے کوئی آیا ہی کہین سے
مرا احمد ملے محشر مین مجھکو — کرون گا عرض رب العالمین سے

۳۵۶ — ۷
کبھی دیکھا ہی استاد داغ کو خوش — چلے آتے ہین یہ حضرت وہین سے

وہ جو بولین تو بات جاتی ہی — چپ ہون نہین تو رات جاتی ہی
ساتھ حورون کے ہی شہید ترا — کیا عدم کو برات جاتی ہی
می کے پینے سے کر تو لون توبہ — آرزوے نجات جاتی ہی
دل لگی کا مزہ جب آتا ہی — ہستیے بے ثبات جاتی ہی
نگہ یار غیر کی جانب — کوئی بے التفات جاتی ہی
خوب آتا ہی لطفِ آزادی — جب یہ قید حیات جاتی ہی

۳۵۷ — ۹
کیا کرون داغ وصل مین شکوہ — بات کہنے مین رات جاتی ہی

دل چرا کر نظر چرائی ہی — لٹ گئی لٹ گئی دہائی ہی
ایک دن ملکے پھر نہین ملتے — کس قیامت کی یہ جدائی ہی
ای اثر کرنہ انتظار دعا — مانگنا سخت بیحیائی ہی
مین یہان ہون وہان ہی دل میرا — نارسائی عجب رسائی ہی

اس طرح اہل ناز ناز کرین
بندگی ہی کہ یہ خدائی ہی

پانی پی پی کے توبہ کرتا ہون
پارسائی سے پارسائی ہی

وعدہ کرنے کا اختیار رہا
بات کرنے مین کیا برائی ہی

کب نکلتا ہی اب جگر سے تیر
یہ بھی کیا تیری آشنائی ہی

۲۵۸ — ۱۵

داغ اونسے دماغ کرتے ہین
نہین معلوم کیا سمائی ہی

دل کی کلی نہ مجھسے کبھی ای صبا کھلی
چمپا کھلی گلاب کھلا سوتیا کھلی

بیخود شب وصال عدو مین وہ مست ہی
اب مکر چاندنی جو کھلی بھی تو کیا کھلی

جام شراب ہاتھ سے ساقی نے رکھدیا
جب مینھ برس کے دھوپ چمن مین ذرا کھلی

ہم تو اسیر دام ہین صیاد ہمکو کیا
گلشن مین گر بہار بہت خوشنما کھلی

نالون سے شق ہوا نہ جگر پاسبان کا
دیوار قید خانہ مگر بار ہا کھلی

نرگس نے اوسکی آنکھ سے شرمائی باغ مین
اللہ ری ڈھٹائی کہ یہ بے حیا کھلی

مہتاب پر گمان ہوا آفتاب کا
رنگت جو تیری نشے مین ای مہ لقا کھلی

رونا نصیب مین ہو تو ہنستا ہو کسطرح
تو شکل گل نہ بلبل غمین نوا کھلی

بہر دعا وہ دست حنائی جو اوٹھ گئے
طرفہ شفق زمین پہ رنگ حنا کھلی

۲۵۹ — ۱۳

داغ شگفتہ دل کا ذرا دیکھنا اثر
مانند غنچہ قبر بھی بعد فنا کھلی

قبر مین گر مرے ارمان سمانے پائے
توبہ جانو نگا غریبون نے ٹھکانے پائے

دل بیتاب مرا وہ نہ بھلانے پائے
دوہی جھٹکے جو ذرا زلف دوتا نے پائے

پاسبان نے مرے دھوکے مین عدو کو روکا
حکم تھا اون کا وہ آئے نہ آنے پائے

ہاتھا پائی ہوئی میخانے مین زاہد سے کہین
ہمنے تسبیح کے بکھرے ہوئے دانے پائے

چھیڑ منظور نہو تجکو تو مژگان تیرے
دل بیتاب کو اونگلی نہ لگانے پائے

جل گیا کیا مری آتش قدمی سے جنگل
چار تنکے نہ کہین باد صبا نے پائے

ہمنے اپنا دلِ گم گشتہ نہ پایا کھوکر
ورنہ یان ڈھونڈھنے والون نے خزانے پائے

لاشِ بیہدہ اوسے کھینچلے ای جذبۂ دل
حیلہ جو پانون مین مہندی نہ لگانے پائے

یہ مرے واسطے تاکید ہی دربانون پر
کہ اسے مین بھی بلاؤن تو نہ آنے پائے

حور کیواسطے زاہد نے عبادت کی ہی
سیر تو جب ہی کہ جنت مین نہ جانے پائے

شوق سمجھائے گا کیا مرے چلے جانے سے
دل کی تدبیر کرو کچھ نہ یہ آنے پائے
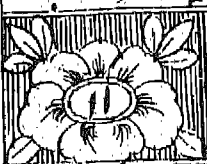
تیرے مہجور کے پہلو ہی مین پائے ہمنے
سرِ بستر کبھی تکیے نہ سرہانے پائے

۳۶۰ داغ کی لاش سرِ راہگذر ہی پامال
مرتبے خوب تمھارے شہدا نے پائے ۱۱

اونکے خیال مین جو ذرا ہم بہل گئے
کیا رشک ہی وہ اپنے تصور سے جل گئے
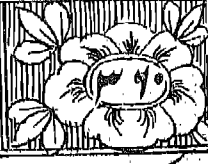
سب حسرتون کا یاس نے کھٹکا مٹا دیا
جتنے خلش تھی دلمین وہ کانٹے نکل گئے

سچ ہی پرائی آگ مین پڑتا نہین کوئی
ہمراہ کوہ طور کے موسی نہ جل گئے

ہم کیا کہین گذرتی ہی کس طرح زندگی
دو چار بار آئے تو دم بھر بہل گئے

اب تک وہی زمین ہی وہی آسمان ہی
دو چار دن مین وہ نہ سہی تم بدل گئے

تنہا وہ جب ہوے تو ہوے محو آئینہ
ناگاہ کوئی آ جو گیا جھٹ سنبھل گئے

کیا برف ہو گیا ہی دم سرد سے بدن
دیکھی جو نبض ہاتھ طبیبون کے گل گئے

ہزار حیف ہے تجھے یہی دل ہی میری جان | اب کیا ہوا کہ دشمنی ہی تم مچل گئے
اب کیا ہی گر کسی سے ملاتے نہین نظر | لاکھون ہماری آنکھ سے جلسے نکل گئے
مرنے کے ساتھ کوئی بھی مرتا نہین کبھی | فرقت مین رفتہ رفتہ سب احباب ٹل گئے

(۳۶۱) احباب ڈھونڈتے ہین پریشان ہین رفیق
کیا جانے آج داغ کدھر کو نکل گئے (۹)

عدم سے دیکھنے رنگ ظہور ہم آئے | بلا نہ جسکے لیے اتنی دور ہم آئے
مدینہ چھوڑ کے پھر رامپور ہم آئے | پھنسے بلا مین دل ناصبور ہم آئے
حیا ونکی آنکھ مین بھولے سے شرم آتی ہی | پکارتے ہین پتا نہ حضور ہم آئے
لکھا تھا خط اونھین مرتے ہین دیکھا و آکر | ملا جواب کہ اب تو ضرور ہم آئے
یہ بزم چھوڑ کے کیا جائین ہم جہنم مین | ترے بلا سے امیر شکار ہم آئے
گئے تھے پیر خرابات کی خرابی کو | وہان سے نشۂ صہبا مین چور ہم آئے
یہ خوف اہل وطن تھا کہ دشت غربت تک | وطن سے کھنچے ہوئے دور دور ہم آئے
ہزار بھیج چکے ایک نامہ بر نہ پھرا | گئے تھے لیکے یہ پیام اب حضور ہم آئے

(۳۶۲) ہزار شکر ہمین داغ حج نصیب ہوا
قصوروار گئے بے قصور ہم آئے (۹)

جسکے پہلو مین ہو تم اوسکا نصیب اچھا ہی | میری الفت مین تمسے بھی رقیب اچھا ہی
مرض عشق ہی آفت ہی وگرنہ ہمسے | کی دوا اوسکی سنا جسکو طبیب اچھا ہی
نیشِ ناوک کیطرح اوٹھے قیامت کیطرح | یہ ادب جسنے سکھایا وہ ادیب اچھا ہی
شہسواران رہ عشق کو پہونچا کب خضر | ہم غریبون مین یہ بیچارہ غریب اچھا ہی

اسکے معنے تو یہی ہین کہ ہنر مند نہین
کیون مجھے دیکھکے کہتے ہین نصیب اچھا ہی

آپ سنتے ہی نہین ہاے مرا افسانہ
سو طلسمون مین یہ حال عجیب اچھا ہی

ای دہن تیرے لیے حرف دعا ہی بہتر
ای زبان تیرے لیے ذکر حبیب اچھا ہی

شیخ کو تاک کے رندون سے کہا آپ ہین
مال یہ جبہ و دستار و جریب اچھا ہی
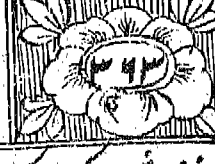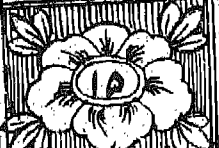
۳۶۳

جو مصاحب ہین وہ اس بزم کے ہین ای داغ
دور رہنا ہی برا اور قریب اچھا ہی

۱۵

جوش وحشت سے کرون کیا سخت مشکل گھر مین ہی
گور مین کافر کا مردہ ہی کہ یہ دل گھر مین ہی

آئینے مین عکس سے اپنے وہ لڑ جاتے مگر
بس نہین چلتا کہ خود باہر مقابل گھر مین ہی

تنگ ہو کر اوس نگاہ شوخ کو روکے گیا
اسکو آسانی سفر مین اور مشکل گھر مین ہی

جان و دل ہی نذر لیکر مجھسے وہ راضی تو ہون
پاس میرے کونسی شی اونکے قابل گھر مین ہی

ہر در و دیوار سے سر پھوڑنے کے واسطے
وہ بیابان مین نہین جو مجھکو حاصل گھر مین ہی

جامۂ صبر و تحمل چاک ہی مثل کتان
کل سے جو مہمان رشک ماہ کامل گھر مین ہی

مضطرب اس فکر مین پھرتا ہی جاؤن یا نہین
روز قاصد کو مرے کوسونکی منزل گھر مین ہی

بعد میرے قتل کے ہنگامہ برپا ہو گیا
باہر انبوہ خلائق اور قاتل گھر مین ہی

پیٹ پیچھے بادشہ کو بھی برا کہتے ہین لوگ
سامنے آکر کہو تقریر باطل گھر مین ہی

در پر آکر چلدئے تم سن لو جو ہی یہ سوال
گر لگائی دیر تو جانو یہ سائل گھر مین ہی

چھوڑ کر وہ جمع اغیار کیون آنے لگے
روز جلسے ہین نئے ہر روز محفل گھر مین ہی

رات کیا آئی ترے گھر سے صدا زنجیر کی
کیا کوئی دیوانہ پابند سلاسل گھر مین ہی

ذکر مجنون سنکے لیلی نے کیا ترک سفر
نجد کے جنگل مین ناقہ اور محمل گھر مین ہی

پھر نظارہ کیا تھا اوسکے دربانون نے ربط
در کے آگے پردۂ دیوار حائل گھر مین ہی

روز گرتے ہین در و دیوار سیل اشک سے
کیا مری خانہ خرابی ہے شامل گھر مین ہی

۳۶۴ — ۱۱

چھوٹتی ہی آدمی سے داغ کب حُبّ وطن
گو نہین ہون مین مگر ہر دم مرا دل گھر مین ہی

افسوس میری قدر نہین آسمان سے تجھے
تجھسا تجھے نصیب ہی مجھسا کہان سے تجھے

ظاہر کے لطف نے یہ بڑھایا ہی اعتبار
نامہربان بھی ہو تو کہین مہربان سے تجھے

عمر دوروزہ عیش دوروزہ نہین ہی تو
مین چھوڑتا ہون کوئی غم جاودان سے تجھے

بھڑکی ہوئی کہین سے نکالی ہوئی نہو
پاتا ہون آج اے شب غم مہربان سے تجھے

گو داد خواہ ہون نہین محشر کی آرزو
اسواسطے کہ ہو نہ کوئی غم وہان سے تجھے

تاثیر ہو جو عشق مین تڑپائے مثل برق
تیری فغان رقیب کو میری فغان سے تجھے

میری ہی وجہ خاص سے پایا ہی مرتبہ
یہ در کبھی نصیب نہو پاسبان سے تجھے

بہتر ہوا اس سے اے دل آزردہ اور کیا
رہ تو وہین قرار ہوا اے دل جہان سے تجھے

دلکو نکالکر مرے سینے سے دیکھ لے
مین خوب جانتا ہون ارے بدگمان تجھے

اے بے وفا نہ آئے دوبارہ کسیطرح
کسنے سکھائی چال یہ عمر روان تجھے

۳۶۵ — ۱۱

وحشت مین کوچہ گرد کہانتک رہے گا تو
اے داغ کھا نہ جائے گا تیرا مکان تجھے

دیکھ سکتے نہین اوس بزم مین ناکام مجھے
اپنے حصے کی پلاتے ہین مے آشام مجھے

رشک کس کو ہی نہ دو تہمت کا الزام مجھے
تم سے جب کام نہین غیر سے کیا کام مجھے

لوگ جانین گے قصور انکا نہین اسکا ہے
حشر مین آپ دیے جائیے دشنام مجھے

آج بگڑے ہوے تیور ہین خدا خیر کرے
کہتے ہو رات بھر آیا نہین آرام مجھے

ق
کسکے نالون نے جگایا ہی تمھین ساری رات
کون تھا اوس کا بتاؤ تو سہی نام مجھے

آسمان دشمن ارباب ہنر ہوتا ہی
شکر صد شکر کہ آتا نہین کچھ کام مجھے

سخت دشوار ہوئی راہ طلب اے تقدیر
دیکھ گرتا ہون ذرا روک لے تھام مجھے

کوئی صیاد ستمگر کا تغافل دیکھے
کہ پھڑکتے ہوے دیکھا نہ تہ دام مجھے

خود فراموش کیا یاد نے تیری ایسا
اوسکا احسان ہی بتائے جو مرا نام مجھے

پوچھتا ہون یہ نکیرین سے مین بعد فنا
یاد کرتا ہی کبھی وہ بت گلفام مجھے

۳۶۶

داغ یہ بات وہ سن لے تو غضب ٹوٹ پڑے
کہتے پھرتے ہو بلایا ہی سر شام مجھے

۹

تیرے کوچے مین جو ہم با دیدۂ تر بیٹھتے
جوش طوفان سے زمین مین سیکڑون گھر بیٹھتے

چارہ گر بھی ہمنشین بھی رات کو ناصح بھی تھا
ورنہ بیتابی سے ہم کیا جانے کیا کر بیٹھتے

ہاے بیتابی شب وعدہ ترے مہجور کی
اٹھ اوٹھتے ہمنے دیکھا اوسکو اکثر بیٹھتے

ہو گئی محفل تری کیا بے ادب بیقاعدہ
جو کھڑے رہتے تھے وہ اب ہین برابر بیٹھتے

غیر کے ہمراہ پھرتے ہو خدائی خوار تم
عار آتی ہی ہمارے پاس دم بھر بیٹھتے

جب کیا شکوہ کہ محفل مین رہے ہم تمسے دور
اوسنے جھنجلا کر کہا کیا میرے سر پر بیٹھتے

گھر سے باہر ہی نہین آتے وہ خلوت دوست ہو
بیٹھتے چھپکر تو میرے دل کے اندر بیٹھتے

جسکی قسمت مین ہو گردش کسطرح بیٹھے کہین
ہمسے آوارہ ترے کوچے مین کیونکر بیٹھتے

۳۶۷

داغ تمنے کیون کیا ہی نام وحشت کا خراب
اس سے تو بہتر یہی تھا چین سے گھر بیٹھتے

۱۸

جب اوسکے مقابل مرے داغ جگر آئے
خورشید قیامت کو بھی تارے نظر آئے

کچھ رنج کا مذکور نہ ای نامہ بر آئے
ایسا نہوا الزام اودھر کا ادھر آئے

وہ اپنے تصور سے یہان بیشتر آئے
ارمان بھرے دل مین الٰہی اثر آئے

حوروں سے ملالوں مین کسی شوخ کی صورت
دم بھر کو اگر چرخ سے جنت اتر آئے

کوئی ہو ترا شیفتہ ہو یہ نہ ہو وہ ہو
دل جلائے اگر دل کیطرح سے جگر آئے

عادت ہی ہوئی رنج کی گو مرگ عدو ہو
رونے سے ہمین کام کسیکی خبر آئے

حسن آئینۂ عشق ہو عشق آئینۂ حسن
مین تجکو نظر آؤن تو مجھے تو نظر آئے

رہ رہ کے وہ پچھتائین کہ کیون اسکو ستایا
تھم تھم کے مری آہ مین یارب اثر آئے

وہ کہتے ہین فرصت نہین ہمکو شب عدو
تم صبر کو اپنے ہی بلا لو اگر آئے

اوس بت کی حیا دآئی ہمین خلد برین مین
اُف کرکے جگر تھام لیا اشک بھر آئے

میری شب غم اونکی شب وصل عدو کی
جب یان سحر آئے تو وہان بھی سحر آئے

تجھسے تو ستمگر ترے ارمان ہی اچھے
تو جاکے نہ آیا کبھی یہ عمر بھر آئے

فرصت جو ملی دفن سے پھر رنج کسے تھا
ہنستے ہوئے ساتھ اونکے مرے نوحہ گر آئے

موت آئی ہوئی ٹل بھی گئی آج تو پھر کیا
کیا عمر رواں ہی کہ نہ بار دگر آئے

کم حلقۂ گیسو سے نہین دام تصور
جانے بھی نہ دون دسکو وہ اکی اگر آئے

ہر دل کی طلب سے ہی غم یار پریشان
جب ایک ہی مہمان ہو کس کس کے گھر آئے

تڑپین کی اسے بھی شب فرقت مری آنکھین
رونا بھی جنھین تاس ہی کہ خون جگر آئے
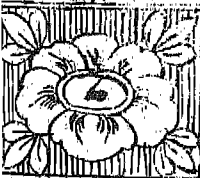
ای داغ گلہ غیر سے کیا بزم مین تم کو
جب دوست کے آگے دشمن کدھر آئے
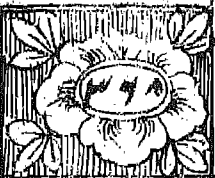
اول تو ہے دور وہ نالون سے ہمارے — پاس آئے تو گھبرائے سوالون سے ہمارے

یہ کہتے ہین بلبل سے وہ گل ہاتھ مین لیکر — تو دیکھ ملا کر اسے گالون سے ہمارے

کیا بیٹھے با دشت مین لاکھون ہی نہون گے — کانٹون کو مگر چھیڑ ہی چھالون سے ہمارے

اتنا تو ہے پاس کہ نشتر مین کہو تم — بوسے نہ کوئی چاہنے والون سے ہمارے

ہر وقت نئی دھن ہے ہمین تازہ تصور — جائیگے کہان بچکے خیالون سے ہمارے

کہتی ہین وہ آنکھین صفت مژگان کو بڑھا کر — ہے کون جو روکش ہو رسالون سے ہمارے
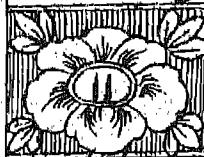
۲۶۹ — ای داغ فلک دشمن ارباب ہنر ہے — ظالم کو خبر ہو نہ کمالون سے ہمارے — ۱۱

کام دو دن مین بگڑتے ہوئے اکثر بنے — تجھسے بنکر جب بگڑ جائے تو پھر کیونکر بنے
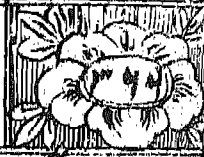
وصل مین بھی اوس سراپا ناز سے کیونکر بنے — ہر نگہ تلوار جسکی ہر مژہ خنجر بنے

کیا خبر تجھکو ستم کرتا ہے کیا تیرا بگاڑ — اوسکے دل سے پوچھ جس کمبخت کی جی پر بنے

آرزو ہے حشر کے دن کان رکھکر وہ سنین — نامۂ اعمال میرا شوق کا دفتر بنے

خانہ ویرانی مری منظور ہے تو ای فلک — روز بگڑے روز اوسکے دل مین میرا گھر بنے

عارض روشن کی ہو تو سے عجب کیا ایکدن — گر حباب آکر آئینہ اقبال اسکندر بنے

اونکی جان پر کیونکر گرے یہ برق آہ — کسطرح سے آسمان میرا دل مضطر بنے

روز فردا ہوگی تیری رہگذر سے فتنہ خیز — ہر زمین کو یہ لیاقت کب ہے جو محشر بنے

ارو سے منھ بگاڑا تو نے ای زاہد عبث — میکدہ جنت نہین جو بادۂ اطہر بنے

رنگ تو دیکھو مصور کے قلم کرتا ہے ہاتھ — اوسکی صورت سے اگر تصویر بھی بہتر بنے

۳۷۰ — داغ اون کی بزم مین دانستہ ہم اکثر بنے — ۹

کیا رات دن ہی فکر کسی تازہ جور کی
کہتے ہین اپنی آپ نہ سنتے ہین اور کی

کیا ناگہان جفائین تری یاد آگئین
بھولے سے اپنے حال مین جب مین نے غور کی

آزردگی جو دل سے نہو تو گلہ نہین
رنجش بھی اک ادا ہی مگر طور طور کی

اوس فتنہ گر کو رحم تو کیسا ضد آگئی
جب ہمنے آہ کی تو جفا اوسنے اور کی

کیفیت زمانہ جمشید دیکھ لین
ساقی پلا شراب کہن اگلے دور کی

کہتے ہین دیکھکر وہ مہ مصر کی شبیہ
اچھی ہی ایک شکل حسین اپنے طور کی

دنیا مین ایک ایک کا معشوق ہی جدا
ہین اوسکا خواستگار طلب اوسکو اور کی

پھر عیادت آئے تو وہ کوس کر گئے
اچھا مرا علاج کیا میری غور کی

۳۷۱ — معشوق آسمان تو نہین جس سے ہین عوض
تدبیر داغ خاک کرین اوسکے جور کی — ۱۵

نہین رکتا جو طفل اشک گھبرا کر نکلتا ہی
الٰہی خیر گرتا ہی وہی جو دوڑ چلتا ہی

مرے زخم جگر کا بوسہ لیکر جب نکلتا ہی
لب سوفار کو غصے سے وہ چٹکی مین ملتا ہی

وہ ظالم غیر کے ہمراہ بن ٹھن کر نکلتا ہی
بن آتی بھی نہین کچھ اور اپنا جی بھی جلتا ہی

ملے محشر مین گر مجکو یہ کافی ہی عذاب اوسکو
کہ یارب بت کافر مرے سائے سے جلتا ہی

پڑا ہون سنگ راہ دوست بنکر کوئے دشمن مین
سنا ہی آدمی کچھ ٹھوکرین کھا کر سنبھلتا ہی

ادھر ٹھہرے ادھر ٹھہرے اسے دیکھا اوسے دیکھا
تماشاگاہ محشر مین ہمارا دل بہلتا ہی

فقط وعدے پہ و بوسے کے دل لیکر وہ کہتے ہین
ہمارا ہی کچھ آتا ہی تمھارا کیا نکلتا ہی

وہ خلوت دوست ہین گھبرا کے مین تعظیم دیتا ہون
اگر دشمن بھی اوسکی بزم مین پہلو بدلتا ہی

نہین ہوتی کسی کو بھی گوارا اپنی ناکامی
جسے تو بخش دیتا ہی جہنم اوس سے جلتا ہی

ترا کوچہ ہی محشر یا ہی جنت کیا کہین اسکو
وہ جی اُٹھتا ہی جو اس سے اُٹھے مردہ نکلتا ہی

گرہ سے نقد دل کھوتے ہین نقد عیش کے خاطر
قمار عشق مین کیا کیا ہمارا مال گلتا ہی

جنون نے اپنے گھر کو بھی نہ چھوڑا یہ جنون دیکھو
تپش سے داغ سودا کی دماغ اپنا پگھلتا ہی

یہانتک تیز رو ہون اے خضر مین راہ الفت مین
جو مجکو ضعف ٹھہرا تو جانے کوئی چلتا ہی

جو انداز جفا کل تھا نہ دیکھا آج وہ یارب
نیا روز اک فلک میرے ستانیکو نکلتا ہی
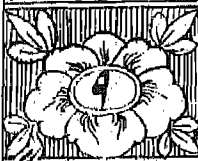
وہ سنکر نالہ گھبرائے تو غیرون نے تسلی دی
نہین یہ داغ کی فریاد کوئی راہ چلتا ہی
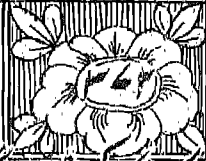
تھک تھک کے نہ بیٹھین گے نہ مر مر کے اُٹھین گے
اب ظلم نہ ہم سے دل مضطر کے اُٹھین گے

افسانۂ غم اون کو سناؤن نہ سناؤن
ڈرتا ہون کہ وہ خواب مین ڈر ڈر کے اُٹھین گے

چھیڑا ہی اگر تذکرۂ عشق تو سنلو
یہ قصہ تو پورا ہی بیان کر کے اُٹھین گے

دنیا ہی مین کر پرسش مظلوم الٰہی
بت حشر مین اوٹھین گے تو تیور کے اُٹھین گے

میکش تو چلے جائین گے جنت سے نکل کر
جبتک نہ مزے بادہ و ساغر کے اُٹھین گے

بیکار ہی تقلید رہ شوق مین سچ ہی
معلوم نہ تھا پاؤن نہ رہبر کے اُٹھین گے

دیکھین گے وہ جب ناز سے مین نالہ کرون گا
فتنے یہ برابر سے برابر کے اُٹھین گے

قاتل ترے کشتون کا سنبھالنا نہین آسان
وہ روز جزا بعد پہر بھر کے اُٹھین گے

ہم لطف کے بندے ہین خفا کی قسم اے داغ
ہم سے نہ کبھی ناز ستمگر کے اوٹھین گے

نہ بیجا عمر گذرتی اوس بت خود سر کو سمجھاتے
پگھل کر موم ہو جاتا اگر پتھر کو سمجھاتے

ہماری کون سنتا ہے وگرنہ ہم دم رخصت — ادھر کچھ دل کو سمجھاتے ادھر دلبر کو سمجھاتے

چکھا دیتے مزہ منھ پھیر کر رک رک کے چلنے کا — جو بس چلتا تو اس ہاتھ سے خنجر کو سمجھاتے
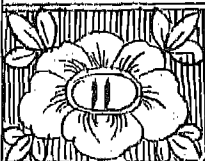
تری رفتار کا انداز جس میں ہو سبھے کیونکر — دبا کر کسطرح ہنگامۂ محشر کو سمجھاتے

ہوئے ملزم ہمیں سمجھا کے تم اے حضرت ناصح — سمجھکر بند و پند ایسے انشور کو سمجھاتے

یہ ظالم تو ہزاروں کوس ہم سے دور رہتا ہے — اگر ملتا تو کچھ ہم بھی صریح بستر کو سمجھاتے

خدا جانے کہاں ہے راہ الفت میں کہاں تو ہے — جو ہوتا ہوش کچھ ہم کو تو ہم رہبر کو سمجھاتے

اگر یہ جانتے دعوے کرینگے بت خدائی کا — تو ہم اول ہی سے کیا جاکے کیا بتگر کو سمجھاتے

۴۷۳ — ۱۱

شب فرقت تڑپنا داغ کا دیکھا نہیں جاتا
گذر جاتی ہے ساری رات سارے گھر کو سمجھاتے

لائے کی تیغ زلف پریشان نئے نئے — یہ سادگی دکھائے گی سامان نئے نئے

یہ چاہتا ہے شوق خلش دل میں دمبدم — رہ جائیں ٹوٹ ٹوٹ کے پیکان نئے نئے

سودا ہے زاہدوں کو بھی اس بت کے عشق کا — ہونے لگے ہیں چاک گریبان نئے نئے

بیداد کو وہ داد کہیں ظلم کو کرم — کیا کیا جتائے جاتے ہیں احسان نئے نئے

لاؤں کہاں سے میں تجھے اے عالم شباب — آتے ہیں یاد ہائے وہ ارمان نئے نئے

اون بدگمانیوں کا مزہ دل سے پوچھیے — مجکو گمان سے تھے شب ہجران نئے نئے

لطف خزاں ہے اور نہ لطف بہار ہے — گلشن بنے نئے ہیں بیابان نئے نئے

تھام خدا سنبھالے ہیں قاتل نے ہاتھ پاؤں — آئیں گے زیر خنجر بران نئے نئے

گو جھوٹ جانتا ہوں مگر یہ بھی لطف ہے — ہوتے ہیں روز وعدہ و پیمان نئے نئے

واعظ ہمیں تو رنج نہیں بلکہ ہے خوشی — دیکھیں گے روز حشر ہم انسان نئے نئے

ہوا اونکو وہم داغ سے یہ لوگ مل جائین
ہر روز بدلے جاتے ہین دربان نئے نئے

اوڑتی ہی خاک جبکہ ترے خاکسار کی
منت غبار کچھ نہین سنتا سوار کی

یان تک تو عاشقی مین لٹے ہم کہ بعد مرگ
مٹی بھی اوڑ گئی ہی ہمارے مزار کی

بیچین ہو کے شوخ وہ معشوق ہو گیا
جس پہ پڑے نگاہ ترے بیقرار کی

طرزِ جفا پسند ہی یا شیوۂ وفا
دونو مین تمنے کونسی بات اختیار کی

دشمن کی بات کا بھی تو ہونے لگا یقین
کچھ حد نہین رہی ہی مرے اعتبار کی

ہم کیا گئے جہان سے آزار ہی گیا
وہ بات ہی نہین ستم روزگار کی

شیخ حرم کو چاہیے کچھ تحفہ ہند کا
تصویر بھیجدون گا بتِ میگسار کی

اوس بت پہ احتمال ہی تصویر کا مجھے
عادت گئی نہ وصل مین بھی انتظار کی

مجھ سے گناہگار کو کیا کیا عطا کیا
اے داغ کیا ہی شان ہی پروردگار کی

شفقت کسی کی اثر کچھ تو کر گئی
بن بن کے زلف خیر تمھارے بکھر گئی

کیا کہیے کس طرح سے جوانی گذر گئی
بدنام کرنے آئی تھی بدنام کر گئی

تحمل مرا دہونک دیا آہ گرم نے
آیندہ آفرینش رگ و تر گئی

نیرنگِ روزگار سے بدلا نہ رنگ عشق
اپنی ہمیشہ ایک طرح پر گذر گئی

عصمت خدا کے ہاتھ ہی بیمار عشق کی
اپنی طرف سے تو تو کر چارہ گر گئی

سجدے کو برہمن نے نہ چھوڑی کہین جگہ
کیون تکیہ مین خلق خدا آ کے بھر گئی

کیا کیا رہی سحر کو شبِ وصل کی تلاش
کہتا رہا ابھی تو یہین تھی کدھر گئی

وقتِ نظارہ کی کشش حسن نے کمی / آنکھون کو لیکے ساتھ نہ میری نظر گئی

زاہد شرابِ ناب کی تاثیر کچھ نہ پوچھ / اکسیر ہی جو حلق کے نیچے اوتر گئی

میری شبِ فراق یہ کعبے مین شور ہی / یارب غضب ہوا کہ نمازِ سحر گئی

دم بھر مین کچھ بھی یاد نہین اسکو کیا کرون / ناصح نے جو کہی مرے دلسے اوتر گئی

رہتی ہی کب بہارِ جوانی تمام عمر / مانندِ بوئے گل ادھر آئی اودھر گئی

کیونکر پڑے گا صبر الٰہی رقیب پر / گر بعد مرگ میری طبیعت ٹھہر گئی
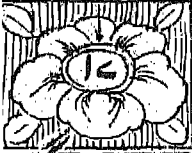
۲۷۷

ای داغ کیا کہون شبِ فرقت کی واردات / جو میرے ہاتھ سے مرے دلبر گذر گئی

۱۷

حجت ہی جرمِ دل کے گواہی مین رہگئی / آلودہ اون کی مہر سیاہی مین رہگئی
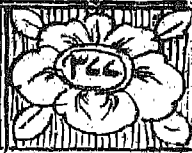
تمکین جو اوسکی شوخ نگاہی مین رہگئی / کچھ دیر میرے دل کے تباہی مین رہگئی

سیرِ مقامِ عشق تباہی مین رہگئی / منزل کی آرزو دلِ راہی مین رہگئی

دیکھا جو روزِ حشر کسی بت کو مضطرب / چل کر زبان ستم کی گواہی مین رہگئی

کیا کرسکے اثر دلِ بسمل کی نیم آہ / تیغِ شکستہ دستِ سپاہی مین رہگئی

آتا ہی رحم تو یہ پرا اپنے مجھے بہت / کمبخت یہ نہ حفظِ الٰہی مین رہگئی

رہتا ہی نام صاحبِ سوز و گداز کا / تاثیر شعر اشک و آہی مین رہگئی

ہر آبلے مین خار رہی ہر خار نیشتر / وحشت کی نوک خوب تباہی مین رہگئی

منھ پھیرئے گا دل صفِ مژگانِ یار کا / گر جان اس دلیر سپاہی مین رہگئی

زاہد کو بندگی کا نتیجہ تو مل گیا / گردن خمیدہ یادِ الٰہی مین رہگئی

تیرے دہن سے چشمۂ حیوان ہی آب آب / پر اوسکی آبرو تو سیاہی مین رہگئی

پورا ہو کوئی کام مصیبت زدون سے کیا / جو رہ گئی مراد تو تباہی مین رہ گئی

ہجر صنم مین کیون نہ خدا کو کیا گواہ / یہ چال ہم سے ایسی گواہی مین رہ گئی

شیرین لبی دائی آپکی میٹھی چھری سہی / چل کر ہمیشہ تلخ نگاہی مین رہ گئی

کیا لکھ رہے تھے دیکھکے مجکو جو تھم گئے / کیون نوک خامہ غرق سیاہی مین رہ گئی

رکتے ہین پیچ و تاب سے بھی تیز رو کہین / پانی کی کب گرہ پڑیا ہی مین رہ گئی

٣٧٨ — ٩

اے داغ اہل قلعہ کا لٹنا تو در کنار / تنخواہ بھی خزانۂ شاہی مین رہ گئی

وصل کی آرزو سے کیے نہ بنے / نہ بنے جستجو سے کیے نہ بنے

شوق نے ہمکلام کر ہی دیا / اوسنے بے گفتگو کیے نہ بنے

اوسنے جب شکوہ کر لیا تسلیم / ہم کو بے سرفرو کیے نہ بنے

جب رکا خون بن گئی دم پر / چاک دل کو رفو کیے نہ بنے

ذلت عشق ہی وہان عزت / شکوۂ آبرو کیے نہ بنے

بدگمان کو گمان بد گذرا / وصف روے نکو کیے نہ بنے

پاک ہونا ہی رند کو لازم / میکشی بے وضو کیے نہ بنے

قتل ٹھہرا جو شیوۂ معشوق / ہمین دل کو لہو کیے نہ بنے

٣٧٩ — ١٠

اوسکی تصویر سے بھی تھا یہ خوف / داغ کو گفتگو کیے نہ بنے

کیا طرز کلام ہو گئی ہی / ہر بات پیام ہو گئی ہی

کچھ زہر نہ تھی شراب انگور / کیا چیز حرام ہو گئی ہی

آگے تو نہین نہین سنی تھی
اب تجھسے کلام ہوگئی ہی

جانے نے جانے پیامبر کو
ہر صبح سے شام ہوگئی ہی

اب دیکھیے مشق پایمالی
تعریف خرام ہوگئی ہی

پونہچے ہین جب اوسکی بزم مین ہم
مجلس ہی تمام ہوگئی ہی

عالم کو ہی دعوے محبت
یہ خاص بھی عام ہوگئی ہی

اوس بت کے نہین نہین ہین بندے
مخلوق غلام ہوگئی ہی

برباد نہوگی تیری الفت
تجویز مقام ہوگئی ہی

جاگیر جنون کی قیس کے بعد
اب داغ کے نام ہوگئی ہی

۲۸۰ ۱۲

شمع روشن ہی ہماری آہ سے
لو لگا بیٹھے ہین اللہ سے

چلتے ہین کیا کیا وہ رستہ کاٹ کر
جب گذرتے ہین ہماری راہ سے

کیون نرکھون مین تبرک کی طرح
غم ملا ہی عشق کی درگاہ سے

ایک بوسے پر ہمین ٹالین نہ آپ
کچھ سوا وہ دیجیے تنخواہ سے

مانگ کر تجھکو بہت نادم ہوا
مانگنا تھا اور کچھ اللہ سے

شادی و غم ہم کو یکسان ہوگئی
آہ سے غمگین نہ خوش ہین واہ سے

خوبصورت ہوکے تم اوٹھنے لگے
بحث ہی دن رات مہر و ماہ سے

چلبلے والون کی صورت دیکھ لی
موت بہتر ہی تمہاری چاہ سے

قبر پر میری پڑھے گیا فاتحہ
جو نہ ہوا آگاہ بسم اللہ سے

آگئی تھی جو بات تیرے ذہن مین
کوئی چھپتی ہی دل آگاہ سے

تو نے واعظ زندگی دشوار کی | کیون کیا واقف خدا کی راہ سے

۲۸۱ — ۱۱

داغ اوس کافر کی نخوت دیکھنا
غیر کیا کم ہی نمرود شاہ سے

طرز قدسی مین کبھی شیوۂ انسانین کبھی | ہم بھی اک چیز تھے اس عالم امکانین کبھی

رنج مین رنج کا راحت مین ہون راحت کا شریک | خاک ساحل مین کبھی موج ہون طوفانین کبھی

دلمین بے لطف رہی خار تمنا کی خلش | نوک بنکر نہ رہا یہ کسی مژگانین کبھی

دم مرا لیکے ستمگار کرے گا تو کیا | یہ رہے گا نہ ترے خنجر برانین کبھی

وار کرتے ہی بھرا زخم مین قاتل نے نمک | تیغ پر ہاتھ کبھی ہو تو نمکدانین کبھی

دل کے لینے مین تو یہ شوخی و چالاکی ہی | تم سے جیتی نہوئی سستی پیمانین کبھی

بات کیا خاک کرے وصل مین تیرے ڈر سے | جسنے نالہ نہ کیا ہو شب ہجرانین کبھی

دل آشفتہ کے انداز سے معلوم ہوا | رہ گیا ہی یہ تری زلف پریشانین کبھی

خضر سے ہین جو کہین جوش جنونکی باتین | ایسے نکلے کہ نہ آئے پلٹے بیابانین کبھی

نکلوا انداز تمنا سے یقین ہوتا ہی | دم نکل جائے گا اس حسرت ارمانین کبھی

۲۸۲ — ۱۲

الله الله رے تری شوخ بیانی ای داغ
سست اک شعر نہ دیکھا ترے دیوانین کبھی

ہوا جو اونکی خموشی سے کچھ ملال مجھے | جواب دینے کی طاقت سوال نے مجھے

وفا شعار یہ معشوق ہی خدا رکھے | کہ چھوڑتا نہین دم بھر ترا خیال مجھے

غم عدو مین نہ گھبراؤ ہی یہ دور فلک | کبھی ملال تمھین ہو کبھی ملال مجھے

فلک نے لوٹ کے لٹوا دیا حسینون کو | سمجھ لیا کسی مردے کا اسنے مال مجھے

کسیکے دل سے کسی کی نظر سے گرتا ہون
سنبھالنا ہی تو ای آسمان سنبھال مجھے

امید بوسہ ہی پھر بھی اگرچہ یہ ہی یقین
بہت ذلیل کرے گا مرا سوال مجھے

صدائے نالۂ شب وصل بھی نہ دل سے گئی
پکارتی تھی یہ حسرت مری نکال مجھے

خبر نہین کفِ نازک کا رنگ کیا ہوگا
خرامِ ناز سے ہونا ہی پائمال مجھے

پلا دے بزم مین ساقی اوسے شراب اتنی
وہ مست ناز کہے مجھسے تو سنبھال مجھے

شکایتون سے محبت کی اور کیا حاصل
کچھ انفعال تمھین ہو کچھ انفعال مجھے

وہ کہتے ہین کہ یہ صورت نہوگی محشر مین
کہا جو مین نے دکھانا ہی کل یہ حال مجھے

کیے ہین دشت مین پامال سیکڑون کانٹے
سکھا گئی تری رفتار خوب چال مجھے

۳۸۳

اسیر حلقۂ کاکل نہ مین ہوا ای داغ
مرے خدا نے بچایا ہی بال بال مجھے

۱۱

سبق ایسا پڑھا دیا تونے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تونے

ہم نکمّے ہوے زمانے کے
کام ایسا سکھا دیا تونے

کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے
شغل ایسا بتا دیا تونے

کس خوشی کی خبر سنا کے مجھے
غم کا پتلا بنا دیا تونے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہی
دلِ بے مدعا دیا تونے

کیا بتاؤن کہ کیا لیا مین نے
کیا کہون مین کہ کیا دیا تونے

بے طلب جو ملا ملا مجھکو
بے غرض جو دیا دیا تونے

عمر جاوید خضر کو بخشی
آبِ حیوان پلا دیا تونے

نارِ نمرود کو کیا گلزار
دوست کو یون بچا دیا تونے

دست موسی مین فیض بخشش سے — نور و لوح و عصا دیا تونے
صبح مسیح نسیم گلشن کو — نفس جانفزا دیا تونے
شب تیرہ مین شمع روشن کو — نور خورشید کا دیا تونے
نغمہ بلبل کو رنگ و بو گل کو — دلکش و خوشنما دیا تونے
کہین مشتاق سے حجاب ہوا — کہین پردہ اوٹھا دیا تونے
تھا ارنی نہ قابل لبیک — کعبہ مجھکو دکھا دیا تونے
جسقدر ہمنے تجھسے خواہش کی — اوس سے مجکو سوا دیا تونے
رہبر خضر و ہادی الیاس — مجکو وہ رہنما دیا تونے
مٹگئے دل سے نقش باطل سب — نقش اپنا جما دیا تونے
ہے یہی راہ منزل مقصود — خوب رستے لگا دیا تونے
مجھ گنہگار کو جو بخش دیا — تو جہنم کو کیا دیا تونے

۳۸۴ داغ کو کون دینے والا تھا — جو دیا اے خدا دیا تونے ۱۳

جور کے بعد ہی کیون لطف یہ عادت کیا ہے — تم تلافی جو کرو آسکی ضرورت کیا ہے
ایکدن مان ہی جاؤگے ہمارا کہنا — تم کہے جاؤ یہی تیری حقیقت کیا ہے
وعدۂ وصل سے انکار ہے تو قتل کرو — تم سے ہم پوچھتے ہین اسمین قباحت کیا ہے
آدمی کو ہے یہی گوشۂ راحت کافی — گھر کرے دلمین جو انسان تو جنت کیا ہے
جان تک دیتے ہین عشاق تو دولت کیسی — گنج قارون کی محبت مین حقیقت کیا ہے
پوچھ لیتے ہین یہ دستور ہے جلادون کا — مجھسے قاتل نے نہ پوچھا تری حسرت کیا ہے
اسی ہنگامے کو روز جزا کہتے ہین — ابھی سمجھا ہی نہین تو کہ قیامت کیا ہے

رحمت عام کا اظہار رہا اس پردے مین
ورنہ پھر بندہ نوازی کی ضرورت کیا ہی

بوسہ مانگا تو کہا اوسنے بدل کر چتون
آپ کو یہ بھی خبر ہی مری عادت کیا ہی

اوس پر آتی ہی کہ جو لاکھ مین اک اچھا ہو
مجکو ہی ناز کہ میری بھی طبیعت کیا ہی

ہائے کیا تھا وہ زمانہ کہ تم آگاہ نہ تھے
شکر کس چیز کو کہتے ہین شکایت کیا ہی

حشر تک وہ تو نہ آئینگے کبھی وعدے پر
نہین آتی جو قیامت تو یہ آفت کیا ہی

کیا کہون کس سے کہون دل کی حقیقت ای داغ
سب یہی پوچھتے ہین کہیے تو حضرت کیا ہی

۳۸۵ — ۱۳

تڑپنے سے دل بیتاب کوئی غم نکلتا ہی
ٹھہر جا صبر کر مضطر نہو کیون دم نکلتا ہی

وہ کب آتے ہین کیا کیا جب ہمارا دم نکلتا ہی
گمان یہ ہی کہ دم کے ساتھ اسکا غم نکلتا ہی

جو آئے نامہ بر رشک عدو کا ذکر کہدینا
یہ کینہ صاحب غیرت کے دلسے کم نکلتا ہی

ہزارون حسرتین سر پیٹتی ہین خانۂ دل مین
الٰہی دیکھیے اس گھر سے کب ماتم نکلتا ہی

نظر کردین مشتاق پر یا دیکھ آئینہ
تجھے بھی کچھ خبر ہی تجھمین کیا عالم نکلتا ہی

نہین ہی رنگ خون غصے سے رنگت سرخ ہی اسکی
مرے سینے سے پیکان بھی ترا برہم نکلتا ہی

کوئی کیا نبض دیکھے دستگیری کیا کرے قسمت
ترے بیمار غم کا ہاتھ پکڑے دم نکلتا ہی

امید فاتحہ کیا کشتۂ تیغ تغافل کو
کہ میری قبر سے منہ پھیر کر عالم نکلتا ہی

نہین لیتا خدا کا نام تیرے عہد مین کوئی
گلہ تیرا زبان خلق سے پیہم نکلتا ہی

نکلنا خلد سے روتا ہوا اگر آدمی ہوتا
رقیب اوسکی گلی سے کیون خوش و خرم نکلتا ہی

کبھی اون گیسوون کی دست شانہ کیا نکالیگا
کہین یہ پیچ پڑ جاتی ہی کہین یہ خم نکلتا ہی

وہ میرا ذکر کیون کرتے ہین غیرونکے جلانیکو
اگر ڈھونڈھو تو ایسا آدمی کم نکلتا ہی

۲۸۹ — ۱۳

تلون اسقدر اور داغ پھر یہ صبر کے دعوے
گھڑی مین توبہ کرتے ہو گھڑی مین خم نکلتا ہے

افسردہ دل کبھی خلوت نہ انجمن مین رہے
بہار آکے گئے ہم تو جس چمن مین رہے

شریک آہ و فغان بھی سخن سخن مین رہے
جو مین رہون تو بڑی دھوم انجمن مین رہے

مقابلہ ہو رقیبون سے روز محشر بھی
چھپا ہوا کوئی خنجر مرے کفن مین رہے

مجھے یہ ڈر ہے کہ ایمان سے نہ آئین لوگ
خدا کرے غلطی کچھ مرے سخن مین رہے

ملی جو بیوطنی مین ذرا بھی آسایش
عقیق جا کے عدن ہی بن کے یمن مین رہے

ترا وہ حسن ہو اے شعلہ رو جو تو چاہے
بغیر شمع کے پروانہ انجمن مین رہے

ہر ایک فتنہ بنے فتنۂ قیامت کیا
مگر وہی جو تری چشم سحر فن مین رہے

جنون سے کیا ہمین عقبی مین شرمساری ہو
کہ پیرہن سے جو نکلے تو ہم کفن مین رہے

رہا نہ دامن یوسف مین داغ عصیان کا
اگرچہ خون کے دھبے تو پیرہن مین رہے

زبان دے نہ عدو کو کہ یہ تو وہ شے ہے
ترے دہن مین رہے یا مرے دہن مین رہے

رہی علیحدہ شیرین تو اے فلک افسوس
نفاق خسرو پرویز و کوہکن مین رہے

ملا دے اسمین لعاب دہن کچھ اے ساقی
کہ تازگی بھی ذرا سی مے کہن مین رہے

۲۸۵ — ۸

مسافری مین جب آرام پا گئے ہو داغ
کہ تم سفر مین ہو آسان وطن مین رہے

زمانہ ہو خفا مجھ سے کہ تم سے
گلے پڑ ہو گلا مجھ سے کہ تم سے

ستم سے باز آؤ ورنہ اک دن
یہ پوچھے گا خدا مجھ سے کہ تم سے

مجھے معلوم تھا یا تم کو معلوم
وہ راز افشا ہوا مجھ سے کہ تم سے

نہ کہنا پھر کہ ہم قاتل نہین ہین ۔ ہوا خون حنا سے مجھسے کہہ تمسے
رقیبون سے یہ کہتا ہون سر بزم ۔ وہ بیٹھے ہین خفا سے مجھسے کہہ تمسے
چھپا کیون چاند بدلی مین شب وصل ۔ اسے آئی حیا سے مجھسے کہہ تمسے
خدا جانے محبت کو سر حشر ۔ پڑے گا واسطہ مجھسے کہہ تمسے
۳۸۸ مرا کہنا نہ مانا داغ تم نے ۔ اونھون نے کی دعا مجھسے کہہ تمسے ۹

ذکر میرا اگر آجاتا ہی ۔ سن کے وہ صاف اوڑا جاتا ہی
غم ترا حصہ ہی مرا لیکن ۔ دل چرا کر لے کہا جاتا ہی
تھک گیا درد بھی اوٹھتے اوٹھتے ۔ اب سے کلیجے مین رہا جاتا ہی
کیا نزاکت ہی کہ آپ آئینے مین ۔ عکس کے ساتھ کھنچا جاتا ہی
ناز سے کھینچ نہ مجھ پر تلوار ۔ غیر مشتاق ہوا جاتا ہی
ایک ہی تیری نگہ میری آہ ۔ کہین ایسون سے رہا جاتا ہی
حسرتین دل کی مٹی جاتی ہین ۔ قافلہ ہی کہ لٹا جاتا ہی
راہ مین گر نہ پڑے خط یارب ۔ نامہ بر مستل ہوا جاتا ہی
۳۸۹ داغ کو دیکھکے بولے یہ شخص ۔ آپ ہی آپ جلا جاتا ہی ۱۳

تلوار تری روان بہت ہی ۔ تھوڑا ابھی امتحان بہت ہی
ای داور حشر کل کہون گا ۔ دن کم ہی یہ داستان بہت ہی
کچھ آہ کے حوصلے نکلتے ۔ نیچا مگر آسمان بہت ہی
بگڑا ہی مرے مزاج کا رنگ ۔ بیتاب مزاجدان بہت ہی
ای نامہ بر آنہ جائے آفت ۔ چالاک تری زبان بہت ہی

دامن پہ ترے لگی ہے خاک — اتنا ہی مرا نشان بہت ہے

دل تنگ سہی پر اے تمنا — رہنے کو یہ مکان بہت ہے

جنت مین کہین کے تیرے عاشق — تکلیف ہمین یہان بہت ہے

کونین کے لطف کس سے اٹھین — مجکو غم دو جہان بہت ہے

انکار رقیب سے بھی ہوگا — یہ فقرہ ہمین وان بہت ہے

اک کوہ گران ہے عشق لیکن — اس کو دل ناتوان بہت ہے

الفت مین نہین ہے صبر نایاب — یہ چیز مگر گران بہت ہے

۳۹۰ باطن کی خبر خدا کو ہے داغ — ظاہر مین وہ مہربان بہت ہے ۱۶

کعبے کی ہے ہوس کبھی کوے بتان کی ہے — مجکو خبر نہین مری مٹی کہان کی ہے

سنکر مرا فسانہ انھین لطف آگیا — سنتا ہون اب کہ روز طلب قصہ خوان کی ہے

پیغامبر کی بات پر آپس مین رنج کیا — میری زبان کی ہے نہ تمھاری زبان کی ہے

کچھ تازگی ہو لذت آزار کے لیے — ہر دم مجھے تلاش نئے آسمان کی ہے

جانبر بھی ہو گئے ہین بہت مجھسے نیم جان — کیا غم ہے اے طبیب جو پوری وہان کی ہے

حسرت برس رہی ہے ہمارے مزار پر — کہتے ہین سب یہ قبر کسی نوجوان کی ہے

وقت خرام ناز دکھا دو جدا جدا — یہ چال حشر کی یہ روش آسمان کی ہے

فرصت کہان کہ ہمسے کسی وقت تو ملے — دن غیر کا ہے رات ترے پاسبان کی ہے

قاصد کی گفتگو سے تسلی ہو کس طرح — چھپتی نہین وہ بات جو تیری زبان کی ہے

جور رقیب و ظلم فلک کا نہین خیال — تشویش ایک خاطر نامہربان کی ہے

سنکر مرا فسانۂ غم اوسنے یہ کہا — ہو جائے جھوٹ سچ یہی خوبی بیان کی ہے

دامن سنبھال باندھ کمر آستین چڑھا
خنجر نکال دل مین اگر امتحان کی ہی

ہر ہر نفس مین دل سے نکلنے لگا غبار
کیا جانے گرد راہ یہ کس کاروان کی ہی

کیونکر نہ آتے خلد سے آدم زمین پر
موزون وہین وہ خوب ہی جو شئ جہان کی ہی

تقدیر سے یہ پوچھ رہا ہون کہ عشق مین
تدبیر کوئی بھی ستم ناگہان کی ہی

۳۹۲ — ۹

اردو ہی جسکا نام ہمین جانتے ہین داغ
ہندوستان مین دھوم ہماری زبان کی ہی

غم اوٹھانے کیواسطے دم ہی
زندگی ہی اگر تو کیا غم ہی

آئے ہین وہ رقیب کے گھر سے
اک خوشی ہی تو ایک ماتم ہی

کہتے ہو کچھ کہو کہون کیا خاک
جانتا ہون مزاج برہم ہی

گریۂ بے اثر کی کچھ حد بھی
ہم ہین اور آج چشم پرنم ہی

کیا نئے دوستون سے بگڑی آج
دشمنون کا کچھ اور عالم ہی

مجکو دیکھا تو غیر سے یہ کہا
عمر اس نوجوان کی کم ہی

گر خوشی ہی تو وصل کی ہی خوشی
غم اگر ہی تو ہجر کا غم ہی

اک جہان مہربان ہوا تو کیا
مہربانی تری مقدم ہی

سنتے ہین داغ کل وہ آئے تھے
بارے اب تو سلوک باہم ہی

رباعیات

لبریز ہی حسرتون سے میرا سینا
ہر روز مجھے ہی خون جگر کا پینا
کرتا ہون دعا کہ یا الٰہی اب تو
منظور نہین ہی اس طرح کا جینا

ولہ

بیگانہ یہاں ہر اک یگانہ دیکھا | اپنے مطلب کا سب زمانہ دیکھا
جسکو دیکھا غرض غرض کا اپنی | دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا

ولہ

دنیا مین کب انسان کی حاجت نکلی | حسرت ہی رہی کوئی نہ حسرت نکلی
بیٹھے تھے قیامت کی توقع پر ہم | خود وقت کی محتاج قیامت نکلی

ولہ

مین رطب کو دیکھون تو وہ یابس ہو جائے | پرکھون زر خالص کو اگر مس ہو جائے
ہاتھون مین مرے آکے درم داغ بنے | قارون بھی مرے سائے سے مفلس ہو جائے

ولہ

کہتے تھے نہ عشق بت خودکام کرو | پہلے ہی سے اندیشۂ انجام کرو
بیتابی دل کی ہے شکایت ناحق | اے داغ بس اب قبر مین آرام کرو

ولہ

کیا جانے کوئی زاہدون کی گھاتون کو | تمییز ذرا چاہیے ان باتون کو
دن کیون نہ بڑھے رات نہ کیونکر کم ہو | روزون کے عوض کھاتے مین یہ راتون کو

ولہ

نواب نے کی جو قدردانی میری | اے داغ گذر گئی جوانی میری
لیکن یہ خبر نہ تھی کہ وقت پیری | مر مر کے کٹے گی زندگانی میری

تمت

خمسہ بر غزل نواب والاخطاب جناب نواب محمد یوسف علی خان صاحب بہادر فردوس مکان

کہتے تھے وہ بشر کو جو دل دے بشر غلط
دیوانہ ہو کسیکا کوئی سر بسر غلط
شامت جو آئے اون کا بیان جانکر غلط
مین نے کہا کہ دعوے الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

ہوتی ہین ایک بات کی تہ مین ہزار جھوٹ
تصدیق سے کیجیے تو بس انجام کار جھوٹ
اور پھر ذرا مین بول کے بے اعتبار جھوٹ
تاثیر آہ و زاری شبہاے تار جھوٹ
آوازۂ قبول دعاے سحر غلط

یا لب پہ کوئی قطرۂ مے جم کے رہ گیا
یا کچھ عیان ہوا اثر گرمی غذا
یا جھوٹ بولنے کی خدا نے یہ دی سزا
سوز جگر سے ہونٹ پہ تبخالہ افترا
شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان سچ تھین حکایت حال زبون دروغ
ہان شکوہ و شکایت صبر و سکون دروغ
ہان سر بسر دماغ مین جوش جنون دروغ
ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ
ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط

ہان بے بسی مین جرم و خطا کچھ نہ کیجیے
تسلیم و عاجزی کے سوا کچھ نہ کیجیے
ظاہر سواے مہر و وفا کچھ نہ کیجیے
آجاے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے
عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط

اگلے تھے زمانے مین جو اب فریب مین
ایمان و دین و ملت و مذہب فریب مین

چلتے ہوے بہانے مین بدڈھب فریب ہین
بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین

اظہار پاکبازی و ذوق نظر غلط

یہ کذب یہ دروغ یہ بہتان الامان
کیا جھوٹ بولنے کو ملی ہی انھین زبان
شاعر ملاتے ہین زمین اور آسمان
لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان

احمق نہین نہ سمجھین ہم اسکو اگر غلط

سعد وم تو وہ شی ہی جسے لاکھ نکتہ چین
ثابت کرین ہزار وہ ثابت نہو کہین
یہ بات کیا کہ دل تو نہو اور ہو حزین
سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین

ہمکو سمجھتے ہو کہ ہی اسکی کر غلط

کیا ہو یقین جو کوئی کہے دن کو رات ہی
ہم جانتے ہین سچ ہی بے شبہ کہات ہی
ایسے مبالغے سے غرض التفات ہی
کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہی

سینے کو اپنے اوسکے سمجھنا سپر غلط

اک آہ سرد بھر کے کیا طور بے خودی
اوسکو دیا یہ دم کہ تجھے جان نذر کی
لوٹنے والے ہوتے مین ایسے ہی تو سہی
مٹھی مین کیا دھری تھی کہ چپکے سے سونپ دی

جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

اعجاز تو نہین کہ جو قائل ہون خاص و عام
گر کہیے شعبدہ ہی محبت تو بس سلام
اب امتحان سہی چلو قصہ ہوا تمام
پوچھو تو کوئی مر کے بھی کرتا ہی کچھ کلام

کہتے ہو جان دی ہی سر رہگذر غلط

اجرت پہ رونے والے مقرر مین جابجا
میت کو ڈھونڈھیے تو عدم تک نہین پتا
یان اس خیال سے کہین ٹھہرین نہ ہو خفا
ہم پوچھتے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اوڑائی خبر غلط

کیونکر برابر آنکھ کے نرگس کو مانیے　　کس طرح بڑھ کے خلد سے مجلس کو مانیے
سارے بیان مین ہی غلطی کس کو مانیے　　آیت نہین حدیث نہین جس کو مانیے

ہے نظم و نثر اہل سخن سربسر غلط

جو عرض کی تھی داغ نے آخر وہی ہوا　　کوئی خفا ہو آپ کو ہی تکلیف کا مزا
دکھا نہ آخر آج وہ بد خو برس پڑا　　یہ کچھ سنا جواب مین ناظم ستم کیا

یہ کیون کہا کہ دعوی الفت مگر غلط

تخمیس دیگر

مدعی کون وہان وصل سپیکا کیسا　　اپنے سائے سے بھی بچتا تھا وہ کیسا کیسا
دیکھتے دیکھتے پلٹا ہے زمانہ کیسا　　جلد جم جاتا ہے ہر شخص کا نقشا کیسا

سادہ دل ہے وہ بت آئینہ سیما کیسا

طعن کرتے ہین زلیخا پہ نہ تھی اوسکو نظر　　اور فرہاد تھا مزدور کہ ڈھوئے پتھر
میری شامت ہے دکھاؤن جو انھین داغ جگر　　مین تو کس گنتی مین ہون قیس کا قصہ سنکر

کہتے ہین یہ بھی اک انداز ہے سودا کیسا

لوگ ہمسائے کے سب جمع پریشان خاطر　　لاش پر روتے ہین ہوتا نہین قاتل ظاہر
اونکی سنیے تو حقیقت ہے نہایت نادر　　کرکے خون ایک کا جاتے ہین گھر مین اور پھر

پوچھتے ہین کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا

یون تو حیرت مین ہین جہانین بہت ایسی ویسی　　دیکھیے چشم حقیقت سے یہ شی ہے جیسی
کسنے دیکھی ہے بجز اسکے تجلی ایسی　　جلوہ حسن بتان کی ہے نمایش کیسی

اے دل اس باغ کا ہو گا چمن آرا کیسا

جو دکھاتا ہے دکھا کل کی عوض آج شتاب
مین نہین وہ کہ جو موسی کیطرح لاؤن نہ تاب
مجھسے دیدار طلب ہونگے جہانین کمیاب
ذوق دیدار مین بیخود ہون نکر مجھسے حجاب

اوٹھ گیا بیچ سے جب مین ہی تو پردا کیسا

قیس صحرائی و فرہاد تھا کوہستانی
پاس ننگون کے دھرا کیا تھا بجز عریانی
ایسے سامان ہون تو کس چیز کی ہو حیرانی
تپش و زاری و تنہائی و سرگردانی

گھر مین سب کچھ ہمین موجود ہے صحرا کیسا

جوشش عشق نمائی ابھی دیکھی کیا ہے
شدت اشک فشانی ابھی دیکھی کیا ہے
ہے تمھین سیر دکھائی ابھی دیکھی کیا ہے
میرے اشکونکی روانی ابھی دیکھی کیا ہے

گفتگو نوح کی طوفان مین ہے دریا کیسا

تھا مین اک بندۂ آسایش و صد عیش طلب
مجھکو کیا غم سے غرض اور الم سے مطلب
آسمان ٹوٹ پڑا ہاے ستم واے غضب
اور دکھ درد اگر ہون تو بھگت لون یارب

مجھکو بخشا ہے غم حوصلہ فرسا کیسا

جسمین انصاف ہو ضد ہو یہ طبیعت مین فرا
لوگ دکھ درد بیان کرتے ہین اوس سے اپنا
لطف کیا ہے دل ناداں اسے سمجھانے کا
جو ستمگار نہ ہو معتقد مہر و وفا

کیا وہ سمجھے کہ غم عشق ہی ہوتا کیسا

جھوٹ ہی جانتے ہین قیس کے افسانے کو
جان دیتے نہین دیکھا کسی دیوانے کو
خیر سے کھیل سمجھتے ہین وہ مرجانے کو
شمع پر دیکھ کے گرتے ہوئے پروانے کو

پوچھتے ہین کہ یہ ہوتا ہے تماشا کیسا

وداع کیا عرض کرین گے یونہین سارے خدام
نقد دل بخشدیا جبکہ بطور انعام
ہے تعجب زہی آپ کو فکر انجام
طلب بوسہ مین کیا چاہیے ناظم ابرام
وہ سچکے دل ہی تو پھر اوس سے تقاضا کیسا

مخمس غزل جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب کلب علی خان صاحب بہادر دام ملکہم و اقبالہم

رہی ہے برق عالم سوز آہ آتشین سون
مری فریاد سے گھبرا گئے ہین گردون نشین سون
اوٹھا طوفان جوش چشم تر سے ہر کہین سون
ہلے کیونکر نہ تیری رہگذر کی سرزمین سون
گر نالون سے مرے کانپا کیا عرش برین پر سون

بسر کی عمر جسنے رات دن عیش مخلد مین
وہ عاشق اسطرح سے مبتلا ہو رنج بیحد مین
گذرتی تھی پریزادون کو بھی جسکی خوشامد مین
بھلا کیا خاک سوئے چین سے وہ کنج مرقد مین
رہا ہو جسکے سر کا تکیہ دوش نازنین سون

سراپا نور ہے تو رنگ ہے تجھ مین تجلی کا
مصور خود ہے محو حسن کیونکر کھینچ سکے سایا
یہ ہے تصویر کی خوبی کہ سایہ ہو بہت اچھا
تری صورت کا نقشہ جب کبھی کھینچ جائیگا اودا
تو صنعت پر کریگا ناز صورت آفرین سون

وفور ضعف سے ہے عرض مطلب مین زبان قاصر
مزہ اس تیر آخر کا اوٹھائے گا وہی کافر
اشارہ ہی سے مجھے کرنا پڑا احوال دل ظاہر
عجب حسرت سے دیکھا ہے سو جانان دم آخر
رہیگی یاد اوسکو بھی نگاہ واپسین سون

کسی مہجور کو معشوق کی فرقت کا رونا ہے
کسی کو آبرو کا رنج ہے عزت کا رونا ہے

مجھے تقدیر کا رونا مجھے قسمت کا رونا ہی | نہ ہنسیے میرے رونے پر یہ آفت کا رونا ہی
کہ جسکو دیکھکر رویا کیے روح الامین برسون

چھپایا راز دل کس کس طرح ہمنے محبت مین | مگر کیا کیجیے بدنامیان تھین اپنی قسمت مین
یہی تھا ایک سوالی کا پردہ اس مصیبت مین | اوڑائین دھجیان ہاتھون نے اوسکی جوش وحشت مین
رہی تھی دیدۂ خونبار پر جو آستین برسون

پتا میرا کہین بھی صورت عنقا نہ پائینگے | کرینگے لاکھ میری جستجو اصلا نہ پائینگے
نہ پائینگے نہ پائینگے نہ مجھے حاشا نہ پائینگے | کیا عشق کرنے بے نشان ایسا نہ پائینگے
عدم مین بھی اگر ڈھونڈھینگے مجکو ہمنشین برسون

جراحت وہ جراحت ہی کہ جو ہو تازہ و گلگون | لہو جاری رہے اوس سے برنگ دیدۂ پرخون
بھرون تلوار کا دم اور قاتل کو دعائین دون | رفاقت لذت زخم جگر تیری مین جب جانون
کہ مرقد مین بھی سینے سے نکلے آفرین برسون

حیا نے اوسکو دی ہو رخصت گفتار بھی شاید | کبھی خوش ہو گئے ہون اوس سے کچھ اغیار بھی شاید
کیے ہون جھوٹے سچے وعدۂ دیدار بھی شاید | ہوے ہونگے کسی سے وصل کے اقرار بھی شاید
رہی ہم سے تو اوس بے رحم کافر کی نہین برسون

وہ شان مغفرت جبتک نہ رنگ اپنا دکھائے گی | عبادت کام آئے گی نہ طاعت کام آئے گی
کوئی یہ جبہہ سائی میرے لکھی کو مٹائے گی | نصیبون مین جو لکھی ہی برائی وہ نجائے گی
اگر رگڑونگا در پر کعبے کی نقش جبین برسون

ڈرایا یون دکھین پروانہ بنکر عین حکمت سے | نہین ہی کھیل کھنڈ مین پھنسا لینا شرارت سے
تلافی مین کرونگا تم ہو واقف میری عادت سے | اسیر دام گیسو دل ہوا تو یون بھی وحشت سے

نہ چھوڑون گا کبھی ہاتھون سے زلف عنبرین سون

بٹھایا ہی ہمین تقدیر نے بیٹھے ہین ہم تھک کر
قیامت تک نہ اوٹھینگے اگر برپا ہون سو محشر
یہی چوکھٹ یہی سر ہی یہی کوچہ یہی بستر
اسی امید پر شاید کسیدن آؤ تم باہر
نہ جائینگے تمہارے در سے ہم پھر بھی کہین سون

قضا سر پہ ہمارے وقت کی ہی منتظر ہردم
نکلتا ہی نہین تیری تمنا مین ہمارا دم
نہ مرتے ہین نہ جیتے ہین پڑے ہین کس بلا مین ہم
ترے کوچے مین ہی مدت سے ہم پر نزع کا عالم
گھڑی ساعت کا نقشہ ہمنے دیکھا ہی نہین سون

کریگا داغ کے مانند ادب آداب کوئی بھی
وہی عاجز ہوا تو لا سکے گا تاب کوئی بھی
گلا رکھے گا زیر خنجر بے آب کوئی بھی
جفا سے اوسکی ٹھہریگا نہ اہ نواب کوئی بھی
رہینگے دیکھ لینا تیرے جانا نہین ہمین برسون

مخمسہ بر غزل خاقانی ہند سلطان الشعرا شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی اوستاد مصنف

آزاد مثل سرو تھے بستانیون مین ہم
افتادہ مثل خار بیابانیون مین ہم
وارستہ ہوکے پھنس گئے نادانیون مین ہم
پابند جون نشان مین پریشانیون مین ہم
یا رب مین کسکی زلف کے زندانیون مین ہم

اولجھا وہین تصور خاطر شکستہ مین
سو پیچ ایک تار رگ جان خستہ مین
بندش شکستگی ہی دل فکر بستہ مین
ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ مین
لکھتے الف خطوں کی پریشانیون مین ہم

ہی وہ نظر فریب ترا حسن بے لقا
صل علی پکار اوٹھین شیخ و پارسا

ایمان کی یہ ہے ہوا ایمان ہی بجا
ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی سوا

رکھدین تری شبیہ جو کنعانیون مین ہم

ہو امتحان سوز محبت تمھین فضول
چودہ طبق جو ہون کرہ نار کیا حصول
خورشید اس چراغ کا ادنی ہے ایک پھول
دوزخ بھی جائے نعرۂ دل مین مزید بھول

لا مین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم

بھاگے دوائے عشق سے تاثیر کیطرح
تدبیر سے خلاف ہین تقدیر کیطرح
حلقے مین کب سکے رہے تیر کیطرح
زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کیطرح

جوش جنون سے رہتے ہین جولانیون مین ہم

بیتاب و خوفناک و سراسیمہ تباہ
کیا کیا پھرے کہانسے کہانتک گئے ہم آہ
دار الامان ہمارے لیے ہوگی دادخواہ
پائی نہ تیغ عشق سے چھٹنے کہین پناہ

قرب حرم مین بھی ہین قربانیون مین ہم

تیغ جفا کے دلپہ نہین ہین نشان کہین
کیا جانین چارہ گر نہین انکو گمان کہین
اور ہین جو چاک سینے کے ظاہر ہین ہان کہین
سینے کی چاک سینے کی فرصت کہان ہین

مصروف زخم دل کی نمکسائیون مین ہم

آنکھین اگر ہون خشک کلیجا تو تر رہے
اس اوس ہی سے پیاس تشنگی اگر رہے
اب کیا ہے کہ مثل چراغ سحر رہے
نم بھی نہین جگر مین رہا اسقدر رہے

سرگرم سوز عشق سے مہمانیون مین ہم

شارع کا قول کچھ ہے تو کہتا ہے کچھ حکیم
سچ یہ کہ ایک کی بھی نہین سنتے مستقیم
ہم سے جو اوس چھپے تو خدا اسکا ہے علیم
کیا جانین ہم زمانے کو حادث ہے یا قدیم

کچھ ہو بلا سے اپنے کہ ہین فانیون مین ہم

ملتی جو موت چاہتے پروردگار سے | افسوس ہے کہ وقت گیا اختیار سے
ہی ہی نہ مر گئے قلق انتظار سے | کیون جی سکے [illegible] شرمسار سے

اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم

پھر دوٹے ہاتھ جیب و گریبان کو ہو نوید | پھر نکلے پاؤن خار مغیلان کو ہو نوید
کہسار کو خوشی ہو بیابان کو ہو نوید | پاکوبیون کی فرد ہو زندان کو ہو نوید

پھر ہین جنون کے سلسلہ جنبانیون مین ہم

زاہد کا خوف ہے نہ خطر خوش ہین رات دن | پیتے ہین چھپکے شام و سحر خوش ہین رات دن
ساغر کش خیال نظر خوش ہین رات دن | پوشیدہ وان نگاہ کہین سرخوش ہین رات دن

شرب الیہود کرتے ہین نصرانیون مین ہم

سر خفی جو خاک کے پتلے مین بھر دیا | کیا جانین اوسکو جن و ملک ہے یہ بھید کیا
یان اہل معرفت کو بھی ملتا نہین پتا | مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا

جون خط سر نوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہم کو ملی ہے قسمت تصویر آئینہ | حیرت ہے اپنی حیرت تصویر آئینہ
کچھ بولے کب ہے طاقت تصویر آئینہ | ہین آئینے مین صورت تصویر آئینہ

آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

کیا منت پری کی باد صبا راہبر نہو | کیا یون وصال گلشن و گلہائے تر نہو
یہ حکم ہے صبا کو کہ بازو سے پر نہو | ہم کدورت دل صیاد گر نہو

کیا کیا اوڑائین خاک پرافشانیون مین ہم

گو فرق صبح شام ہی ظلمت کو نور سے | دونون کا ہی ظہور ہمارے ظہور سے
ہوجاے رات دو دو دل ناصبور سے | دکھلائین روز حشر کو بین السطور سے
اپنے سیاہ نامے کی طولانیون مین ہم

کیا خاک سطح ہو داغ کے مانند راہ شوق | سارے جہان کی تیز رووٗن پر ہی اوسکو فوق
زنجیر پانو مین ہی نہ گردن مین اپنے طوق | جا سکتے ضعف سے نہین کوچے مین اوسکے فوق
بہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

خمسہ مصنف بر غزل خود

تھی پریشان انتظار سے آنکھ | نہین ملتی تھی ایک یار سے آنکھ
تنگ ہی ہو گئی قرار سے آنکھ | لڑ گئی یار گلعذار سے آنکھ
اب نہین جھپتی ہزار سے آنکھ

توبہ کیا اور التجا کیسا | تاکنا جھانکنا ہمیشہ رہا
یہ نظر بازیان ہین سخت بلا | دید کا بھی ہی کیا برا لپکا
نہین رہتی ذرا قرار سے آنکھ

تکتی پڑتی ہی اک محبت سے | خود بخود جھانک رہی ہی الفت سے
صاف ہی آئینے کی صورت سے | کچھ وہ حیرت سے کچھ وہ حسرت سے
خوب بنتی ہی انتظار سے آنکھ

جب مری قبر پر گذر کیجے | پھر تغافل نہ اسقدر کیجے
کام جو کیجے دیکھکر کیجے | تو وہ ناوک نظر کیجے
کیون چرائی مرے مزار سے آنکھ

یار ہی زود خشم و تیز مزاج
نظر آتا نہین کچھ اسکا علاج
جسکے غصے سے ہو جہان تاراج
اوسکو دیکھا ہی جو مکدر آج
بھر گئی سرمۂ غبار سے آنکھ

چار آنسو بھی جب بہائے ہین
عشق نے رنگ کیا دکھائے ہین
دل کے ٹکڑے مژہ پر آئے ہین
اشک خونین نے گل کھلائے ہین
آج آئی ہی کس بہار سے آنکھ

نگہ یار ہی غضب قاتل
جس کو دیکھا وہ ہو گیا بسمل
اس بلا سے نجات ہی مشکل
کیا بچے ناوک نظر سے دل
چوکتی ہی نہین شکار سے آنکھ

بزم مین کوئی انجمن آرا
دے وہ بھر بھر کے ساغر صہبا
مہربان ہو اگر تو کیا کہنا
دو بدو بوت ہی میکشی کا مزا
جام سے لب ملے تو یار سے آنکھ

اللہ اللہ رے نازکی دماغ
ہو گیا عیش جاودان سے فراغ
گل ہی گل سونگھتے مین باغ ہی باغ
نشہ تیرا اوتر گیا ای داغ
کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ

خمسہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مغفور لکھنوی

پہلے تھا دخل یہ دشوار ترے کوچے مین
اب تو ہی مجمع اغیار ترے کوچے مین
کہ صبا کو بھی نہ تھا بار ترے کوچے مین
زور ہی گرمی بازار ترے کوچے مین
جمع ہین تیرے خریدار ترے کوچے مین

تو نے غرفے سے جو کچھ ہم کو دکھایا جھلکا
ہو گئے بیخود و بیہوش ہم ای ہوش ربا
اب کہان جائین کدھر جائین ترے در کے سوا
دیکھکر تجکو قدم اوٹھ نہین سکتا اپنا
بن گئے صورت دیوار ترے کوچے مین

ہی محبت بھی تری قہر خدا سخت عذاب
کر دیا ایک رسالے کو اسی نے بیتاب
کفر و اسلام ہوا دونون گھرون مین نایاب
دیر ویران ہی ترے عہد مین کعبہ ہی خراب
جمع ہین کافر و دیندار ترے کوچے مین

کیا خبر ہی تجھے کس حال مین ہون کیا ہون
جادۂ راہ کہ مین نقش قدم ہون کیا ہون
آسمان ٹوٹ پڑے مجھ پہ جو اوٹھنا چاہون
پانون پھیلائے زمین پر مین پڑا رہتا ہون
صورت سایۂ دیوار ترے کوچے مین

خاک سے کتنے ہم آغوش پڑے رہتے ہین
بیخود و غافل و خاموش پڑے رہتے ہین
صورت بیکس و بیہوش پڑے رہتے ہین
روز یان سیکڑون بیہوش پڑے رہتے ہین
ہی مگر خانۂ خمار ترے کوچے مین

آرزو ہی دل بیتاب کی فریاد سنے
کہ ترے کان تک آواز ہماری پہونچے
پر جو اندیشہ ہی یہ بھی کوئی پہچان نہ لے
پاسبانون کی طرح رات کو بیتابی سے
نالے ہم کرتے ہین ای یار ترے کوچے مین

تھی نہ امید ہمین ایسی فسون سازی کی
لے نے تو چھوٹتے ہی ہم سے دغا بازی کی
ہائے کمبخت نے کیسی غلط اندازی کی
زور ہی عشق نے یہ تفرقہ پردازی کی
ہم ہین زندان مین دل زار ترے کوچے مین

شکل فرہاد جنون پیشہ و مثل مجنون
خاک برباد کرے میری نہ چرخ واژون

دے اجازت تو رہوں تا بقیامت ممنون | آرزو ہی جو مرون بھی تو یہین دفن بھی ہون

ہی جگہ تھوڑی سی درکار ترے کوچے مین

دوست دشمن مین سبھی تیری ادا پر مائل | خنجر رشک سے ہر ایک ہوا ہی بسمل
تمکو پروا نہین غمگین ہو کوئی خوش دل | گر رہی مین ترے ابرو کے اشارے قاتل

آج کل چلتی ہی تلوار ترے کوچے مین

بے کہے اور سنے کیا ہو وفا کا اظہار | عار سننے سے تجھے ہی اوسے کہنا دشوار
داغ نے آج یہ دیکھا ہی کہ ہو کر ناچار | حال دل کہنے کی ناصح جو نہین پایا بار

پھینکتا ہی وہ اشعار ترے کوچے مین

شہر آشوب

فلک زمین و ملائک جناب تھی دلی | بہشت و خلد سے بھی انتخاب تھی دلی
جواب کاہے کو تھا لا جواب تھی دلی | مگر خیال سے دیکھا تو خواب تھی دلی

پڑی ہین آنکھین وہان جو جگہ تھی نرگس کی
خبر نہین کہ اسے کھا گئی نظر کس کی

یہ شہر وہ ہی کہ انسان و جان کا دل تھا | یہ شہر وہ ہی کہ ہر قدردان کا دل تھا
یہ شہر وہ ہی کہ ہندوستان کا دل تھا | یہ شہر وہ ہی کہ سارے جہان کا دل تھا

رہی نہ آدھی یہان سنگ و خشت کی صورت
بنی ہوئی تھی جو سارے بہشت کی صورت

یہان کی شام تھی مانند صبح نورانی | یہان کے ذرے مین تھی مہر کی درخشانی
یہان کے سنگ سے تھا تیرہ لعل رمانی | یہان کی خاک سے ہوتا تھا آئینہ پانی

یہ شہر وہ ہے کہ سایا بھی نور تھا اسکا
چراغ رشک تجلی طور تھا اسکا

فلک تھا خوبی و حسن و جمال کا دشمن
عدو ہے اہل کمال اور کمال کا دشمن
صباح عشرت و شام وصال کا دشمن
غضب ہے اب تو ہوا جان و مال کا دشمن

پھرے ہے جو تلاشی ہے نقد جان کے لیے
خضر بھی رو بیٹھے اب عمر جاودان کے لیے

خدا پرستون کا شیوہ جفا پرستی ہے
بجاے ابر کرم مفلسی برستی ہے
جو مال مست تھے اب اون کو فاقہ مستی ہے
تبنگ جینے سے ہین ایسی تنگدستی ہے

غضب مین آئی رعیت بلا مین شہر آیا
یہ پُر بلا نہین آئے خدا کا قہر آیا

زبان سے کہتے ہوئے آئے دین دین لعین
وہ جانتے ہی نہ تھے چیز کیا ہے دین مبین
جو مانا دین کوئی تھا تو کوئی کہتا دین
کیے ہین قتل زن اور بچے کیسے کیسے حسین

روا نہ تھا کسی مذہب مین جو وہ کام کیا
غرض وہ کام کیا کام ہی تمام کیا

عجیب شکل گل و گلستان نظر آئی
جب اوٹھ گئے تو ترہ غنچگان نظر آئی
پڑین جدھر کو نگاہین خزان نظر آئی
تو کوئی عیش کی صورت نہ یان نظر آئی

وہ گلرخان سمن بو کے قہقہے نہ رہے
وہ بلبلان خوش الحان کے چہچہے نہ رہے

فلک نے قہر و غضب تاک تاک کر ڈالا
تمام پردۂ ناموس چاک کر ڈالا

یکایک ایک جہان کو ہلاک کر ڈالا — غرض کہ لاکھ کا گھر اوسنے خاک کر ڈالا

جلین مین دھوپ مین سکھلین جو ماہتاب کی تھین
چنین مین کانٹو مین جو پتیان گلاب کی تھین

کھلایا زہر ستمگر نے پان کے بدلے — پلایا خون جگر پیچوان کے بدلے
نصیب وار ہوئی ہر نشان کے بدلے — ملا نہ گور گڑھا بھی مکان کے بدلے

یہ دعوت فلک کینہ ساز تو دیکھو
پھر اوسپر اس ستم آرا کے ناز تو دیکھو

زمین کے حال پہ اب آسمان روتا ہی — ہر اک فراق مکین مین مکان روتا ہی
گدا و شاہ ضعیف اور جوان روتا ہی — غرض یہان کے لیے اک جہان روتا ہی

جو کہیے جوشش طوفان نہین کہی جاتی
یہان تو نوح کی کشتی بھی ڈوب ہی جاتی

لہو کے چشمے مین چشم پر آب کی صورت — شکستہ کاسہ سر ہین حباب کی صورت
لٹے مین گھر دل خانہ خراب کی صورت — کہان یہ حشر مین تو بہ عذاب کی صورت

زبان تیغ سے پرسش ہی داد خواہون کی
رسن ہی طوق ہی گردن ہی بیگناہون کی

یہ وہ جگہ ہی کہ عبرت پہ عبرت آتی ہی — یہ وہ جگہ ہی کہ حسرت پہ حسرت آتی ہی
یہ وہ جگہ ہی کہ آفت پہ آفت آتی ہی — یہ وہ جگہ ہی کہ شامت پہ شامت آتی ہی

یہ وہ جگہ ہی جہان بیکسی بھی ڈر ڈر جائے
یہ وہ جگہ ہی اجل خوف کھا کے مر جائے

بزنگ بوئے گل اہل چمن چمن سے چلے | غریب چھوٹ کے اپنا وطن وطن سے چلے
نہ پوچھو مُردون کو بیچارے جس چلن سے چلے | قیامت آئی کہ مُردے نکل کفن سے چلے

مقام امن جو ڈھونڈھا تو راہ بھی نہ ملی
یہ قہر تھا کہ خدا سے پناہ بھی نہ ملی

جو تھی تو آفتی کاکل سے زہر کی گرمی | جو تھی تو شعلہ مداران شہر کی گرمی
نہ دیکھین جو نگہ خشم و قہر کی گرمی | اُٹھائین ہائے وہ جلتی دوپہر کی گرمی

طپش سے ریگ بیابان بھی آفتاب ہوئی
زمین مگر کرۂ نار کا جواب ہوئی

جگہ جگہ تھے زمیندار دار کی صورت | چڑھے ہی آتے تھے سر پہ بخار کی صورت
بلا سے کم نہ تھی ہر اک گنوار کی صورت | چھپی نہ اون سے پر اہل دیار کی صورت

کسی جگہ جو کوئی ہو کے بیقرار آیا
تو اہل قریہ یہ بولے کہ لو شکار آیا

زبان جو بدلین تو صورت بدل نہین آتی | ملین جو خاک بھی منھ پر تو مل نہین آتی
کسی طرح کسی پہلو سے کل نہین آتی | پکارتے ہین اجل کو اجل نہین آتی

جو سر کو پھوڑین تو پتھر پرسے سرکتے ہین
جو لوٹین کانٹون پہ کانٹے الگ کھٹکتے ہین

پیادہ پا ہون روان شہسوار صد افسوس | لہو کے گھونٹ پیین بادہ خوار صد افسوس
ذلیل و خوار ہون اہل وقار صد افسوس | ہزار حیف دل بیقرار صد افسوس

جھکے ہین بار الم سے تنے ہوئے کیسے

بگڑ گئے ہین یکایک بنے ہوئے کیسے

بنا ہی خال سیہ رنگ مہ جمالون کا
دوتا ہوا ہی قدِ راست نونہالون کا
جو زور آہون کا لب پر تو شور نالون کا
عجیب حال دگرگون ہی دل والون کا

کوئی مراد جو چاہی حصول ہی نہ ہوئی
دعاے مرگ جو مانگی قبول ہی نہ ہوئی

غضب ہی بخت بد ایسے ہمارے ہو جائین
کہین جو لعل و گہر سنگ پارے ہو جائین
جو دانہ چاہین تو خرمن شرارے ہو جائین
جو مانگین پانی تو دریا کنارے ہو جائین

پیین جو آبِ بقا بھی تو زہر ہو جائے
جو چاہین رحمتِ باری تو قہر ہو جائے

جہاز ایسا تباہی مین آگیا اپنا
ملا نہ تختہ تری تک کہین پتا اپنا
رہا نہ آہ زمانے مین آشنا اپنا
بجز خدا کے نہین کوئی ناخدا اپنا

کسی سے ڈوبے ہوے ایسے کب نکلتے ہین
یہان سے حضرتِ الیاس بچکے چلتے ہین

یہی محاسبہ پرسش ہی نکتہ دانون کی
تلاش پھر سیاست ہی خوش زبانون کی
جو نوکری ہی تو اب یہ ہی نوجوانون کی
کہ حکم عام ہی بھرتی ہی قید خانون کی

یہ اہلِ سیف و قلم کا ہو چکا حال تباہ
کمال کیون نہ پھرے دربدر کمال تباہ

کہان تک آہ کہون اسکا حال بربادی
کہان تک آہ کہون آسمان کی جلادی
کسی کو قید محن سے نہین ہی آزادی
کہ داغ داغ ہی دل ہر کوئی ہی فریادی

الٰہی پھر اسے آباد و شاد دیکھین ہم
الٰہی پھر اسے حسب مراد دیکھین ہم
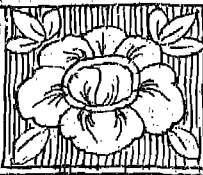
قصائد در مدح حضرت ظل سبحانی خلیفۂ رحمانی خادم حضرت ختمی پناہی حاجی حرمین شریفین مشیر قیصرۂ ہند جناب ہلال رکاب نواب کلب علی خان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس اعظم طبقۂ اعلای ستارۂ ہند دام ملکہم و اقبالہم

کہان وہ عقدۂ لاحل کہان وہ سخت دشواری
ہوئی پابند آزادی سے اب میری گرفتاری

ترقی پر مرا طالع بلندی پر مرا اختر
ہوئی معدوم میرے بخت واژون کی نگونساری

تلافی ہوگئی حسرت کی عشرت ہاے قسمت
مبدل ہوگئی آسانیون سے میری دشواری

نہ آشفتہ دماغی ہے نہ وہ برہم مزاجی ہے
گئی میری پریشانی مٹی آشفتگی ساری

نہ وہ سر مین مرا سودا نہ وہ دلمین مرے وحشت
نہ وہ ٹکڑے کلیجے کے نہ وہ مژگان کی خونباری

شگفتہ دل مرا اتنا کہ جتنا تنگدل غنچہ
مجھے وہ خواب راحت جسقدر نرگس کو بیداری

طبیعت مین مری ایسی نزاکت ہے لطافت ہے
کہ مضمون میان یار بھی زنجیر ہے بھاری

زمانے نے یکایک چھوڑدی سب ظلم کی عادت
فلک نے یک قلم موقوف کی طرز ستمگاری

تہی دست ستم ہوکر فلک کا حال ایسا ہے
کہ جیسے خسرو محتاج کو ہو سخت ناچاری

ہنرمندون کو ہے اپنے ہنر سے بہرۂ وافی
طبیعت اہل ہمت کی کسی فن مین نہین عاری

سیہ کارونکا دل بھی ہے مثال مہر نورانی
کہ داغ تیرگی دہوتا ہے آب رحمت باری

دل عشاق کو معشوق ارمانون سے لیتے ہین
وہ ہی لفت کے سودے کی جہانین گرم بازاری

سرور بادہ عشرت سے میکش مست و بیخود ہین
اوٹھا کر طاق پر زہدون نے رکھدی اپنی ہشیاری

کرے گر میکشی کو منع وہ اس دور عشرت مین
گر سے شیخ کو دینی پڑی اولٹی گنہگاری

جراحت کے عوض راحت ہوئی اس دور مین پیدا
بنا مرہم دل افگاران غم کا چرخ زنگاری

زمانے کا جو بدلا رنگ تو اسکا یہ باعث ہے
ہوا ہے مسند آرا آج وہ فخر جہان داری

امیر المسلمین کلب علی خان خسرو دوران
وہ فیاض زمان جسکے ہے چشمہ فیض کا جاری

مہ اقبال و دولت آفتاب ثروت و شوکت
جہان جود و ہمت آفتاب عدل و دینداری

فریدون فر و رستم رزم و جم بزم و فلاطون عقل
سکندر جاہ و حاتم بذل و دارا سے سپہداری

لکھون اک مطلع دلچسپ ایسا جو حاضر مین
کہین حسنت سنکر سبکو سب اشخاص درباری

مطلع

ترے ابر کرم نے کی جو عالم مین گہرباری
تو آب گوہر خوش آب سے دریا ہوا جاری

بنا البیک سکہ سیم و زر پر آج وہ دن ہے
حریم دل مین مفلس کے نہ بیٹھا داغ ناداری

زلال لطف کی تاثیر سے مٹجائے شور ایسا
یقین ہے اب نہ نکلے حشر تک بھی کنوان کھاری

ترا دل بادہ پندار سے خالی نظر آیا
جو ہے تو تشنہ عرفان ہے چشم شوق مین طاری

ہوا ہے خواب و بیداری کا عالم ایک صورت پر
تری شب کو سحر کہیے تری غفلت کو ہشیاری

جو وہ تھے ماہ کنعان تو ہے مہر عالم امکان
ہوا ہے تجھمین اور یوسف مین فرق خواب و بیداری

وہ تیرا عہد ہے علم و عمل سے شاد رہتے ہین
فقیہ و مفتی و صوفی و شیخ و حافظ و قاری

جہانمین امن کیا ہے کیا تری ظل حمایت سے
کہ اک عالم ہوا ہے امن اللہ کی نگہداری

کسی کا دل تو کیسا آنکھ بھی دکھتے نہین آتی
مٹائی عدل نے تیری یہانتک مردم آزاری

زر غنچہ اوڑا لے تو صبا اوڑ کر کہان جائے — تری تحقیق سے ہو شمع کا بھی ہیچ فراری
نہ کیون ہو بخشش دست در لعل سے شادمان عالم — کرم کرنا تری عادت جفا سے تجکو بیزاری
بگولہ بھی ہوا پرکل گنبد بن کے قائم ہو — یہان تک گم ہوئی خانہ خرابی خانہ مسماری
ملی دزد حنا کو اندنون خدمت امینی کی — دل عشاق کی کرنی پڑی کسکو خبرداری
مقابل مین ترے خواہان زینت ہو اگر دشمن — کرے زخمون سے تیری تیغ اوسکے تن پہ گلکاری
ترے ڈر سے عدو کے روبرو یکے یون ٹپکے آنسو — کہ جیسے سطح سے خون تیغ اوکی ہو پچکاری
سمندر مین سمندر ہون جہان اوسکے شرر پیدا — جو چمکے آتش قہر و غضب کی تیری چنگاری
تری محفل کا جو سامان ہے ثانی نہین رکھتا — کھلین جمشید کی آنکھین اگر دیکھے یہ تیاری
تری بزم طرب انگیز و عشرت خیز ایسی ہے — تمنا جسکی کرتے ہین پریویان فرخاری
یہ وہ سرکار عالی ہے کہ جس سے فیض پاتے ہین — بدخشانی و طہرانی و شیرازی و بلغاری
یہ وہ درگاہ والا جاہ ہے جسکی سلامی ہین — حجازی و عراقی رومی و چینی و تاتاری
سخن فہم و سخن گستر سخندان و سخن پرور — تجھی سے نظم کو رونق تجھی سے حسن نثاری
زبان کھولے نہ مثل شمع جلکر خاک ہو جائے — سنے سحبان وائل بھی اگر یہ طرز گفتاری
ق
ترے پیل فلک رفعت کی شوکت پر یہ لازم ہے — مشابہ کیجیے کہسار سے اوسکی گران باری
گرانباری ہے ایسی وہ سبک رفتار ہے ایسا — نفس کو جسطرح سینے مین حاصل ہو سبکساری
ق
ترے اسپ پری پیکر کی چالاکی کا کیا کہنا — نہین آتی تصور مین بھی جسکی تیز رفتاری
وہ پہنچے اسطرح اک جست مین مشرق سے مغرب تک — کہ جیسے آہ عاشق ہو رسا تا چرخ زنگاری
مرا کیا منہ جو تیری مدح پوری ہو سکے مجھسے — کہ تیرا وصف بیحد اور میری طبع ہے عاری
ہنر آیا نہ مجکو کوئی اور آیا تو یہ آیا — مرا ہے کام ناکامی مرا ہے کار بیکاری

ترے الطاف بے پایان سے ہوئین منفعل لمین — نہین ہوتا ادا مجھ سے ترا حق نمک خواری
مگر ہان اس سہارے پر گذر جائے گذر جائے — ترا شیوہ کرم کرنا مری خصلت وفاداری
سراپا وصف ہی تو وصف تیرا ادعا کیا لکھے — دعا پر ختم کرتا ہی قصیدے کو بناچاری
رہین جبتک الٰہی مہر و ماہ و کوکب و اختر — رہے جبتک الٰہی اسمین پر چرخ زنگاری
ہمیشہ خیر خواہون کو تو عیش جاودانی ہو — ترے بدخواہ کو حاصل ہمیشہ ذلت و خواری
پئے تلوار تیری ہر گھڑی خون دل اعدا — ترا خنجر کرے دائم ترے دشمن کی خونخواری
دعا اٹھون پہر ہی ہفت اقلیم آئے قبضے مین — ترے قبضے کی ٹھہری ربع مسکون جاگیرداری

ایضاً

ہی روز جشن کیون نکرے روزگار عیش — ایسا ایک تھم کے بدلے ہین سو سو ہزار عیش
رنگین نشاط سے ہی سپید و سیاہ دہر — ہی ابلق زمانہ پہ گویا سوار عیش
اس عمکدے کو چرخ نے عشرتکدہ کیا — اب دیکھیے دکھائے گا کیا کیا بہار عیش
سارے اسیر درد و الم غم سے چھٹ گئے — طوق گلو کے بدلے گلے کا ہی ہار عیش
اہل زمین کو زیر فلک جوشش نشاط — آسودگان خاک کو زیر مزار عیش
اللہ رے اسکی گرمی ہنگامہ سرور — کیا کیا نکالتا ہی دلون کا بخار عیش
رحمت سے حق کے دور نہین جنتی کی طرح — گر آج دوزخی کو ملین بیشمار عیش
لکھا کسی نے بھول کے گر کوئی حرف غم — نکلا زبان خامہ سے بے اختیار عیش
لانے لگا نہال محبت گل مراد — بنتا ہی نخل غم کے لیے برگ و بار عیش
ہر مردہ دل کے واسطے آب حیات ہی — دھوتا ہی دل سے تیرہ دلونکے غبار عیش
دام خوشی مین سب کو گرفتار کر لیا — کرتا ہی غمزدون کے دلونکا شکار عیش

جوش نشاط و فرط خوشی سے عجب نہین / آخر کو غمزدون کے دلون پر ہو بار عیش

دیکھا جو مین نے حال زمانے کا اسطرح / یعنے کہ اک جہان کا ہوا کاروبار عیش

حیران ہوا کہ بار خدا ماجرا ہی کیا / دیتا ہی کس کو یہ فلک کینہ کار عیش

مجھسے کہا یہ دل نے کہ حیران ہی کس لیے / دنیا مین ہین ہزار طرح کے ہزار عیش

یہ بھی کوئی گھڑی تھی خوشی کی کہ آگئی / غم اوڑ گیا جہان سے ہوا غمگسار عیش

تو غمزدہ ہی آپ سے نادان کسلیے / گر تو بھی خوب عیش جو ہو سازگار عیش

گذرے جو دم خوشی سے تو غافل گذار دے / ہوتا ہی کس کے واسطے یان بار بار عیش

گر عیش ہو نصیب تو بندہ ہو عیش کا / خصلت تیری نشاط ہو تیرا شعار عیش

گر بس چلے تو ہاتھ سے مینائے می نہ رکھ / جی بھر کے خوب پی کہ جو ہو خوشگوار عیش

ٹھہرے جو کوئی دم تو غنیمت اسے سمجھ / عاشق کے دل کیطرح سے ہی بیقرار عیش

ڈر انقلاب دہر سے کر غم سے اجتناب / غم دے دور پھینک کے کر استوار عیش

یہ دوستی کرے تو اسی کی ہو دوستی / گر دوستدار ہی تو ترا دوستدار عیش

لیکن بشر کو چاہیے انجام کا خیال / اس پر رہے نظر کہ ہی ناپائدار عیش

غم بھی خوشی کے ساتھ ہی انسان کے واسطے / اس پر نہ بھول تو کہ ہوا خوب یار عیش

معشوق و بادہ سیر چمن بزم دوستان / دنیا مین چار دن کے لیے ہین یہ چار عیش

تکیہ نکر تو اس پہ کہ دائم رہون گا شاد / یہ عیش چار دن کا ہی بے اعتبار عیش

تدبیر کوئی چاہیے عیش دوام کی / تقدیر سے نصیب ہون تجکو ہزار عیش

کر مدح اوس رئیس ذوالاقتدار کی / جسکی ثنا سے ہو تجھے اب سازگار عیش

جمشید عصر کلب علیخان فلک جناب / ہوتا ہی جسکی ذات سے صاحب وقار عیش

مطلع وہ لکھ کہ جسمین بندھے سربسر سرور / ٹپکے ہر ایک لفظ سے بے اختیار عیش

مطلع

ہین دست بستہ واسطے تیرے ہزار عیش / تیری خوشی میں لطف تو خدمت گذار عیش
اللہ رہی تیری نشہ کی سرشاری سرور / جسکا اوتار عیش ہی جسکا خمار عیش
ٹھہرا ازل سے تا بہ ابد تیرے واسطے / کرتا ہی ورنہ چار گھڑی کب قرار عیش
مرہم پذیر عہد مین تیرے ہوا تمام / جمشید کے زمانے مین تھا دلفگار عیش
دیکھا جو آنکھ اوٹھا کے تو آئی نظر خوشی / ہی تیرے روے صاف کا آئینہ دار عیش
ہی روشنی جہان مین نشاط و سرور کی / چمکا ہی تیرے عہد مین خورشید وار عیش
آکر ترے زمانے مین اوسکے کھلے نصیب / مدت سے کھینچتا تھا پڑا انتظار عیش
کیا خانقاہ و میکدہ عشرت کدے ہین سب / صوفی کرین خوشی تو کرین بادہ خوار عیش
ہی رنگ رنگ عیش مگر تیرے عہد مین / ہی رند گر کہین کہین پرہیزگار عیش
تیری زبان ہلی کہ جہان ہوگیا نہال / رہتا ہی تیرے حکم کا امیدوار عیش
اسکا کہین نشان تو کیا نام ہی نہ تھا / تو نے کیا ظہور ہوا آشکار عیش
پوری پڑے نہ محفل جمشید مین کبھی / جبتک نہ تیری بزم سے لے مستعار عیش
رہنا بہشتیون کو ہو جنت مین اک عذاب / گر خلد سے ہو بزم کا تیری دوچار عیش
مست شراب عیش ہین سب تیری بزم مین / اک ہوشیار ہی تو بہت ہوشیار عیش
جز عیش کسکو بار ترہی بارگاہ مین / ہی عیش ہی کے واسطے لوٹے بہار عیش
شمع جمال پر ترے پروانہ ہی خوشی / جام نشاط ہی سے ترے بادہ خوار عیش
آہو ہی شیر عہد مین تیرے پلنگ پر / صحراے وحشیون کو ہی تا کوہسار عیش

جمشید کی جبین پہ یہ خط ہو کے مٹ گیا | ہان قصر خوش نگار کا نقش و نگار عیش

تو تلخ بھی سنائے تو یون جی کو لطف آئے | جیسے شراب تلخ سے ہو خوشگوار عیش

کیا تیری بزم عیش کی کیفیتین لکھون | جس جا ہو بیحجاب خوشی بیشمار عیش

گر ہی خوشی رفیق تو ہمدم ترا نشاط | گر دوست خرمی ہی تو یارون کا یار عیش

دن عیش رات عیش سحر عیش شام عیش | گہ دوستدار عیش گہے غمگسار عیش

ہی لاکھ لاکھ جان سے صدقے ترے خوشی | ہی لاکھ لاکھ جان سے تجھپر نثار عیش

آرام کیون رہے نہ رعیت کو بیشمار | سرکار مین حضور کے ہی اہلکار عیش

کرتا ہون اب دعا پہ قصیدے کو ختم مین | شاید کہ اس دعا سے ہو میرا بھی یار عیش

پھولین پھلین نہ عیش مین کبھی تیرے مدعی | ہو تیرے دشمنون کے کلیجے مین خار عیش

جلتے ہین تیری عیش سے از بس بہت حسود | بنتا ہی اونکی جان کو برق و شرار عیش

کھٹکے نہ پاس جیسے ترے دوستون کے رنج | یون تیرے دشمنون سے کرے زینہار عیش

جبتک رہے جہان مین یارب خوشی کی دھوم | جبتک خوشی کے ساتھ رہے نامدار عیش

جبتک رہے زمانہ آلہی پئے نشاط | جبتک ہو روزگار رہے روزگار عیش

جبتک ہی آسمان کے لیے گردش سعید | جبتک اس آسمان سے کرین بختیار عیش

جبتک رہے یہ باغ جہان اک بہار پر | جبتک کرے ہزار چمن مین ہزار عیش

یارب رہے ہمیشہ ہم آغوش عیش سے | تو ہمکنار عیش ترا ہمکنار عیش

یہ داغ ہیچ خوان ہی تکھوار و جان نثار | ہون اسکو اک نگاہ سے تیری ہزار عیش

قطعہ تاریخ تشریف آوری جناب مستطاب نواب محمد یوسف علی خان صاحب

بہادر فردوس مکان تاب ثراہ از کلکتہ

کیا ولیعہد اور نواب سے آئے آج — برج صد حشمت سے کے دو کوکب آئے
دو مسیحا آئے بہر درد ہجر — خاطر طالب سے کے دو مطلب آئے
دو قمر اکبار آئے مین نظر — تھا زبانون پر یہی جس شب آئے
تو وہ اس آمد کا ہی سامان زیست — جان مین جان آئی گویا جب آئے
بہر استقبال مین پونہچا مگر — کون جانے کون آئے کب آئے
گوش بر آواز و لب پر ہی دعا — مجکو سنوا دے کہین یا رب آئے
دیکھکر گرد سواری یک بیک — منتظر یون بول اوٹھے سب آئے
ایک کی تھی ایک سے تکرار یہ — سیر اجذب شوق لایا جب آئے
داغ نے بھی پیشکش تاریخ کی — شان و شوکت جاہ و اقبال اب آئے ۱۲۸۰

تعریف جشن شہا جاہ دوام ملکہ ۱۲۸۲ھ

تہنیت جشن نایاب ۱۲۸۲ھ

پھر کر شراب صباحت پلا آج جام مین — ساقی ہو انجمن کی زبان پر ترانہ آج
رنگین بدل شبانہ تعجب نہین گر اب — شادی کا زہرہ رنگ سے شادیانہ آج
پریون کا جمگھٹا و حسینون کا جلسہ ہی — کیا ایک رنگ پر ہی جشن شہانہ آج
فانوس جھاڑ آئینے تصویر لیمپ بھی — چمکا ہی بزم جشن سے دیوان خانہ آج
سارے ہی جلوہ کلب علیخان کے دم سے آج — عہد سرور آج ہی جشن شہانہ آج
آفاق کیا سخا و کرم سے کیا بحال — حاتم کا کیا مٹایا جہان سے فسانہ آج

یہ سروری کہ داد و دہش اسقدر کہیں | کیا کیا دیا ہی دولت و مال و خزانہ آج
پیدا کہان ہی لعل خوش آب آج کوہ مین | کیتا رہا صدف مین نہ گوہر کا دانہ آج
سہیم ہی سجدہ ریز نہان فرق فرقدان | کیا کیا ہوا بلند ترا آستانہ آج
کچھ سہم کے نہیب سے تھرائے شکل سید | تھکے جو مدعی پہ ترا تازیانہ آج
معج عطا سے پاس ہوا خواہ شادمان | حاسد کا دم ہی تن سے ہوشیک روانہ آج

تمت دلغ مدح سنج مداح نواب بالخیر

از نتائج افکار در بار جناب نواب ضیاء الدین احمد خان صاحب بہادر متخلص بہ نیر درخشان دہلوی

نازم آن نخلبند معنی را
در خوشبوی عطر بیز دماغ
سعی نغز از دلش ریزان
صفحہ خاطرش خفتن سراغ
ہر گہ از طبع تازہ اش دلخواہ
زدہ دلہا جدید سکۂ داغ

کہ بہارست از سخن صد باغ
اوج نازک خیالی اورا
چون می ناب از کنارا یاغ
جمع کردہ کلام روشن خویش
للہ الحمد دست داد فراغ
ساخت این قطعہ نیر از دہلی

گل رنگین باغ دل افروز
باید آن سوی عرش جست سراغ
کردہ مشکین غزال مضمون صید
کہ شبستان فکر است چراغ
سال ختمش بجان کہ این دیوان
نزد نواب میرزا ابلاغ

تقریظ ریختۂ کلک گوہر سلک معنی نگار سید نور الحسن خان بہادر متخلص بہ کلیم خلف الصدق نواب امیر الملک والا جاہ مولوی سید محمد صدیق حسن خان بہادر فرمان روای ریاست بھوپال

ذوقی ست ہمدمی بفغان بلکہ زمزم در شک | خار رہست بپای عزیزان نمکیدہ باد

بنام ایزد این گرامی نامه که پاک نظران را تذکره و کم نگاهان را تبصره وقت ست جلوه فراموش آید
پیکی هم از تصورش در آغوش نقش پا گوشه گزین ست قبر بد تصور از خیالش در کنار
واماندگی خلوت نشین سخن شناسی میداند که اکنون کار اردو از کجا تا کجا کشید و فرق ریخته
از کدام رتبه بکدام مرتبت رسید لهجه دری در اوصافش الکن ست و زبان پهلوی در مدحش
بی سخن آری اردو را در کسوت دری و ریخته را در لباس پارسی جلوه دادن اگر اعجاز نیست
کم از سحر نخواهد بود معنی رسائی که نکته فهمی شان با انصاف هم آغوشی ست و هنر شناسی
شان بقدردانی هم دوش هم از طرز سخن آگاه اند و هم در کشور کمال خداوند دستگاه اگر
در مدح این شاهد دلپسند زبان سخن سرا را با حرف مبالغه آشنا نکنند و غلو و اغراق را
بکار نفرمایند و حرف راستین و بیان واقعی بر زبان آرند کم ازین نخواهند گفت که سحر
معجز نظام و سخن هم پایه الهام ست پایه اردو در چه پستی بود داغ سخن سنج به کجا رسانیده
و پیش ازین این زبان چه بود مصنف معنی آفرین چه گردانید با این لطف سخن علو مضامین
و بلندی چه قدر عالی پایه است و با این بلندی پایه گنجینه قدرت چه قدر پر سرمایه است
هرگاه بحر سخن پر جوش و نهر معنی پر خروش میگردد حسرت انصاف دل می شکند و تمنای
قدردانی ناخن بدل می زند درین زمانه که نوای بلبل از صدای زاغ ندانند و نقش
بال تدرو از خط پای کلاغ نشناسند به نغمه طرازی نوحه می زیبد و بر سخن پردازی
افسوس می رسد هان ای کلیم هرزه درای ازین دراز نفسی بیاسای نالهای باستانیان
نیز ازین شکوه ها لبریز و دلهای پیشینیان هم از ناقدردانیها شکایت خیز می بینم یارب
این باده هنرمندی را درخشان ایاغ یعنی دیوان داغ بعد از انکه بکالبد طبع ریخته آید
با سخن میر و مرزا هم آوازه و با دیوان استاد ذوق هم شیرازه باد و فقط

تقریظ دلپذیر از فکر عالی افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان صاحب متخلص به شهیر سلمه الله القدیر ملازم سرکار دار الاقبال بهوپال

خوشم بعشق اگر درد رفت و داغ آمد	دل شهیر نه منت کش فراغ آمد

امروز فکر مایه فروشی از افراط و تفریط می آساید و اندیشه مبالغه پسند وضع راستی می تراشد
رعنا خرامان چمن طلب اگل دستار آگهی باد که در زمان باستان حال زبان هندوستان بآن
طعام نو ترکیب مانا بود که نا واقفانی چند از اشیای مختلفه بهم رسانند چون از مقدار اشیا خبر
ندارند و از کیفیت اختلاف اجزا آگاه نباشند هر آئینه آن طعام بیمزه و مذاق ناآشنا خواهد بود
چو آن ترکیب بارها اتفاق افتد و در هر بار کمی و بیشی اجزا بعمل آید قوت ممیزه از طعم
سابق و مزه حال آن نتیجه معتدل حاصل نماید که بهتر از آن متصور نباشد همچنان این زبان
اردو روز بروز تصرفهای مطبوع گرفت و در هر زمانه این شاهد دلفریب زیور تازه آرایش
یافت کلام سابقین پیش نظر باید داشت و بچشم انصاف باید دید که در سابق و لاحق چه قدر
تفاوت جلوه گر است حسن این زبان در زمانه ولی که از کهنه نوایان است چه بود و در عهد سودا
و میر چه شد با اینهمه ادراک کافی و تمیز وافی بران تقطیع هم قناعت نکرده و در فکر دیگر افتاد آری
همت بهیچ مرتبه راضی نمیشود چون فصاحت را نیز با زبان خویش در هر زمانه اعتبار دیگر باشد
بسا الفاظ است که زبان زد خواص گذشتگان و پسندیده بالغ خردان باستان
بود و گروه پر شکوه متاخرین ازانکه ناماْنوس ارباب این زمان است یا ازانکه با عقبا
واقع گران است بعضی ازان الفاظ را ترک فرموده و بعضی ازان الفاظ متصرف
شد طنطنه کوس فصاحت بگوش ملایک رسید و غلغله هنگامه بلاغت بر فلک بلند شد

نگر آئینه بود که جلای دیگر پذیرفت یا گوهری که صفای تازه یافت بالغ رسان از هر طرف
بساط هستی خرامان شدند و روشن نفسان از هر سو بعرصهٔ وجود آمدند بلند نامیهای این معنی
شناسان آوازهٔ سابقین پست فرمود و زمزمه های این بهار نوایان انصاف پرستان
را مست کرد هر چند خوان افاضت منعم بی منت فراخ و هر گرسنه چشم را باران دست هوس
دراز است لیکن چون در خواص و عوام تفاوت مراتب جلوه نماست تربیت خوان سالار
نعمای فیض بسوی نازک طبعان شاهجهان آباد بشکل خاص معطوف است و توجه خاصی
در شان این خوش خیالان بطرز دگر مصروف ست اگر از مدح بعضی نغمه طرازان عندلیب
گفتار این بزم دلکشا یک و زمزمه در نوازش آید از قانون مقام شناسی خارج نیست
نمک چش مائدهٔ معانی و بیان حافظ عبدالرحمن خان احسان خوان سخن را چنان آراست که
حسن نمکین ملاحت را از ان بعبارت ست و ادای شیرین حلاوت را از ان استعاره خواست صاحب گفتار
دلپذیر شاه نصیر تشبیه و استعاره را آن رتبهٔ اعجاز بخشید که از تشبیه لب برگ گل را بگفتار آورد و از
استعارهٔ قامت سرو را خرامان و بیشاهد کمال را مفتون فخر الشعرا ممنون آن لطافت سخن
و صفای کلام بگذشت که نقش مسطرش سلک گوهر بی بها و صفحهٔ کاغذش آئینه گیتی نماست
ولی نعمت ارباب شوق خاقانی هند ذوق غزل را بان بلندی نوشت و قصیده را بدان مرتبه
نگاشت که حسن خوبان را شائی رفیع داد و پایهٔ ممدوح بآسمان بر داشت هم جاه صائب مطالب
مولانا غالب که کلامش نهایت ابتدای کمال سخنش آنسوی هر وهم و خیال ست کالبد لفظ
و معنی را جان حکیم محمد مومن خان که سخن را بآسمان هر دو پای فکر از عرش فرو نیاورد اگر امروز
میخواهند که باده آدای آن جادو بیانان مهمان کیفیات متغائره بیک جا کشند جز در جام
دیوان داغ نتوان خورد و اگر بر آنند که نقدهای روش آن سحر نوایان بهمان سکه های

شقاوتے از جامی ربایند غیر از کیسهٔ داغ سیر بضاعت نتوان برد اگر فصاحت کلام اینست که
بر الفاظی که از ان تلفظ گرانی بهم رسد مشتمل نباید و کلماتیکه از ان فهم معنی دشوار گردد مرکب نباشد
خاص این دیوان ست و اگر فصاحت متکلم همین ست که هر جا کشاده سخن و درست مخارج باشد
و بر بیان مقصود خویش بالفاظ فصیحه قدرت بهم رساند از آن این جاده و بیان تعقید لفظی که از
تقدیم الفاظ یا تاخیر الفاظ یا حذف الفاظ فهم معنی مراد را دشوار سازد در کلامش نه بینی و تعقید
معنوی که بعد لوازم و خفای قرائن ذهن را بسوی مقصود منتقل نماید در دیوانش نیابی تا گلهای
نخل فصاحت که دست نشان این باغبان گلزار هنر باشد تعجب را نشاید و سیرابی های چمن
بلاغت که پرورده چنین نخلبند گلشن کمال آید شگفت مدار دو احباب در وصف این زبان دان
اوراق سیاه کرده و در مدح این دیوان فخری گرد آورده کسی راه اطرا در رفت و کسی دامان اغراق
گرفت منهم که در راه راستی تا ختم جز بعرض حقائق و بیان واقع بر وی ختم المختصر این دیوان نگارستی
و این داغ دلنشین یارب این داغ با وستادی ترانه دو دیوانش پذیرائی افسانه باد

دیوان فصیح میرزا داغ
نغمه عندلیب پیش
بلبل نشان این چمن را

در انجمن سخن چراغ ست
مگر وه ترا ز صدا ز داغ ست
دلها ز نوی باغ باغ ست

سودای خیال را سر آید
چون باده آمد ز خم طبع
تاریخ گزار شهیر راهی

صهبای کمال را ایاغ ست
آهنگ رسیدن دماغ ست
یکدل جاجی هزار داغ ست

۱۲۹۹ھ

تقریظ نتیجهٔ فکر آسمان پیوند لطائف مضامین رفیع سرمنش
منشی گنج منوهر لال صاحب نقش بخشی خاص نواب مستطاب
جناب سلطان جهان بیگم صاحبه ولیعهد ریاست بهوپال تلمیذ
افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان شهیر ملازم ریاست بهوپال

این لالهٔ داغ دل فرو زم هم چراغ کیست — وین چشم چشم غوطه شده در خون ایاغ کیست — در راه انتظار سفید ست دیدها
تا شور بپستهٔ تو نمک سا داغ کیست

امروز دگر صحبت سر با جنون در گرفت و داغ دل را آتش خون از سر گرفت سر بصحرا دادگان سودای کوی دلبر را پا آبله کردن و آن را بنوک خار زدن دائما آرزو و جان بهوا جانان باختگان را از مشعلهٔ دشنه بر جگر زدن و بر سرش نمکدانها شکستن فرصتی کو

عشق در سینهٔ من لاله ستانها دارد — دل خونین گشته ز داغ تو نشانها دارد — هر کس چه یقین کرد دلهٔ پیمان شکنی

دل مسکین تو فای تو گمانها دارد — ذائقی که سبزان هندی از حسن ملیح نمکدانها پر داشته اند جراحت

دل فگارم و ازین نوشین لبان سمرقندی که بی نمک افتاده اند چون داغ بر دارم و عضا من ترک این بتان صندل بجبین مالیده و دل و شکیب من ازین صنمان سرمه در چشم کشیده و حسن مالیده

اگر چه در سینه صد آتشکده آتش دارم — لله الحمد که با سوزش دل خوش دارم
شور سودا ز سر سودا زده تا حشر برون — پیچ و تاب که ازان طرهٔ دلکش دارم

کاش اگر یک نگاه بر جمال خرد فریب شان نگری و از جا نروی آنگاه پندارم که فردی و اگر یک فرقه بر جلوهٔ دلبند زهر بای آنها دیده کشائی و دل از دست ندهی انگارم که چه هر فردی هر چه سرزنش پاک شهر مسلمانان نیم بسمل کرشمه های نرگس کافرکیش و من کیستم یک جهان خدا پرستان

در حسرت چاشنی بوسهٔ لعل شکر نیش — بجز خون شور قیامت لفس شعله فشان
در کدامین دل ازان لعل شکر خاست که نیست — شور آشفتگی و شیدهٔ سرگردانی
در کدامین سر ازان زلف چلیپاست که نیست — زآنها نظارهٔ حور و غلمان ترا مبارک من

ربودهٔ حسن سبزان شیرین کریکی از دلدادگان شان حضرت داغ ست و جنت فردوس بتوار زانی خوش کرده من آن کوی رو کش مینوی ست که از جاروب کشانش هر رنگ بهشتش فراغ ست

آتش کدهٔ در جگر سوخته دارم — دوزخ بدل از ناله برافروخته دارم

زان حسن گلوسوز که بپیاخته دارم | زان شعلهٔ قامت که برافراخته دارم

زهی داغ که از خون گرمی عشق چندان داغها بر دل سوخته که خود داغ گردیده و چنان کباب شعلهٔ حسن نمکین آمده که رایحهٔ جگرسوختگی بدماغ رسیده خورشید که گرمی تابش او مغز در سر گداز آرد چیست عکسی از آئینهٔ داغ او پروانه که خود را بر شمع زند چه لالهٔ تفسیده جگر از باغ او اگر دلش آتش خانهٔ سوز محبت نیست این همه شعله تراشی نفس گرم آواز چیست و اگر سینه فسرده آتش خسته بر نوک نشتری این پایه خون چکانی آه سرد از کیست

داغ اندر رخسار تو ای رشک چمنها | چون لالهٔ شهیدان بسمن زار کفنها
خون در جگر نافهٔ دل چون نشود خشک | در هر شکن زلف تو افتاده ختنها

ای آنکه سخنم باد پنداری آذرکده سوز و گدازش دریاب خود دریابی که چه شرر باری سوز درون ست و تو که بجد سخنم باور نداری سوی شقایقستان داغ و در وش نتاب تا پنداری که تا سوز جگر را چه جوشها جوش خون ست الله الله چه آتشکده ها در سرگداز داده باشد تا این پاره های جگر تاب از سر بیرون نهاده باشد ازینجاست که هر نکته اش شعله پوش ست و هر حرفش اخگر فروش اگر ترا دل را الماس تیز عشق کسی خراشیده زود دریابی که هر لفظش از خراش دل نشانی ست و اگر جگرت در آتشدان صحبت شعله رویی گداخته زود بشناسی که سینش گداز جگر را ترجمانی

گلش غنچه یاد از لب خندان میدهد مارا | نشانی سرو از بالا بلندان میدهد مارا
نگردان غنچه اندر بستیم هر چند کوتاهی | خراب گردش ساغر و چندان میدهد مارا
اسیر پیچ و تاب موج اشک آلوده مژگانم | فریب سنبل گیسو کمند آن میدهد مارا
بهشت از جلوه های لاله داغم تازه میگردد | که یاد از سینه های دردمندان میدهد مارا

آری صاعقه ایست از سحاب عشق بر خرمن دل که ریخته پاک سوخته و شسته ست کار از

شهیدستان محبت در شهر تاریکیده درون که تافته گلمیرش افروخته از خونابه ریزی زخم دل صد چاک
شنگرف لاله زاری آورده اند طرز ادا لختی بهار رنگینیش دریاب و از پرتو افگنی داغهای سینه
سوزناک طرفه چراغانی کرده اند می به خاطر من کیفیت آب و تاب افروختگیش بنگر

چراغان کرده‌ام از داغ دل ویرانهٔ خود را
که چون پروانه در رقص آورم دیوانهٔ خود را
فروغ شمع من خاصیت بال هما دارد
مرصع پوش در محفل کند پروانهٔ خود را

بلا که داغ را پایه از درد فراتر نهاده اند و آتش را از دود میانه زمی داده چه درد از داغ خیزد نه داغ
از درد و درد لازم داغ ست نه داغ لازم درد و شادم از دردمندی که با داغ پیوند کرده‌ام
در دل انگیزد و داغ غم از کسی که با درد گراید که کاری از دیده خیزد بان دهان درد چه درد میبرد
که سخن سنجی ست پاستانی از کهنگی کلامش از پایه دلپذیری افتاده و داغ چه داغ همین
داغ ست که تازه ترانه دلکش او بستان گل جدید لذیذ مذاق اهل درد را از چاشنی

لذت دردمندی الهی داده
یا لذت ست کام جگرهای سوخته
این بادهٔ راهرو قلم خوشخرام اوست

آب حیات در رقم شگفته اوست
از شور عشق نمکی در کلام اوست
از بادهٔ کهن سخن تازه خوشترست

از خضر خامه زنده جاوید نام اوست
هر نقطه چو خال لب یار مشکبوست
پیمانه لفظ معنی رنگین مدام اوست

چه ذوق آموز نگارنده داغ ست بلی آموزنگارش و از شکرستان اوست مصر مصر شکر در بارش
ازین ست که نوایش هم نوای ذوق ست و ولوله افزای ارباب شوق هر دو کاوش و کی
کشور نازک خیالی و خوش ادائی انده دارا و اسکندر قلمرو دابندی و سخن سرائی چون ست
که ذوق را خاقانی هند گفته‌اند و از چیست که داغ را قاآنی نخوانند ای پایه نشناسان
تا امروز خطابی رفته از پیش ز نهار این مهر خواهش میتوان خواند و نام
[illegible] شد که [illegible] باجاه و فر نواب شمس الدین احمد خان

مینو نشیمن الی فیروزپور را پوریست روشن گهر والاشان واز آنکه میرزاده آمده وشناس
جهان ست به نواب میرزا خان اگر در سپهر سروری را مهر نیم روز بود پسر اوج مهی را ماه
نیم ماه است واگر شمس الدین فلک جواهر نگار مرصع اورنگ بود میرزا را از مهر درخشان
زرین کلاه ای نوش منکار زدرازی سخن اندیشیده سرود خوانم از این ست که گلبن مهرش
را غائبانه بلبل خوش الحانم آری داغ در عشق گلرخان داغها بردل برداشته ومن کم مهای
او واو دلداده نازواندازدلبران آمده ومن کشته کرشمه ادای روان افزای او

زبس داغ تو در سینه چیده ام در سینه سوزان | چراغ اهل دل روشن شد از کاشانه ام امشب

او داغهای نهانی خود را که بدیوان داغ نام براورده در پیکر حرف و لفظ جلوه داده تا دریابند
که در سینه جگر آتش عشق کسی است ومن گلهای داغ خود را که غائبانه در محبت او بر دستار دل
زده ام در نوردِ این صحیفه رقم فرو چیده ام تا اشناسد که شمیم گلکدهٔ تا آتش او در دماغم بسی ست

با آب روی نازم روی بر خاک دری دارم | لب خشکی پی دریوزه چشم تری دارم
سزد در مجلس تفسیده جانان گر شوم حاضر | بمهر داغ او در گرم خوئی مجمری دارم

یارب چنانکه جوشش خون مایهٔ الفت درد بلداغ ست این نگاشته که بخون
دل نگار بسته آمد میان نوش دردساز و داغ دلنواز واسطه پیوند مودت و مهر
و محبت شود او و زبان سان کرنیاز و بلبل مقبول بارگاه تازه گل آمده نیاز این گدای
در محبت پذیرائی ناز التفات آن شاه سریر لطف و عنایت باد

تقریظ از نتائج طبع مضمون خیز مولوی محمد عبد الله
صاحب جالیسری متخلص به راسخ

ای آنکه ز جودت طبیعت	از ماه گرفته تا بماهی	در شهر زبان تو شهیاری
در ملک سخن پناهی	اقلیم سخن بقبضهٔ تو	از تست اوامر و نواهی
تو گوهر بحر علم و مضمون	تو بحر علوم موج و ماهی	کو سعدی و انوری که امروز

تا داد دهی و داد خواهی | بلاغتی که سحبان نگهبانش بود توفیق الهی تسلیم داغ
نمود و فصاحتی که حسان از پاسبانیش سر بفلک می سود عنایت لم یزلی تفویض
نواب مرزا خان فرمود شور نمکی که از کلامش برخاست چون تصور محبوبان در دل
عاشقان نشست و نقشی که قلمش بربست رونق بازار تصویر دلفریبان شکست ملاحت را
با زبانش نسبتیست که نمک در دیدهٔ منکران نه ریزد و فصاحت را با بیانش نه رفیست
که از دهان بدگویان مرحبا نه خیزد و اگر کوته نظری بلند سودا را وسوسه در خاطر افتد که
قائل خیالات مجتمعه را بهوای مدح گری پردازی داده زمین بر آسمان ساخته باشد
و مضامین فراهم آمده را بخیال ثناگری پیرایه بخشیده فرش را پایهٔ عرش افراخته فراخور
دریافت خود خاک را اکسیر و خس را حریر تعبیر کرده سخنی آراسته و لائق فهم خویش
قطره را دریا و ذره را آفتاب جهان بیا تفسیر نموده خیالی پیراسته خدا چشم انصاف
بین و عقل مصلحت قرین بخشد تا بیند و داند چه فصاحتهاست که در بیانش نبست
و چه بلاغتهاست که در زبانش لی هر صفحهٔ صحیفه‌اش گلشنیست پر از بهار مضامین و هر
سطرش نخلبندیست مملو از بار خیالات رنگین هر بیتش چون بیت ابروی مهوشان بلند مضمون
و هر مصرعه‌اش چون مصرع قد محبوبان موزون گوش از هوش در جستجوی رموزات
شنافته و زبان از بیان در گفتگوی توضیحات پرداخته هنگام اظهار رموز دانش
مرموز بیان بحریست از انجار فصاحت و وقت توضیح نکته‌های خرد فریب زبان

نهر بست از انهار بلاغت چکیدهٔ خامه اش گوهر بست یکتا و پیچیدهٔ نامه اش گنجی ست گران بها احیاناً اگر خیالی از دو گریخته در دماغی پیچیده فوراً شحنهٔ فکرش باد آمیخته در سلسلهٔ حروف آویخته و ناگاه اگر مضمونی جسته در خاطری پیوسته قدم شناس نظرش دریافته در رشتهٔ تقریر بسته نکته که در پیش لب بستن نکشاد الا از دهان محبوبان و حرفیکه در شعرش نشست نه برخاست مگر از زبان بذله گویان تا بر گفته اش راسخ که راسخ ست آگهی باید و گوید که قطره از دریای بی پایان در دهان ریخته و ذره را آفتاب درخشان بخاک آمیخته باقرار جادو بیانیها در پا نهاده حرفی نگفته نشسته و باظهار سحر زبانیها سخنے در بیان نماند

هر بیت چو زلف یار دلبند | مضمون لب خیال پیوند | از شعر بلند چرخ ادنی
یک نکته و صد هزار معنی | بیتاب اگر ز خامه ریزد | از جوشش طپش ز نامه خیزد
چون رنگ نکو حروف مکتوب | هر نقطه درو چو خال محبوب | از زلف صنم کند چو آغاز
هر سطر شود سرشتهٔ راز | از خال سخن چو راز گوید | ای گفت کسی ز ناز گوید
در معنی بیت ابروی گفت | در هر بن موی او دری سفت | از عشق چو کرد نکته سر
بیتاب دل نهاد در بر | از چشم اگر کند اشارت | صد هوش ز سر رود بغارت

آن سر نهان اگر عیان کرد | راز دل عاشقان بیان کرد

تقریظ از نتائج طبع بیعدیل منشی محمد اجمل صاحب متخلص جمیل تلمیذ جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر نور الله مرقده

مشاطه را بگو که بر اسباب حسن یار | چیزی فزون کند که تماشا به ما رسید

چشم تماشا کشاده و ساز امتیاز آماده باد که روز مقابل شب آمد و مهر در روی بدر خشید مشتعل در شب چراغ افروخت و ماه و پیش سها تابید یعنی اهل طلب را سرمایهٔ فراغ

دیوان داغ بقالب طبع درآمد و از دیوانهای دیگران لطف انگیزتر سبحان الله در کلام
موزونش مدارج کثیره و نماست و در سخن بلیغش مراتب بیشمار چهره کشا طلبگاران را
نوید که از ترکیب الفاظ و طریق تشبیه و وضع استعاره و اسلوب کنایه و طرز خطاب
و لطف جواب طرفه معجونی مرکب شد و نسخه عجیب بدست آمد استعداد خداداد این
ادا بند جمله اسباب کلام را برجای خویش نهاد و تمیز مادرزاد این نازک خیال
هر پیرایه سخن را بر مقام مناسب صرف کرد قدرت را قدرت دیگر جلوه گر آمد و طاقت
را طاقت دیگر میسر شد فارسی که سرمایه دکان دیگران باشد در پیش همین اردو بیفروغ ست
و دری که متاع تجارت بیگانگان ست در روی همین ریخته بیرواج اگر صفای
الفاظ بحرف آمد لوح نفس را بادم صبح همسری ست و اگر معنی رنگین مذکور شد هوای
کلام را با شفق برابری زکوة ربایان گنجینه کلامش را اگر صاحب نصاب دانند
می سزد و فضلای باغ طبعش را اگر ثمرة الفواد نخل استعداد انگارند میرسد از هجوم
قافله معانی در هر بیت معانی کثیره منزل گزین ست و از کثرت ورود مضامین در هر
مصرعه مضامین بیشمار گوشه نشین ازین غیرت ارژنگ گاه مشتاقان فهیم را نگارخانه
چین در نظرست و گاه نیرنگ طلسم بهار در نگاه هنوز این نیرنجی مشعبد گاه از حلهای
دلکش و گاه از موانع جانگزا گاه از شعبده های عالم فریب و گاه از سوانح هوش این
سخن سنج بیعدیل برابران نیاورد که اندکی بمجال طالبان کمال پردازد و این کوکب
نیره سخن را که چون بنات النعش پریشان بود ثریا وار در سلک انتظام طبع منتظم سازد
الحمد لله که عوائق برخاست و موانع برطرف شد دست طلب بدامن آرزو رسید یعنی این کارنامه
فصاحت در مطبع انوار محمدی طبع گردید و بنده مستبدل محمد اجمل متخلص بجمیل

تلمیذ حقیر حضرت تدبیر الدوله مدبر الملک منشی مظفر علیخان صاحب بهادر اسیر دام ظله وفیضه که اسکندر عالم سخنوری و خضر وادی معنی پروری ست چون همیشه منتظر چهره کشایان ناز و غرور م و چشم براه شاهدان تازه ظهور هر گاه ازین نوعروس جان بخش شنیدم دلبر مسرت در کنار کشیدم آری سخن رنگینش اگر از نازکیهای گلزار بود کنون بروضهٔ خلد برابر گشت و کلام بلندش اگر از نهایت رفعت بر آسمان بود اکنون از عرش برین بگذشت یارب این همایون نامهٔ شوق سرشتان معنی شناس را سیرگاه عجیب و هنر پیشگان ارباب ذوق را نزهتگاه غریب باد بالنبی وآله الامجاد

قطعهٔ تاریخ چکیدهٔ کلک گهرسلک تدبیر الدوله مدبر الملک منشی مظفر علی خان بهادر بهادر جنگ متخلص به اسیر لکهنوی

باغ ابراهیم هی دیوان داغ
خار اعدا کو دیا اس باغ نے

مصرعهٔ تاریخ یه لکها اسیر
کیا جلایا حاسدون کو داغ نے

قطعهٔ تاریخ ریختهٔ فکر آسمان پیمای نظیری نظیر منشی سید اسمعیل حسین صاحب متخلص به منیر سلمه القدیر

هست مانند قمر نور فشان این دیوان
که مدیست نظیرش بجهان چشم نجوم

گرد نظاره چو پروانه زهر سمت هجوم
وصف دیوان هم و تاریخ رقم کرد منیر

جلوه گر گشت چه طلعت شمع شبستان جمال
اوج عرش سخن و گوهر پاک منظوم

۱۲۹۹

ایضاً

هی یه دیوان که گلدستهٔ الهام منیر
باغ فردوس سے همرنگ هی سرتا پا نظم

گلفشان هو گئی یون عیسوی هجری سال
خلد روح افزا مضمون چمن پیرا نظم

ایضاً

هوا مطبوع دیوان جناب داغ ان روزون
ستاره کیون نه چمکے پایهٔ والا هی مطبع کا

منیر آج اسکی لکھنے کی کهی تاریخ نورانی
ید بیضا هوا الحاصل یهی موسا هی مطبع کا

۱۲۹۹ هـ

ایضاً

مبارک ہوا اہل سخن کو یہ عید — چھپا ہی خوش اسلوب دیوان داغ
دل و جان سے ارباب انصاف کو — زیادہ ہی محبوب دیوان داغ
یہی ہی منیر اسکی تاریخ طبع — کہ مطبوع و مطلوب دیوان داغ

قطعۂ تاریخ ریختۂ طبع شاعر نازک خیال سید ضامن علی صاحب جلال

باغ دیوان داغ کا پھولا — تازہ مژدہ صبا یہ لائی آج
طبع کے سن جلال نے لکھے — بوٹے گلزار داغ آئی آج

قطعۂ تاریخ از سخنور سراپا کمال سید کاظم علی صاحب مثال

دیوان کو کر چکے مرتب — جب حضرت داغ عالم افروز
کیا خوب لکھی مثال تاریخ — ہی جملہ کلام داغ دلسوز

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع سراپا لطافت محمد عظمت علی خان صاحب متخلص عظمت

دیوان ہی یا ہی نسخۂ اعجاز عیسوی — معنی ہیں تازہ تازہ مضامین عجیب
عظمت جو یہ کلام ہوا زیب گوش خلق — تاریخ اسکی ہیں نے لکھی دُرِّ منتخب

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر سلیم منشی شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم دام فیضہ

حضرت داغ کا چھپا دیوان — سو شگفت کا ہی بیان سلیس
فکر تاریخ ہی تو ای تسلیم — جلد کہدے کلام داغ نفیس

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع رسای سخنور یکتا منشی صابر حسین صاحب صبا

خوشا نظم داغ سخن سنج یکتا — کہ فردست در عالم بیمثالی
بتاریخ طبعش صبا خوش رقم زد — کہ گنج معانی مضامین عالی

ایضاً

شد از جلوۂ طبع مطبوع عالم — کلام دل افروز داغ سخن گو
صبا گفت تاریخ در سال طبعش — کہ گنج معانی مضامین نیکو

کلام نواب میرزا خان کیون ہو مطبوع و ہر چہکر — الیضاً — مزہ معانی مین سحر کا ہی مذاق جادو بھرا ہوا ہی

مجال کسکی صبا جو ایسی سنائے تاریخ بے تکلف — بیان ہی سو اور ساز عاشق زبان معشوق باد اہی

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع رسای سخنور بی ہمتا منشی گوبند لعل صاحب صبا

ریختہ از باد نفس گنج سخن در گوش خلق — گرد دیوانی مرتب طبع گردون گرد داغ

از پی ترتیب و طبعش چون نمودم فکر سال — از سر و شش آمد بگوشم گنج باد آورد داغ

قطعہ تاریخ ریختہ قلم جواہر رقم در فن شعر مشتاق منشی بہاری لعل صاحب مشتاق

زہی شاعر نغز گفتار داغ — کہ در شاعری میکند ساحری

پی طبع دیوانش جستیم سال — چکید از قلم نسخۂ شاعری

قطعہ تاریخ نتیجۂ طبع وقاد صاحبزادہ محمد عطاء اللہ خان صاحب عاشق ساکن مصطفی آباد

الله ری وہ مدوم داغ کا دیوان ہوا جو طبع — اک شور تہنیت ہی زمانے مین جابجا

عاشق بگوش ہوش ذرا تو بھی سن اسے — ہاتف یہ کہ رہا ہی مضامین دلکشا

قطعہ تاریخ ریختہ طبع با استعداد احسان علیخان احسان ساکن مصطفی آباد

چھپا میرے اوستاد کا جبکہ دیوان — ہوا اک زمانے مین یہ شہرت افزا

جو پوچھے کوئی اسکی تاریخ احسان — تو کہدون مین گلدستۂ فرحت افزا

قطعہ تاریخ نتیجۂ طبع نکتہ سنج حافظ غلام رسول صاحب بکو متخلص بہ ویران شاگرد شیخ ابراہیم ذوق

داغ چون ساختہ دلچسپ مرتب دیوان — دل احباب شد از دیدن او خرم و شاد

ہر کیا زانکہ بیا گرم مضامینش یافت — سال او گفت کہ حسا دوراً داغ بداد

قطعہ تاریخ ریختہ قلم گوہر رقم شیخ الہی بخش صاحب خوش رقم نصیب متخلص بہ غریب

گشت بصد فرحی طبع چو دیوان داغ — آنکہ بود در سخن ماہر و شاگرد ذوق

از پی تاریخ او کرد عجب عندلیب / داد ندا ہاتفش قیصر ارباب شوق

قطعۂ تاریخ خامۂ عنبرین شمامہ از سید جلیل احمد صاحب الٰہی متوسل بانسیقبول

چو بشگفت گلہای گلزار داغ / ازو تازگی یافت جان سخن / جلیل از پی سال تاریخ طبع

بگفتم ببین بوستان سخن ۱۲۹۶ / ایضاً / چو آراست دیوان داغ سخنور

نسیم بلاغت بہار فصاحت / زد از دل رقم سال تاریخ طبعش / برآمد دُرِ شاہوار فصاحت

قطعۂ تاریخ ریختۂ قلم بلاغت سید جمیل احمد صاحب برادر زادہ سید جلیل احمد سہسوانی

چھپا جب داغ کا دیوان رنگین / کہ لعل بے بہا دُرِ عدن ہے

لیے تاریخ شاخ کلک تم سے / کھلا غنچہ گلستان سخن ہے ۱۲۸۶

قطعۂ تاریخ تراوش فکر رسای محمد شاہ خان صاحب کاوش

چو گلہای رنگین دیوان داغ / فرح بخش گلہاست گلشن نما / رقم فکر کاوش چو تاریخ طبع / نمودہ رقم مرہم داغہا

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع وقاد جامع محاسن صوری و معنوی منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی

کیا شگفتہ ہے طبع حضرت داغ / داغ کھائے ہیں باغ نے کیسے

تو بھی تاریخ امیر لکھ رنگین / گل کھلائے یہ داغ نے کیسے ۱۲۹۶

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع پاکیزہ گہر منشی محمد احمد صاحب قمر سلمہ اللہ الاکبر

ماشاء اللہ طرفہ دیوان چھپا / سب شعر ہیں ارباب سخن کو مقبول

تاریخ لکھی طبع کی ہیں نے یہ قمر / دیوان ہے داغ کا کھلے ہیں پھول ۱۲۹۶

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع جوہر قابل فدا علی خان صاحب عاقل

حضرت نواب مرزا خان داغ / میر سودا بھی جو غالب ہیں اب / واہ کیا دیوان چھپا اصل علی

ہیں بلا کی بندشیں مضمون غضب / اوسکی عاقل نے لکھی تاریخ یوں / روزمرہ خاص دہلی کا ہے سب

فہرست کتابہای نایاب مطبوعہ مطبع انوار محمدی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیوان		نیرنگ سخن یعنی منتخبات	عہ/	فضائل احمدی	
گلزار داغ	عہ/	ذوق و غالب و مومن		اثبات نبوت و قرآن	عہ/
آفتاب داغ	۱۲/	و ظفر و ناسخ و آتش		بدلائل مسلمہ	
فریاد داغ	۸/	و آباد و رند و سودا		بحر العلم ترجمہ اردو	
گلشن فیض دیوان فسون	۱۲/	و انشا و میر تقی و میر درد		عین العلم کامل	[illegible]
شاہد شوخ طبع		**مثنویات و ناول**		حجج امام محمد	عہ/
دیوان جلال اول	۱۲/	حسن بے پردہ	۳/	آثار امام محمد	۱۲/
کرشمہ گاہ سخن		فرنگنو کا کچا چٹھا		طحاوی	
دیوان جلال دوم	۱۲/	مرقع عبرت	۶/	معانی الآثار	[illegible]
آئینہ ناظرین	۱۰/	چیستان ہستی	۴/	مطالب السول	
دیوان کیف		رندی و پیری	۳/	فی مناقب	عہ/
معجز بیان تصوف	عہ/	رسالہ آدمی گر	۴/	آل الرسول	
دیوان		تواریخ احمدی	۴/	تحفۃ المومنین رد شیعہ	عہ/
دیوان مولانا غنیمت بزبان فارسی	۸/	مصباح المجالس	۱۲/	روضۃ الاحباب	عہ/

دیوان داغ اور آفتاب داغ کا حق تصنیف میرے پاس رجسٹری ہے کوئی صاحب نہ چھاپیں محمد تقی بہادر لکھنؤ